بفیض روحانی

مجدد اہلسنت، اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

مشق افتا کے طور پر جامعہ رضویہ منظر اسلام میں زیر تعلیم درجۂ تخصص فی الفقہ
سال اخیر کے طلبہ کے ذریعہ تحریر کردہ فتووں کا ایک حسین گلدستہ بنام...

تربیتی فتاوی منظر اسلام

من جانب:

فارغین درجۂ تخصص فی الفقہ ۱۴۳۴ھ

مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

المکتب النور

شکارپور چودھری، نزد فریدہ پور، ایرفورس گیٹ، عزّت نگر، بریلی شریف

(M) 9457919474 E-mail: mrkmqadri@gmail.com

ALMAKTABUN-NOOR
SHIKARPUR CAUDHRI
IZZATNAGR, BAREILLY

تقسیم کار

برکاتی بک ڈپو، نومحلّہ مسجد، بریلی شریف 9412605880, 9634786652

کتاب الحظر والاباحة

کتاب الفرائض

جشن دستار افتا

بموقع عرس حامدی منعقدہ بروز ہفتہ ۱۷/ جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ

مطابق ۳۰/ مارچ ۲۰۱۳ء

شرف انتساب

معلم کائنات، فخر موجودات، رسول اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

کے......نام

معدن علم وحکمت اصحاب رسول اکرم رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کے......نام

سراج الامۃ کاشف الغمۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اوران کے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

کے......نام

مجدد اہلسنت اعلی حضرت امام احمد رضا، حضور حجۃ الاسلام، مفتئ اعظم ہند اور جملہ فقہائے کرام

علیہم الرحمۃ والرضوان

کے......نام

درجہ تخصص سال اخیر

جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف (یوپی)

عرض حال

مولانا محمد عالم رضوی منظری جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

یہ دور بڑا پرفتن دور ہے، بے عملی و بے راہ روی کا زمانہ ہے، دین سے دوری ایک فیشن بن گیا ہے، مسائل سے ناآشنائی ایک عام بات بن گئی ہے۔ایسے نازک وقت میں علمائے اہل سنت و جماعت کے سامنے ایک بہت بڑا چیلینج ہے مگر وقت کی نزاکت کو نہ جاننا بھی بہت بڑی جہالت ہے۔لہٰذا اگر ہم یہ کہیں کہ علمائے اہل سنت کو چاہیئے کہ لوگوں کو دین کے قریب لائیں، دین کے رموز واسرار سکھائیں اور مسائل فقہیہ سے روشناس کرائیں تاکہ وہ حلت وحرمت اور صحت وفساد کے مابین امتیاز کر سکیں تو کس لائحۂ عمل سے، کس تدبیر سے، تبلیغ کا کونسا طریقہ اپنائیں؟

یہ جذبہ ہم طلبۂ درجہ تخصص فی الفقہ کے نہاں خانۂ دل میں ایک مدت سے انگڑائی لیتا رہتا تھا کہ ایک دن ہم لوگوں نے باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ کیوں نہ ہم اس بار دستار تخصص کے حسین و پرکیف موقع پر کلینڈروں یا کارڈوں کے بجائے ایسی کتاب شائع کریں جن میں مسائل شرعیہ اور فتاوی دینیہ ہوں نیز ہم اس کو دعوت نامہ کے طور پر لوگوں کے درمیان تقسیم کریں۔جن لوگوں کے پاس یہ کتاب پہنچے گی ان میں سے اگر چند بھی ہمارے ان فتاوی کو پڑھ کر عمل کریں گے تو یہ ہمارے شوق دل کو سکون بہم پہنچانے کا ایک بہترین ذریعہ ہوگا اور یہ ہمارے لئے انشاء المولیٰ نجات اخروی کا ضامن ہوگا۔اس مشورہ کو ہم نے حضرت مولانا مفتی محمد افروز عالم صاحب قبلہ کی بارگاہ میں پیش کیا حضرت نے ہمارے جذبہ کی تائید فرماکر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمارے فتاوی کی تصحیح ،تصدیق فرماکر ہم لوگوں کو ممنون فرمایا۔

اس موقع پر ہم اپنی پوری جماعت کے ساتھ اپنے ان بزرگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کے الطاف وکرم کی بارشیں ہم پر ہمیشہ برستی رہتی ہیں یعنی نبیرۂ اعلی حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف اور حضور احسن میاں صاحب قبلہ ادام اللہ ظلہ علینا ولی عہد خانقاہ عالیہ رضویہ کا کہ جن کے دعائیہ جملوں اور گراں قدر تاثرات نے ہماری

کتاب کوخوبصورت کر دیا ہے اور کتاب کی اہمیت وافادیت میں چار چاند لگادیے ہیں۔

ہم صمیم دل سے شکر گزار ہیں اپنے تمام اساتذۂ کرام کے جنہوں نے ہم کو میدان فتوی نویسی میں قلم پکڑنا سکھایا اور ہر مشکل موڑ پر بحر فقہ کے بھنور میں ڈگمگاتی ہوئی ہماری کشتی کو نکال کر ساحل نجات پر لا کھڑا کر دیا، صدر المدرسین حضرت مولانا محمد عاقل صاحب قبلہ نے بھی اپنے مصروف وقیمتی اوقات میں ہمارے فتاوی کی تصحیح ونظر ثانی فرما کر ہم کو ممنون کرم بنایا اور تقدیم عطا فرمائی، حضرت علامہ مولانا مفتی سلیم صاحب قبلہ نے بھی نظر ثانی فرمائی اور دیگر اساتذۂ کرام نے اس کتاب کے لئے تقاریظ عطا فرما کر ہماری ننھی آرزؤں کی تکمیل فرمائی۔ لہذا ہم ان تمام کی عظمت ووقار کی دہلیز پر اپنی تلمیذانہ جبین عقیدت کوخم کرتے ہوئے سراپا عجز بن کر تشکر وامتنان کی لڑیاں پیش کرتے ہیں۔

بڑی ناسپاسی اور احسان فراموشی ہوگی اگر ہم اس موقع پر شکریہ ادا نہ کریں محبّ گرامی قدر حضرت مفتی محمد راحت خاں قادری استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام کا جنہوں نے اپنی تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر ہماری کمپوزنگ میں ہر طرح سے مدد کی۔ بلکہ اپنا کمپیوٹر بھی کمپوزنگ کے لئے ہم کو عطا فرمایا کہ جس کی وجہ سے زیر نظر کتاب بروقت منظر عام پر آ گئی۔ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کتاب کی طباعت وکمپوزنگ اور پروف ریڈنگ میں ہمارے درجہ تخصص فی الفقہ سال اخیر کے ساتھیوں نے ہر طرح سے تعاون کیا اور کافی محنت کی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم تمام طلبہ کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنائے اور ہمارے سیئات کا اس کو کفارہ بنائے۔ آمین

نوٹ:۔ انسان سے خطا ونسیان کا سرزد ہونا کوئی بعید نہیں مشہور مقولہ ہے ''**الانسان مرکب من الخطأ والنسیان**'' لہذا کسی غلطی کی وجہ سے اس کتاب کو ہدف تنقید نہ بنائیں بلکہ خلوص نیت کے ساتھ ہمیں مطلع کریں انشاءاللہ تعالی اس کی تصحیح کی جائے گی۔ **ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔**

من جانب: درجہ تخصص فی الفقہ سال اخیر

بقلم: محمد عالم رضوی منظری

متعلم: جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

کلمات تحسین

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، علامہ و مولانا **محمد سبحان رضا خاں** سبحانی غفرلہ سجادہ نشین خانقاہ رضویہ

بریلی شریف

حامدا و مصلیا و مسلما

احباب کی فرمائش اور مذہبی و مسلکی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء میرے جد کریم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے سرزمین بریلی شریف پر منظر اسلام کی بنیاد رکھی اپنے روز قیام سے لے کر اب تک اعلیحضرت کا قائم کردہ یہ ادارہ امت مسلمہ کو علوم و حکمت، معرفت و روحانیت کے ایسے ماہ و نجوم عطا کر چکا ہے کہ آج تک دنیائے سنیت ان کی ضیاء بار کرنوں سے روشن و منور نظر آ رہی ہے۔

ایک صدی سے زائد عرصہ کو محیط منظر اسلام کی دینی، مذہبی، مسلکی اور علمی خدمات کا قصیدہ ملک و بیرون ملک آج بھی پڑھا جا رہا ہے بغیر کسی پروپیگنڈے کے آج بھی خاموشی کے ساتھ منظر اسلام علوم دینیہ اور عقائد حقہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف کار ہے چونکہ منظر اسلام کے عہدۂ نظامت کی اہم ذمہ داری فقیر قادری کے ناتواں کاندھوں پر ہے اس لئے میری حتی الوسع کوشش رہتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی اس اہم یادگار کی عظمت ماضیہ کسی بھی جہت سے متاثر نہ ہونے پائے اور الحمد للہ آج ہمارا پورا اسٹاف اس سلسلے میں مجھ فقیر قادری کا دست و بازو بن کر منظر اسلام کے کاروان علوم و فنون کو آگے بڑھانے میں شب و روز مصروف عمل ہے جس کا نتیجہ قوم کے سامنے ہے کہ آج اس ادارہ کے نظام تعلیم کی عمدگی و بہتری کو عوام و خواص سبھی تحسین کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ عزیزی مولانا محمد سلیم بریلوی استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام نے درجۂ تخصص فی الفقہ سال اخیر کے طلبہ کا مرتب کردہ فتووں کا حسین گلدستہ جب مجھ فقیر قادری کو دکھایا تو بے ساختہ لبوں پر اساتذۂ منظر اسلام

کے لئے ہدیۂ تبریک کے نغمات اوران بلند حوصلہ طلبہ کے لئے دعائیہ کلمات مچلنے لگے۔

مولیٰ تعالیٰ ہمارے اساتذۂ منظر اسلام کے اندر خلوص وللّٰہیت کا اور درجۂ تخصص سے فارغ ہونے والے ان طلبہ کو میدان عمل میں کامیابی وکامرانی کے ساتھ مسلک و مذہب کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

سجادہ نشین خانقاہ رضویہ وناظم اعلی منظر اسلام بریلی شریف

اظہار مسرت

نبیرۂ اعلی حضرت علامہ ومولانا **محمد احسن رضا** قادری نائب سجادہ درگاہ اعلی حضرت بریلی شعورو آگہی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی قلب وذہن میں ہمہ وقت یہ خواہش انگڑائی لیتی رہتی تھی کہ اے کاش منظر اسلام کا وہ عہد ذریں پھر واپس آجائے کہ جس کے تابندہ نقوش نے بڑے بڑے کج کلاہان زمانہ کی آنکھوں کو خیرہ کر رکھا تھا جس کے علوم وفنون کا طوطی ہر خطے میں بولتا نظر آتا تھا جس کا خورشید علم وفن، علوم وحکمت اور روحانیت ومعرفت کے افق پر ہر لمحہ درخشاں وتاباں رہتا تھا الحمدللہ میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی کی بے پناہ محنت ولگن اور اساتذۂ منظر اسلام کی شب وروز کی جد وجہد اب آہستہ آہستہ رنگ لا رہی ہے جس کا واضح ثبوت زیر نظر مجموعۂ فتاوی بنام ''تربیتی فتاوی منظر اسلام'' ہے جسے ہمارے ادارے کے بلند ہمت طلبۂ تخصص فی الفقہ سال اخیر نے ترتیب دیا ہے۔

مولی تعالی منظر اسلام کو عروج وارتقا، اساتذہ کو ہمت وحوصلہ اور طلبہ کو مسلکی خدمات کا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ رحمۃ للعالمین۔

فقیر قادری محمد احسن رضا قادری

نائب سجادہ درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف

تقدیم

جامع معقولات ومنقولات حضرت مولانا مفتی **محمد عاقل رضوی** صدرالمدرسین وشیخ الحدیث

جامعہ رضویہ منظراسلام بریلی شریف

اسلامی قانون کی وسعتوں کا دائرہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی ہے۔کسی ذی شعور، ہوشمند انسان کا کوئی قول وعمل ایسانہیں جوحلت وحرمت ،صحت وفساد، کراہت واستحباب کے زمرہ میں شامل نہ ہو۔وجہ یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے بندۂ مومن کوایمان کے گراں قدرسرمایہ کے ساتھ اعمال صالحہ کی بجا آوری اور گناہوں سے اجتناب کا مکلّف بنایا ہے بلکہ اعمال خیر پر اجروثواب کا وعدہ اور گناہوں کے ارتکاب پرذم وعقاب کی وعید فرمائی ہے

عصر حاضر میں مسلمانوں کی عملی بے راہ روی، دین سے دوری،لذت نفسانی کی اتباع اپنی جگہ دردناک المیہ ہے لیکن دلوں کو مسخر کرنے والے شریعت اسلامیہ کے نظام کی روحانی کشش کا نتیجہ ہے کہ آج بھی مسلم قوم کا غالب ترین طبقہ اپنی زندگی کے تمام ترشعبوں میں شریعت اسلامیہ کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے۔اوراس تعلق سے ہر عملی موڑ پر متدین مفتیان کرام، باعمل علماء عظام کی رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر قابل ذکر تعلیمی ادارے میں دارالافتا کا قیام زمانہ قدیم سے اہل سنت کا معمول رہا ہے بلکہ ہندوستان کے مشہوراداروں میں شعبۂ تخصص فی الفقہ سے کارافتا کے ماہرین پیدا کیے جاتے ہیں۔

مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظراسلام سوداگران بریلی شریف میں حفظ وقراءت ،درس نظامی کے ساتھ ’’شعبۂ تخصص فی الافتا‘‘ بھی قائم ہے جس میں باضابطہ ماہر، تجربہ کار،کہنہ مشق اساتذہ کرام تدریس وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں ۔اساتذہ کرام کی انتھک کوششوں کا ثمرہ ہے کہ امسال اس شعبہ سے پندرہ ذی استعداد مفتیان کرام فارغ ہورہے ہیں۔ان حضرات کی فیروزبختی

ہے کہ انہوں نے دستار تخصص فی الفقہ کے مبارک موقع پر اپنے تحریر کردہ فتاوی کی اشاعت کا عزم کیا ہے ۔طلبہ کے اس دینی اقدام سے ان کے علمی ذوق ،مثبت اندازفکر،تعمیری ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔اللہ رب العزت جل جلالہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے طفیل ان کی اس اشاعتی خدمت کو شرف قبولیت کا اعزاز بخشے ،مزید دینی خدمات کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔اور نبیرۂ اعلی حضرت حضور صاحب سجادہ دامت برکاتھم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے زیر سایۂ کرم جامعہ رضویہ منظر اسلام کو مزید عروج وارتقاء کی منزلوں سے ہم کنار فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم

بندۂ اثیم

محمد عاقل رضوی

صدر المدرسین مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام

محلّہ سوداگران بریلی شریف

تقریظ

عمدۃ الخلف حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد صالح قادری** بریلوی

شیخ الحدیث جامعۃ الرضا متھراپور بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لک الحمد رب العالمین ،صل وسلم علی من ارسلتہ رحمۃ اللعا لمین و علی آلہ و صحبہ اجمعین

امام اہل سنت سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی نشانی وعظیم یادگار جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف(زادہ اللہ تعالی فیضا و نفعا)میں فتوی نویسی کی تربیت لینے اور رضوی دربار سے تفقہ اور خصوصی طرز افتاء کی برکات حاصل کرنے کے خواہش مند،نو فارغین کی ہونہار جماعت یعنی شرکاء درجہ تخصص فی الفقہ (سال آخر بابت ۳۴۔۱۴۳۳ھ) نے اپنے قابل وشفیق اساتذہ کے زیر سایہ رہ کر،ان کی رہنمائی ونگرانی میں کچھ استفتاء جات کے جوابات اثنائے تحصیل جو لکھے تھے وہ انہوں نے یکجا کر کے کتابی شکل میں منظر عام پر لانے کا ارادہ کیا ہے۔یہ حضرات مجھ سے اس پر کچھ لکھوانے کے لئے مبیضہ میرے سامنے لائے۔ان کے اصرار پر یہ الٹے سیدھے تھوڑے سے جملے سپرد قرطاس ہیں۔عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے میں باقاعدہ کوئی ایک فتوی بھی پورا نہیں پڑھ سکا۔صرف دو چار اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے،جگہ جگہ سے چند سطروں پر سرسری نگاہ ڈالی۔گویا دیگ کے دو چار چاول دیکھ لئے اندازہ ہوا کہ بحمد اللہ دیگ دم ہونے کے قریب ہے۔بھاپ کی خوشبو نے دماغ مہکا دیا،دل خوش کر دیا۔غرض ان نو آموز مفتیان کرام کی کاوش لائق اعتماد وستائش معلوم ہوتی ہے۔

بالجملہ ناظرین کو فتاوی دیکھ کر یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگے گی کہ اس ہونہار جماعت کو

ان کے قابل اساتذہ کے مشوروں نے ان کی اصلاحات و اشارات نے اس قابل کردیا ہے کہ وہ باصلاحیت مفتیوں کی صف میں کھڑے ہوسکتے ہیں. فللہ در المصلحین من المستقدمین منھم والمستاخرین . جماعت متذکرہ کے اگلے پچھلے اساتذہ ومربیان خصوصا شعبۂ افتاء نیز اہتمام و صدارت سب کے سب مستحق تحسین وستائش ہیں فجزاھم اللہ تعالی خیرا فی الدنیا والدین۔مولائے کریم اپنے فضل سے ان عالموں کو اور زیادہ ،اچھی سے اچھی صلاحیت وقابلیت سے نوازے۔ پرہیزگاری واحتیاط روی وغیرہ خصال حمیدہ سے انہیں ہمیں سب کو آراستہ فرمائے اور مسلک اہل سنت پر،امام اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی روش پر گامزن رکھے۔ اللھم زدنا ایانا و ایاھم علما نافعا و عملا متقبلا رزقا طیبا مبارکا ،واغفر لنا و لجمیع المؤ منین مغفرۃ جمیلۃ ۔آمین بوجاھۃ حبیبک الوجیہ الکریم وصل وسلم علیہ و علی آلہ واصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین ۔

از: ناچیز محمد صالح قادری بریلوی غفرلہ

خادم طلاب منظر اسلام بریلی شریف (فی ماضٰی) وجامعۃ الرضا بریلی شریف فی الحال۔

تقریظ

لک الحمد یا اللہ والصلاۃ والسلام علیک وعلی الک یا رسول اللہ

حضرت علامہ مفتی **محمد افروز عالم** نوری

استاذ ومفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

مفتی اصل میں فقیہ مجتہد ہی ہے جو سائل کے سوال کا جواب کتاب وسنت ،اجماع امت وقیاس سے حل کر لے۔اسی کا فتوی حقیقی ہے اور ایسے عالم فقیہ جو مسائل کے جواب میں حضرات مجتہدین ،اصحاب مذہب کے فتاوی کو بیان کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں یہ اصل میں ناقل ہیں البتہ ان کے نقل وبیان کو بھی فتوی اور ان نقل کرنے والوں کو مفتی کہا جاتا ہے۔مجتہد اصحاب مذہب کے فتاویٰ کا نقل وبیان بھی بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ہر اہل علم قابل سے قابل اس منصب عظیم کا اہل نہیں بلکہ اس نقل وبیان کی اہلیت کے لیے درج ذیل صفات کا جامع ہونا ضروری۔(۱) اخلاص یعنی فتوی خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی اور اصلاح مسلمین کے لئے ہو۔ریا، ناموری، حصول زر ہرگز مقصود نہ ہو(۲) بیدار مغز ہوشیار ہو۔تا کہ سائلین کے فریب میں نہ آسکے(۳) سوال کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہو تا کہ جواب سوال کے مطابق ہوسکے(۴) شریعت کے بنیادی مصادر سے واقف ہو خصوصا کتاب وسنت تفسیر وحدیث اور جزئیات فقہیہ ،اقوال ائمہ کی اچھی معلومات رکھتا ہو(۵) عربی زبان وادب میں ایسا بالیاقت ہو کہ تفسیر وحدیث ،فقہ وفتاوی کی کتب سے استفادہ کر کے قوم کے مسائل حل کر سکے(۶) کسی ماہر مفتی کے پاس افتاء کی مشق وتربیت پائی ہو تا کہ صحیح مطابق مذہب جواب دینے کی مہارت حاصل ہو(۷) متحرک وفعال ہو تا کہ جزئیات کی تلاش وتحقیق میں کثرت کتب کی مراجعت سے گریز نہ کرے(۸) احتیاط واطمینان کے ساتھ جواب دینے کا مزاج رکھتا ہو تا کہ جلد بازی و بے احتیاطی کی وجہ سے جواب غلط نہ ہو(۹) تعلّی وخود پسندی سے اجتناب رکھے تا کہ غلطی ہو جائے تو رجوع میں کسر شان نہ سمجھے اور سائلین سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئے(۱۰) پرہیز گاری وتقوی شعاری اختیار رکھے تا کہ رحمت الٰہی اس پر سایہ فگن رہے اور تائیدات غیبیہ سے ہدایت واصابت رہے اور درج ذیل ہدایات پر عمل

کرے جو حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے اوصاف فقیہ کے طور پر تحریر فرماتے ہیں (۱) فقیہ دنیا سے دل نہ لگائے آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے (۲) دین میں کامل بصیرت رکھتا ہو (۳) طاعات پر مداومت کی عادت کرلے (۴) کسی حال میں مسلمانوں کی حق تلفی گوارہ نہ کرے (۵) قوم مسلم کا اجتماعی مفاد ہمیشہ اس کے پیش نظر رہے (۶) شہرت کی خواہش اور دولت کی طمع سے اجتناب رکھے (۷) آفات نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو (۸) اعمال کو ضائع کرنے والی چیزوں سے خبردار ہو (۹) راہ آخرت کی گھاٹیوں سے واقف اور دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ہی اس پر قابو پانے کی طاقت خود میں رکھتا ہو (۱۰) سفر وحضر خلوت وجلوت ہر وقت خوف الٰہی دل میں رکھنے والا ہو۔

جب عالم دین مذکورہ اوصاف کا جامع ہولے تو وہی نقل فتوی کا اہل اور قابل اعتماد ہے اسی کے فتاوے اس سے نیچے درجے کے علماء کے لئے حجت اور واجب العمل ہوتے ہیں۔انھیں اوصاف کے حاملین افراد جماعت اہل سنت تک پہونچانے کے لئے نبیرۂ اعلی حضرت زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ مخدوم اہلسنت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ منظر اسلام کے تمام شعبوں کو مستحکم بناتے ہوئے شعبۂ تخصص فی الفقہ پر بھی خاص توجہ فرمائی اور لاکھوں روپۓ کی اہم اور ضروری کتب کا انتظام فرمایا اور قابل و ماہر اساتذہ کے ذریعہ اس شعبہ کی تعلیم وتربیت پر بھی زور دیا خدائے پاک حضور صاحب سجادہ کی ہر کوشش قبول فرمائے اور صحت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے ۔ ماشاء اللہ اس شعبہ تخصص فی الفقہ سے فراغت پانے والی اس مبارک ٹیم نے شب وروز ایک کردیے خوب محنت کی پیش نظر مجموعہ ’’تربیتی فتاوی منظر اسلام‘‘ انہیں بامراد افراد پر مشتمل ٹیم کے چند فتاوی کا مجموعہ ہے جس سے ان کی لیاقت و ہونہاری شمس نیم روز کی طرح عیاں ہے مولی تعالی جامعہ منظر اسلام کی بہار میں اضافہ فرمائے اور ان فارغین کو روز افزوں ترقی بخشے۔علم وعمل، فضل وکمال سے عظیم حصے عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ و الہ اجمعین .

محمد افروز عالم نوری خادم تدریس وافتاء جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

تقریظ

حضرت مولانا **مفتی محمد سلیم بریلوی**

مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت واستاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

الحمد للہ! ہمارے فقہ اسلامی کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کے اصول وفروع حیات انسانی کے ہر گوشہ اور ہر شعبہ کو محیط ہیں یہ صرف مذہب اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس کے پاس علم فقہ جیسا وہ گراں قدر علمی وفنی خزینہ ہے کہ جس میں بحیثیت مسلم حرام وحلال کی تمیز رکھتے ہوئے زندگی گزارنے کے رہنما اصول وقوانین کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک مسلمان اپنے اندر وہ فہم وفراست، دقت نظر، متکلم وسائل کی غرض تک رسائی کے ساتھ ایسی صفائی قلب وذہن اور طہارت نفس وروح پیدا کرے جس کے ذریعہ وہ ان فقہی ذخائر میں صحیح فکر وتدبر کو بروئے کار لاتے ہوئے امت مسلمہ کو درپیش مشکل ومغلق مسائل کا حل پیش کر سکے۔ فقہ اسلامی کے اسی وسیع مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے محققین نے فقیہ کی تعریف یوں بیان فرمائی "**الفقیہ العالم الذی یشق الاحکام ویفتش عن حقائقها و یفتح ما استغلق منها** "(حقیقۃ الفقہ ج:۱) یعنی فقیہ وہ عالم دین ہے جو فکر وتدبر کر کے قوانین کے حقائق کا پتہ نکالے اور مشکل ومغلق امور کو واضح کرے لیکن فقہ اسلامی کی اس گہرائی وگیرائی تک پہونچنے کے لئے صرف نصابی کتب تک رسائی ہو جانا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ بقول سیدنا سرکار اعلی حضرت اس کے لئے "مدتہا طبیب حاذق کا مطب درکار ہوتا ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ مرکز اہلسنت بریلی شریف میں آنے والے شائقین علم وفن کو ہر دور میں "ماہر اطبا" کا "مطب" بحسن وخوبی حاصل ہوتا رہا جس کی بدولت ماضی میں امت مسلمہ حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضرت صدر الشریعہ، حضرت ملک العلما اور حضرت برہان ملت جیسے میدان فقہ وافتا کے شہ سواروں سے بھرپور استفادہ کرتی رہی اور مرکز اہلسنت کی یہ شان آج بھی باقی ہے جس کا اندازہ زیر نظر مجموعہ فتاوی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جامعہ رضویہ منظر اسلام میں افتا

کا کورس کرنے والے طلبہ کو کس طرح ''حاذق اطبا'' کا مطب حاصل ہے کیونکہ اس مجموعہ فتاوی میں امسال فارغ ہونے والے مفتیان کرام کے وہی فتاوی شائع کئے جا رہے ہیں جو انہوں نے مشق افتا کے طور پر اپنے دو سالہ کورس کی مدت میں تحریر فرمائے چنانچہ اس مجموعہ میں آپ کو فقہ حنفی کے تقریبا ہر باب کے فتوے بطور نظیر بآسانی دستیاب ہو جائیں گے۔ مولی تعالی فقہ و فتاوی کے میدان میں ان طلبہ کو مزید سبقت نیز حضور صاحب سجادہ مدظلہ اور ان کے ولی عہد کو شفا و صحت عطا فرمائے کہ جن کی بے پناہ کوششوں سے آج منظر اسلام روز بروز عروج و ارتقا کے منازل بحسن و خوبی طے کر رہا ہے۔

محمد سلیم بریلوی

مدیر اعزازی ماہنامہ اعلی حضرت و استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد معین خان برکاتی صاحب
استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

ہم ہوئے کہ تم ہوئے کہ میر ہوئے
سبھی اس زلف کے اسیر ہوئے

مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اعلی حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ عظیم یادگار اور اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت کا ایک ایسا مرکز ہے کہ اس کی وسعتیں شرق وغرب تک ممتد ہیں ہندو پاک سے لیکر یورپ وایشیا اور دنیا کے بیشتر خطوں میں اس کے عرفان وآگہی کی شعائیں پھیلی ہوئیں ہیں جو اسلامی عقائد وفکر کی حامل اور احقاق حق وابطال باطل میں سرگرم عمل ہیں۔

آج ہندوستان کے موجودہ تمام مدارس اسلامیہ بالواسطہ یا بلا واسطہ یا واسطہ در واسطہ مرکز اہل سنت منظر اسلام کے مرہون منت ہیں منظر اسلام محلّہ سوداگران کی محدود عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ منظر اسلام اعلی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک مقدس مشن کا نام ہے، قرآن وسنت کی تعلیم کو عام کرنے کا نام ہے فرقہائے باطل کی سرکوبی کرنے، وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں، چکڑالویوں سے امت مسلمہ کو بچانے کا نام ہے۔ منظر اسلام سواد اعظم اہلسنت وجماعت کے ترجمان کا نام یعنی مسلک اعلی حضرت کی ایک شناخت کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ منظر اسلام نے قوم کو ایسے افراد مہیا کیے جو دین ودنیا میں ان کے لئے نشان منزل ہیں باطل اور طاغوتی طاقتوں سے بچانے اور ایمان وعقیدے کی حفاظت کرنے میں نمایاں کردار کے حامل ہیں اور اس سلسلے میں آج افراتفری ماحول میں منظر اسلام نے جو غیر معمولی ترقی کی ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہیں درس نظامی کا موجودہ نصاب تعلیم دینیات کے ساتھ عصریات کا التزام شعبۂ تدریب وتحقیق اور شعبۂ تخصص میں لائق وفائق ترقی وتفوق صاحب سجادہ اور اراکین جامعہ کی عظیم علم دوستی کی منہ بولتی تصویر ہے اور ماضی کی یاد بھی۔

مدارس اسلامیہ کا معمول ہے کہ سالانہ اجلاس میں اپنے فارغین کو جبہ و دستار اور سند فراغت سے سرفراز کرتے ہیں اور فارغین علماء، فضلاء، مفتیان کرام دستار بندی کی خوشی میں پر تکلف ضیافتیں کرتے اور اعزہ واقرباء کو مدعو کرتے مخصوص طریقے کے دعوت نامہ طبع کراتے اور بانٹتے ہیں (جس میں اسراف نہ ہو تو شرعا حرج نہیں) مگر الحمد للہ منظر اسلام کے تخصص کے ہونہار بلند اقبال مفتیان کرام نہایت ہی مبارکباد اور تحسین کے لائق ہیں جنہوں نے اپنے اپنے کارڈ چھپوانے کے بجائے دوران مشق جو فتاوے لکھے ہیں ان میں سے خاص خاص فتاوی اجتماعی طور پر چھپوانے کا بیڑا اٹھایا ہے تا کہ وہ فتاوی عوام وخواص کے لئے سرمایۂ افتخار ہوں خدمت خلق بھی ہو اور اشاعت دین بھی اور احباب کے لئے تحفۂ محبت بھی۔

''تربیتی فتاوی منظر اسلام'' میں ۱۶/ابواب ہیں فقہی طرز پر مرتب ہے تفصیل کے لئے کتاب آپکے ہاتھوں میں ہے مولی تبارک وتعالی کی بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ حاملان علوم نبویہ کی یہ جماعت خلوص وللّٰہیت کے ساتھ خدمت دین کرے مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ رکھے اور آسمان علم وفضل پر ماہ ونجوم کی طرح چمکے اور انکی ترتیب دادہ کتاب سعادت دارین کا ذریعہ بنے۔ آمین آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

از: عبدہ المذنب

محمد معین خان برکاتی منظر اسلام بریلی شریف (یو. پی)

تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد انور علی رضوی منظری

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

حامداو مصلیاو مسلما

منظر دین حق یادگار رضا　　　　مرکز اہل سنت پہ لاکھوں سلام

۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کو امام اہل سنت حضور اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے قائم فرمایا اس کا تاریخی نام "منظر اسلام" (۱۳۲۲ھ) ہے جو ہندوستان کی ایک عظیم الشان ممتاز بافیض اسلامی دینی مذہبی مسلکی درسگاہ ہے اور تعلیم و تربیت، رشد و ہدایت کا اہم مرکز ہے جہاں سے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں علما، فضلا، محدثین، مبلغین، مناظرین، مصنفین، ادباء، مفتیان کرام اور تنظیمی صلاحیت رکھنے والے افراد پیدا ہوئے اور آج بھی فیضان علم و حکمت کا سمندر جاری ہے۔ تشنگان علوم دینیہ جوق در جوق آتے ہیں اور سیراب ہوتے ہیں۔ یہ سب حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی خصوصی توجہات کا نتیجہ ہے۔ الحمد للہ اس جامعہ میں علوم و فنون کے شعبوں میں ایک اہم شعبہ تربیت افتا یعنی فتوی نویسی کی ٹریننگ قائم ہے ۔ ہر سال مفتیان کرام کو دستار فراغت سے نوازا جاتا ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ سال رواں جامعہ منظر اسلام کے درجہ تخصص فی الفقہ سال دوم کے ہونہار، صاحب ذوق، ذی صلاحیت طلبہ نے ایک اہم تدریبی، مشقی دستاویز علم و حکمت کا ذخیرہ بنام "تربیتی فتاوی منظر اسلام" عالم اسلام کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اس مجموعہ میں مختلف موضوعات پر فتاوی موجود ہیں، روزمرہ پیش آنے والے سوالات کے جوابات بھی دلائل و براہین اور جزئیات کثیرہ سے مزین ہیں۔ مولی تعالی اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے طفیل اس کتاب کو مقبول عام و خاص بنائے۔ اور مرتبین طلبہ کو جزائے خیر اور مزید تصنیف و تالیف کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی وسلم علیہ و الہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر نوری محمد انور علی رضوی منظری استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

تقریظ

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

قارئین کرام! ''منظر اسلام'' یہ وہ اسلامی اور مرکزی ادارہ ہے کہ جس کو مجدد دین وملت امام اہل سنت اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دست فیض رسا سے احباب کے اصرار پر اہل اسلام کو اسلام کا ''منظر'' پیش کرنے کے لئے ۱۹۰۴ء میں قائم فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ منظر اسلام روز اول ہی سے اپنے پر بہار منظر اور اپنی پر کشش ضیا بار کرنوں سے عالم اسلام کو مستنیر ومستفیض کررہا ہے۔ ہندو بیرون ہند ہی نہیں بلکہ چہار دانگ عالم میں منظر اسلام کا ''منظر'' مختلف شکلوں وصورتوں میں نظر آرہا ہے۔ منظر اسلام کی منظر نوازی سے اغیار کی آنکھیں خیرہ ہورہی ہیں۔ آج عالم اسلام میں اہل سنت والجماعت کا چھوٹا بڑا جو بھی ادارہ جس حیثیت سے دین متین کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ وہ درحقیقت منظر اسلام کا ہی رہین منت ہے منظر اسلام کے خوشہ چین کل بھی کامیاب تھے اور آج بھی کامیاب ہیں اور مستقبل میں بھی انشاءاللہ کامیاب رہیں گے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

مسرت وشادمانی کی بات یہ ہے کہ امسال منظر اسلام کے درجۂ تخصص فی الفقہ کے باذوق حوصلہ مند طلبہ نے ایک تاریخ ساز پائدار علمی سرمایہ بنام ''تربیتی فتاوی منظر اسلام'' دنیائے اسلام کو پیش کرنے کا عزم مصمم کیا ہے یہ وہ فتاوے ہیں کہ جن کو ان محنت کش باصلاحیت طلبہ نے تربیت افتاء کے درمیان قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی بڑی بڑی کتابوں سے جزئیات نقل کرکے رقم کئے ہیں اس پر اساتذۂ کرام سے مسائل کے نوک وپلک کو درست کرا کران سے مکمل تصحیح اور تصدیق بھی کرالی گئی ہیں۔ انہیں میں سے یہ بعض اہم فتاوے ہیں جو قابل دید اور لائق مطالعہ ہیں کتاب کے

اندر جو مسائل درج ہیں وہ امیر و غریب عوام و خواص سب کی زندگی میں درپیش ہونے والے مسائل ہیں مثلا طہارت، نماز ،روزہ ،حج ،زکاۃ ،نکاح ،طلاق ،خرید و فروخت، شہادت ،شرکۃ ،حظر واباحۃ ،میراث وغیرہ۔

مسائل کی عبارت صاف ،شستہ اور عام فہم ہے میرے خیال سے یہ کتاب عوام و خواص سب کے لئے یکساں مفید ہوگی میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ان طلبہ کو مزید ترقی عطا فرمائے اور کتاب کو مقبول انام کے شرف سے نوازے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

از: محمد اعجاز انجم لطیفی استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

مورخہ:۱۱/مارچ ۲۰۱۳ء بروز پیر

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی **سید کفیل احمد** ہاشمی صاحب

دارالافتا منظر اسلام بریلی شریف

افتاء کا لغوی معنی ہے جواب دینا، اور اصطلاح میں افتاء کا معنی ہے حکم مسئلہ اور شرعی فیصلہ بتانا جیسا کہ حضرت شریف جرجانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "**الافتاء بیان حکم المسئلة**" حکم مسئلہ کے بیان کو افتاء کہتے ہیں اور حضرت علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا "**الافتاء فانه افادة الحکم الشرع** "یعنی شرعی فیصلے سے آگاہ کرنے کو افتاء کہتے ہیں۔

افتاء کی بہت بڑی اہمیت وعظمت ہے جس کا اظہار قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے ہوتا ہے رب تبارک وتعالی فرماتا ہے ﴿**یستفتونک قل الله یفتیکم فی الکلالة**﴾ اے محبوب تم سے فتوی پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے (سورہ نساء)

خداوند کریم نے منصب افتاء سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا اس کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں سے اس عظیم منصب پر فائز ہوئے اور صحابۂ کرام سے تبع تابعین تک جو بھی منصب افتاء پر فائز ہوئے سب کے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے اور نو پید مسائل کو حل کرنے لئے مفتی کا ایک طرح کے اجتہاد سے متصف اور لوگوں کے احوال سے باخبر ہونا ضروری ہے جیسا کہ حضرت علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "**التحقیق ان المفتی فی الوقائع لا بد له من ضرب اجتهاد و معرفة با حوال الناس**"۔

افتاء کا کام تمام دینی کاموں میں سب سے زیادہ دشوار ہے اور اس کے لئے مفتی کا اجتہاد کی ایک گونہ گوں صلاحیت سے متصف ہونا لازم وضروری ہے۔ سب سے زیادہ آسان تقریر اور اس سے مشکل تدریس، اور اس سے مشکل تصنیف وتالیف اور اس سے بھی کہیں زیادہ مشکل افتاء ہے کیونکہ فتوی معلوم کرنے والے عبارات اور بہت سے نو پید امور سے متعلق بھی ہر طرح کے سوالات کرتے ہیں اور مفتی کو ان

کے جوابات دینے پڑتے ہیں،اس لئے اس میں بیدار مغزی، ذہانت وفطانت معاملہ فہمی اور تبحر علمی کے سا تھ ایک طرح کی قوت اجتہاد بھی ضروری ہے لہذا افتاء کا کام تمام کاموں سب سے زیادہ دشوار ہے اور یہ کتنا دشوار ہے بتایا نہیں جاسکتا جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے۔

فی زمانہ لوگ اس فن عظیم کو بہت آسان سمجھنے لگے ہیں اور ہر مدرسہ والے دارالافتاء کا بورڈ لگا کر کسی کو مفتی بنا کر بٹھا دیتے ہیں اور کچھ تو بقلم خود بن جاتے ہیں جیسے دیکھو مفتی صاحب ہو گئے ہیں حالانکہ کار افتاء سے انہیں دور تک کا واسطہ نہیں ہوتا اور بعض کو اگر مفتی نہ کہا جائے تو برہم ہو جاتے ہیں اور بعض تو مفتیان کرام کی اصلاح میں کوشاں ہو کر مفتی بننا چاہتے ہیں ،گویا کہ ہر طرح کے لوگ ہیں لیکن حقیقت یہ ہے جو حضرات افتاء کا کام کرتے ہیں وہی جانتے کہ اس کام میں انہیں کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔کچھ لوگ سمجھ بیٹھے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جس کی کچھ صلاحیت ہو وہ فتوی دے سکتا ہے مفتی کہلا سکتا ہے حالانکہ محض درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے علم الفتوی حاصل نہیں ہوتا مگر جس پر اللہ رب العزت کا خاص فضل وکرم ہو جائے ،مجدد اعظم سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ’’ آج کل درسی کتابیں پڑھنے سے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوتا ‘‘اور فرماتے ہیں علم الفتوی پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مدتہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔

آج پوری دنیائے سنیت میں بریلی شریف کا جو مقام بلند ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں سے شریعت اسلامیہ کے قوانین نافذ ہوتے رہے ہیں اور بریلی کا فتوی تمام فتاوی پر بھاری رہا ہے جسے کوئی فراموش نہیں کرسکتا ہے حق گوئی اور بے باکی بریلی شریف کا طرۂ امتیاز ہے،حکم شرع کے بیان کرنے میں ہر گز کسی کا محتاج نہیں ہوتا ہے، ہندوستان کے دیگر دارالافتاء اسی کے محتاج ہیں خواہ وہ کتنے ہی بلند عمارت میں کیوں نہ ہوں اوروں کے فتاوے پر بریلی شریف کی مہر بھاری نظر آتی ہے عوام تو عوام خواص بھی مہر دیکھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ جواب حق وصحیح ہوگا وہی قابل عمل ہے، جامعہ رضویہ منظر اسلام چونکہ مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا قائم کردہ ادارہ ہے جو آج اہل سنت وجماعت کے دلوں کی دھڑکن بنا ہوا ہے جہاں

سے سرکار اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند، حضور مفسر اعظم وریحان ملت علیھم الرحمہ ودیگر اکابر اہلسنت نے قوم مسلم کو لاکھوں کی تعداد میں فتاوے عطا کئے۔یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کے اکابرو اصاغر مدارس اسلامیہ میں منظر اسلام کی دھمک موجود ہے، منظر اسلام ہر دور میں قوم کو قابل ذکر اساتذہ و مفتیان کرام عطا کئے ہیں گویا کہ منظر اسلام نے ہتھیار کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں فوج بھی قوم کو دیکر اپنی مرکزیت کالوہا پوری دنیا سے منوایا۔

اس وقار وتقدس کو برقرار رکھتے ہوئے آبروئے اہل سنت گل گلزار رضویت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ نے تمام تر دشواریوں کو برداشت کرتے ہوئے درس و تدریس وکار افتا کو بام عروج تک پہونچانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی حتی کہ اپنی جیب خاص سے اس کا بھر پور تعاون فرمایا مزید اس میں درجہ تخصص فی الفقہ کا شعبہ بھی قائم فرمایا جس میں کثیر علم دوست فارغین داخلہ لیکر علم الفتوی حاصل کررہے ہیں۔

جامعہ کے صدر المدرسین ماہر معقولات ومنقولات حضرت علامہ محمد عاقل رضوی صاحب قبلہ کی بے پناہ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج جامعہ تمام اساتذۂ کرام کے تعاون سے پھر اپنی منزل کو پاچکا ہے،اور آج درجہ تخصص سال دوم کے ہونہار ذی استعداد طلباء نے جو فتاوے مفتیان کرام کی نگرانی واصلاح سے لکھے ہیں وہ شائع کرانے کی سعادت حاصل کررہے ہیں مولی تعالی ان تمام کو خوب خوب ترقیاں عطا فرمائے۔

اس ناچیز سے مفتی سید مونس علی ودیگر طلباء نے چند سطور لکھنے کی خواہش ظاہر کی تو مذکورہ جملے قلم بند کرکے سپرد کردیا۔گر قبول افتد زہے عزوشرف

فقیر قادری سید کفیل احمد ہاشمی غفرلہ القوی

خادم الافتا منظر اسلام بریلی شریف

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب خان نوری مدرس جامعہ منظر اسلام، سودگران بریلی شریف

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

قرآن مقدس کا ارشاد گرامی ہے ﴿فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون﴾ یعنی اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔ سوال کرنا اور جواب دینا کوئی نئی بات نہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں صحابہ استفتاء کرتے حضور علیہ السلام اس کا جواب عنایت فرماتے صراحۃ اس مضمون کی بہت سی احادیث کریمہ آئی ہیں سوال وجواب کا طریقہ آج بھی مسلمانوں میں رائج ہے کہ وہ اپنے علماء سے ہر وہ بات جو نہیں جانتے دریافت کر لیتے ہیں سوال کرنے والے کو مستفتی اور جواب دینے والے کو مفتی کے نام سے جانا جاتا ہے اور جو مفتی کے نوک قلم سے حکم صادر ہوتا ہے اس کو فتوی کہا جاتا ہے عربی فارسی زبان میں متعدد کتب فتاوی مرتب کی گئیں جو اسلامی مذہبی لائبریریوں میں موجود ہیں نیز اردو زبان میں بھی بکثرت کتب فتاوی موجود ہیں بالخصوص فتاوی رضویہ جو عدیم النظیر ہے بارہ جلدوں پر مشتمل ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے اور اہل سنت کے فتاوی میں فتاوی مصطفویہ، فتاوی امجدیہ، فتاوی فیض الرسول وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

قارئین کرام ہمارے اور آپکے لئے مقام مسرت اور جائے فرحت ہے کہ زیر نظر کتاب ''تربیتی فتاوی منظر اسلام'' انہیں کتب فتاوی کی ایک کڑی ہے جو طلبۂ تخصص فی الفقہ منظر اسلام کی محنتوں کا نتیجہ ہے اللہ رب العزت ان کو خوب خوب علم وعمل کی دولت بے بہا سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ اجمعین۔

از: محمد ایوب خان مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام، سودگران بریلی شریف

فتاویٰ

من جانب

فارغین درجہ تخصص فی الفقہ

۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ اسی وقت پیدا ہونے والے ایسے بچے کو کہ جس کے جسم پر رطوبت لگی تھی اگر کسی انسان نے کپڑے میں لپیٹے بغیر گود میں لے لیا تو کیا اس کے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کے جسم پر جو رطوبت یا تری لگی ہوتی ہے اس رطوبت کی وجہ سے آدمی کا کپڑا ناپاک نہ ہوگا کہ وہ رطوبت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک پاک ہے جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ ج:۱ص:۲۳۵ پر ہے" ان رطوبۃ الولد عند الولادۃ طاھرۃ". انتھی ۔ اور فقہ حنفی کی معتمد اور مستند کتاب درمختار اور جوھرہ میں ہے"اما عندہ فھی طاھرۃ کسائر رطوبات البدن" یعنی امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے نزدیک وہ رطوبت ایسے ہی پاک ہے جیسے بدن کی دوسری رطوبتیں (مثلا پسینہ، ناک کا پانی، رال وغیرہ پاک ہیں) اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص:۴۰ پر ہے"ان رطوبۃ المخرج لیست بنجسۃ" یعنی مخرج کی تری ناپاک نہیں اور فتح القدیر ص:۸۹ پر ہے" لو وقعت البیضۃ من الدجاجۃ فی الماء رطبۃ او یبست ثم وقعت وکذا السخلۃ اذا سقطت من امھا رطبۃ او یبست لا ینجس الماء" "یعنی مرغی نے انڈا دیا گائے اور بکری کے بچہ پیدا ہوا اور وہ تر یا خشک پانی میں گر گیا تو پانی کو ناپاک نہ کرے گا۔ اور اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ بکری کا بچہ اسی وقت پیدا ہوا ابھی اس کا بدن رطوبت سے گیلا ہے گود میں اٹھا کر نماز پڑھی کوئی حرج نہیں اور اگر پانی میں گر گیا پانی ناپاک نہ ہوگا کہ فرج کی رطوبت پاک ہے۔اھ۔(فتاوی رضویہ

ج:۱رص:۵۷۶)لہذا پیدا ہونے والے بچے کو گود میں اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہونگے۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم **کتبہ**:مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۱رجمادی الاول ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ چند لوگوں نے ایک تعزیہ لاکر مدرسہ میں رکھا تو وہاں کے امام نے اعلان کیا کہ ان لوگوں کو مبارک ہو جو تعزیہ میں شریک ہوئے اور مائک میں اعلان کیا اے لوگوں آؤ نماز پڑھو اور تعزیہ کی زیارت کرو اور خود لوگوں کے ساتھ تعزیہ کی زیارت کی اور میلے میں بھی تعزیہ دیکھنے گیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے امور کی طرف رغبت دلانے والے امام کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا وتوجروا عند اللہ.

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلیٰ

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب . مروجہ تعزیہ داری اصلاً جائز نہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ"تعزیہ داری ہمچوں مبتدعاں می کنند بدعت است"۔اھ۔(فتاوی عزیزیہ ج:۱رص:۷۵) اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ"تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعا بدعت وناجائز وحرام ہے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۹رص:۳۶)اور تعزیہ دیکھنا اور اس کو دیکھنے کے لئے اعلان کرنا گناہ کی دعوت دینا ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے"من دعی الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص من اثامھم شیئا"یعنی جو کسی گمراہی کی طرف دعوت دے تو اس پر اس کے مثل گناہ ہے جیسا کہ اس پر ہے جو اس کی اتباع کرے اور ان کے گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔(مسلم شریف ج:۲رص:۳۴۱)اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "تعزیہ رائجہ بدعات شنیعہ سیئہ ہے اور اس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم وعقیدت سخت حرام واشد

بدعت"۔اھ(فتاوی رضویہ ج:۹/ص:۱۸۶)

لہٰذامذکورہ امام ناجائز وحرام کرنے اور اسکی طرف دعوت دینے کی وجہ سے فاسق معلن ہے اور اسکی اقتدامیں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے"واماالفاسق فقد عللوا کراھة تقدیمه وان کراھةتقدیمه کراھة تحریم". انتھی ملخصا۔(ردالمحتار ج:۲/ص:۲۹۹)

لہٰذاامام پر لازم وضروری ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے پھر جب وہ توبہ واستغفار کرلے تو اس کی امامت میں حرج نہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿ھو الذی یقبل التو بة عن عباده﴾ (الشوریٰ: ۲۵) اور امام اگر حکم مذکور پر عمل نہ کرے تو مسلمان اسے امامت سے برخاست کردیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿وامایـنسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین﴾ (الانعام :آیت: ۶۸)وھو تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم | **کتبه** :مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ | ۱۵محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنے فائدے کے لئے مندر جاتا ہے اور تلک لگاتا ہے نیز مندر میں گھنٹی بھی بجاتا ہے اور ہندوؤں کی قدم بوسی بھی کرتا ہے اور اس نے اپنے ایک مسلمان بھائی کا قتل بھی کیا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے کیا اس کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے یا نہیں اس کا جواب مرحمت فرمائیں. بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلیٰ

الجواب اللھم ھدایةالحق والصواب: زید کا بتوں کو نفع دینے والا جان کر مندر میں جانا صریح کفر ہے کہ آیت کریمہ کے خلاف ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لا ینفعکم شیئاو لا یضر کم﴾ وہ نہ تم کو نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے (الانبیاء : آیت: ۶۶) اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "بتوں کی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے" اھ ملخصا۔(فتاوی

رضویہ ج۹رص۲۱٦)اور زید کا اپنے ماتھے پر تلک لگانا یہ بھی کفر ہے کہ تلک کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''ماتھے پر قشقہ ،تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے'' ۔اھ۔(فتاوٰی رضویہ ج:۹رص:۱۵۰)اور مندر میں گھنٹی بجانا بھی بت پرستی ہے جوکفر وارتداد ہےاور قدم بوسی کرنے میں ان کی نہایت درجہ تعظیم ہے جو ناجائز وحرام ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کاارشاد ہے''**من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام**''یعنی جس نے بد مذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔جب بد مذھب کی توقیر پر یہ حکم ہےتو مشرک کی تعظیم پر کیا حکم ہوگا؟رسول اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کاارشاد ہے'' **نهی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ان یصافح المشرکین او یکنوااو رحب بهم** '' یعنی رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اسے کنیت سے ذکر کریں یا اس کے آتے وقت مرحبا کہیں ۔اھ۔اور زید کا اپنے مسلمان بھائی کوقتل کرنا اشد حرام موجب عذاب نار ہے کہ ارشاد باری ہے﴿**ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاء ہ جهنم**﴾ جوکوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کا بدلہ جھنم ہے (النساء: آیت: ۹۳)لہذا زید ظالم جفا کار مذکورہ کفریات کے ارتکاب کی وجہ سے اسلام سے خارج ہوگیا توبہ وتجدید ایمان کرے اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے ۔اگر زید اس حکم پر عمل نہ کرے تو مسلمان تمام معاملات وموالات میں اس کا بائیکاٹ کریں اور اگر اسی حالت پر مرجائے تو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ نہ کریں۔**وھو تعالیٰ اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ :مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری
۲۹رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ جلسہ یا کلینڈر کے اشتہار میں کعبہ شریف،گنبد خضری یا کسی بزرگ کے گنبد کا فوٹو چھپوانا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ناجائز

ہے اور خالد حسد کی وجہ سے فوٹو چھپوا رہا ہے تو اس میں فیصلہ حق کیا ہوگا؟ بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلىٰ

الجواب اللهم هداية الحق والصواب: کلینڈر یا دیگر مقامات پر برکت کی نیت سے اور اس نیت سے کہ جو لوگ اصل سے محروم ہیں اس کو دیکھ سکیں کعبۂ معظّمہ اور گنبد خضری یا کسی بزرگ کے گنبد کا نقش چھپوانا بلا شبہ جائز ہے اور یہ چھپوانا اس سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے جیسا کہ شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فجر منیر میں ایک باب باندھا ''صفة القبور المقدسه' ' اور اس کے فوائد ذکر کرتے ہوئے بیان کیا' 'ان يزور المثال من لم يتمكن من زيارة الروضةويشاهد ه مشتاق و يلثمه ويز دادفيه جما وشوقا'' یعنی جسے روضہ مقدسہ کی زیارت میسر نہ ہوئی وہ اس نقشۂ پاک کی زیارت کرے مشتاق اسے دیکھے اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے۔اھ۔اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ''نقشۂ روضۂ مبارکہ'' اس کے جواز میں اصلا مجال سخن وجائے دم زدن نہیں اس کا جواز اجماعی ہے''۔اھ ملخصا۔(فتاوی رضویہ ج:۹ رص:۱۴۷) البتہ مذہبی اشتہار کو ایسے مقامات پر لگائیں کہ جہاں بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو اور بارش وغیرہ کے پانی سے زمین پر نہ گریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم	**کتبہ**: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ	۲۵ رشوال المعظم ۱۴۳۳ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید ہندوستانی کا سعودی عرب میں حادثہ ہو گیا اور حادثہ اتنا خطرناک ہوا کہ اس کے جسم کو ہندوستان لانا بالکل مناسب نہیں اور دو دن کے اندر اس کا پوسٹ مارٹم ہونے کے بعد وہیں سعودی عرب میں اس کی نماز جنازہ ہونے والی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کے اہل خانہ اور اعزا، اقربا بذریعہ فون رابطہ

کر کے یہاں ہندوستان میں اسکی نماز جنازہ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں اس طور پر کہ فون کو ہینڈ فری کر دیا جائے اور فون کے قریب والے آدمیوں میں سے ایک آدمی اس کی آواز پر بلند آواز سے تکبیر کہتا رہے تا کہ یہاں پر موجود تمام لوگ اس کو سن کر ٹھیک ٹھیک نماز جنازہ ادا کر سکیں۔ صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلىٰ

الجواب اللهم هداية الحق والصواب: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر ایک آدمی نے بھی پڑھ لی تو تمام بری الذمہ ہو گئے اور اس کے لئے شرط ہے میت کا سامنے ہونا جیسا کہ فتاوی عالم گیری میں ہے" **ومن الشروط حضور الميت ووضعه وكونه امام المصلى فلا تصح على الغائب**". انتهى. یعنی نماز جنازہ کی شرط ہے میت کا حاضر ہونا اور اس کو رکھنا اور اس کا مصلی کے سامنے ہونا تو نماز غائب پر درست نہیں (عالمگیری ج:۱ص:۱۶۴) اور درمختار میں ہے "**وشرطها ايضا حضوره**". انتهى. (درمختار مع شامی: ج:۳ص:۱۰۴) اور البحر الرائق میں نماز جنازہ کی شرطیں شمار کراتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے" **وهو وضعه امام المصلى فلا تجوز على غائب**". انتهى. (البحر الرائق ج:۳ص:۳۱۴) اور اعلی حضرت علیہ الرحمہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ "مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی محض ناجائز ہے"۔ اھ۔ (فتاوی رضویہ ج:۴ص:۶۷) اور حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ اس تعلق سے فرماتے ہیں کہ "جنازے کا وہاں موجود ہونا یعنی کل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا لھذا غائب کی نماز نہیں ہو سکتی"۔ اھ۔ (بہار شریعت حصہ:۴ص:۱۴۷)

لہٰذا ہندوستانی اہل خانہ اسکی نماز جنازہ ادا نہیں کر سکتے اس لئے کہ ان کے ہندوستان میں اور جنازے کے سعودی عرب میں ہونے سے نماز جنازہ کی شرط حضور میت نہیں پائی جا رہی ہے۔

والله تعالىٰ اعلم

کتبہ: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری
۲۲/ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت لوگوں سے گولک لے کر چندہ کرنا کیسا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمہ تعالی و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: خطبہ کے وقت چندہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ وقت خطبہ تمام سلام وکلام اور حرکات سے امتناع ضروری ہے۔ جیسا کہ فتاوی شامی ج:۳/ص:۳۴/۳۵ پر ہے "اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام الی تمامھا و کل ما حرم فی الصلاۃ حرم فیھا ای فی الخطبہ فیحرم اکل و شرب و کلام و لو تسبیحاً او رد سلام او امر بمعروف بل یجب علیہ ان یستمع و یسکت". انتھی ملخصاً. اور عالمگیری ج:۱/ص:۱۴۷/ پر ہے" ان علی القوم ان یسمعوا الخطبۃمن اولھا الی آخرھا". انتھی. اور خطبہ کے درمیان کلام کے متعلق فتاوی تاتارخانیہ ج:۲/ص:۵۷۳/ پر ہے " حرم علی القوم التکلم و ان کان قلیلاً وقت الخطبۃبجمع الکلام ما یشبہ کلام الناس و ما یشبہ الامر بالمعروف والمفروض علی القوم الاستماع والانصات والکلام یقطع ذلک ". انتھی ملخصاً. اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" خطبہ سننے کی حالت میں حرکت منع ہے اور خطبہ بلاضرورت کھڑے ہو کر سننا خلاف سنت ہے اور خطبہ کی حالت میں کوئی عمل حرام ہے"۔ اھ ملخصاً۔ (فتاوی رضویہ ج:۳/ص:۷۴۳) اور حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ" اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے"۔ اھ۔ (بہار شریعت مطبع مکتبۃ المدینہ ج:۱/حصہ:۳/ص:۷۶۹) فقہ وفتاوی کی ان تمام عبارات سے واضح ہوا کہ خطبہ چین وسکون سے سننا واجب ہے اور اس درمیان کسی عمل سے باز رہنا بھی ضروری اور چندہ کرنے کی صورت میں اس پر عمل نہیں ہو پائیگا جس کا ہم کو حکم دیا گیا۔ لہذا خطبہ کے درمیان چندہ کرنا جائز نہیں ہے۔ **واللہ تعالی اعلم**

کتبہ : مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

۱۹/ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زمین ومکان یا کوئی سامان بکوانے کی دلالی کا کیا حکم ہے؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :اگر دلال جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹ بول کر بیع وشراء کراتا ہے تو یہ ناجائز وحرام ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿**لعنۃ اللہ علی الکاذبین**﴾ یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔اھ۔اور فتح القدیر ج:۷؍ص:۳۸۸؍ پر ہے ''**و الدلالون فانھم یکذبون کثیراً زیادۃ علی غیرھم مع خلفھم**'' .انتھی. اور ایسے دلالوں کے بارے میں اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ'' دلالی ایک ذلیل پیشہ ہے ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے فتح القدیر میں دلال کو خاکروب و حجام کے ساتھ شمار کیا ہے اور اسے کمینہ پیشہ گنا ہے دلال کا کام یہ ہے کہ مشتری سے بڑھوائے یا بائع سے گھٹوائے توڑ جوڑ لگا کر جھوٹ سچ ملا کر نرم گرم کرا کر سودا کرا دے اور اپنے ٹکے سیدھے کرے''۔اھ ملخصا۔(فتاوی رضویہ ج:۶؍ص:۱۴۶) ہاں اگر دلالی کرنے میں جھوٹ نہ بولے، دھوکہ نہ دے تو زمین ومکان یا کوئی سامان بکوانے کی دلالی کرنا درست ہے اور اسکی اجرت لینا درست ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ:۱۱؍ص:۲۹؍ پر ہے کہ'' دلالی کی اجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ اس نے سامان مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع اس نے نہ کی ہو بلکہ مالک نے کی ہو تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفا بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔اھ۔اور حضرت فقیہ ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں'' کہ اگر دلالی کا یہ مطلب ہے کہ بائع اور مشتری سے بچوانے اور خریدوانے کی اجرت لیتا ہے تو یہ جائز ہے''۔اھ۔(فتاوی فقیہ ملت ج ۲ ص ۱۹۰) البتہ اس طرح کے پیشوں سے بچنا بہتر کہ لوگ دلال کو جھوٹ اور

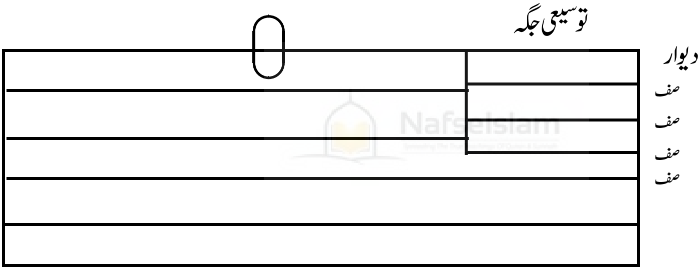
فریب سے بری نہیں سمجھتے۔ واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱رصفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ ایک مسجد میں اگلے حصے کی توسیع کی گئی اس توسیع کی وجہ سے طاق کی مسجد کی داہنی جانب جگہ زیادہ ہوگئی جتنی جگہ میں آگے کی دو صفیں ہیں اس سے کچھ زیادہ اس توسیع میں لاکراس حصے میں اس طرح دو صفیں بنائی گئیں کہ یہ صفیں تین ہوگئیں پھراس کے بعد جو صف ہے وہ پوری ہے جیسا کہ درج ذیل نقشے سے واضح ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نمازوں میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟

نقشہ...........



باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: ایسی صورت میں اگر توسیعی جگہ کی صف اول امام سے پیچھے ہے تو سب کی نماز بکراہت ادا ہوگی کہ امام کا وسط کو چھوڑ کر دائیں یا بائیں یا کسی جانب مائل ہو کر کھڑا ہونا خلاف سنت ومکروہ ہے جیسا کہ البحر الرائق ج:۱رص:۶۱۴ر پر ہے"التقدم واجب على الامام للمواظبة من النبى صلى الله تعالى عليه وسلم و ترک الواجب موجب لكراهة التحريم المقتضية للاثم" .۱.۵۱ ورفتاوی رضویہ ج۳ رص۳۱۴ر پر ہے امام کا صف پر مقدم ہونا سنت دائمہ ہے جس پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہمیشہ مواظبت فرمائی اور مواظبت دائمہ دلیل وجوب ہے اور ترک واجب مکروہ تحریمی اور مکروہ

تحریمی کا ارتکاب گناہ ہے۔اھ۔اور بدائع الصنائع ج ۱ر ص ۳۹۰ ر پر ہے"ولو قام فی وسطهم او میمنة الصف او فی میسرته جاز وقد اساء" اھ۔اور فتاوی عالمگیری ج ۱ر ص ۸۹ ر پر ہے وینبغی للامام ان یقف بازاء الوسط فان وقف فی میمنة الوسط او فی میسرته فقد اساء لمخالفة السنة هکذا فی التبیین "انتھی۔اور فتاوی رضویہ ج ۳ر ص ۳۱۱ ر پر ہے" یصف الامام ویقف وسطا"انتهی . اور اسی ص:۳۱۱ ر پر ہے درایہ شرح ھدایہ کے حوالے سے ہے"ان السنة ان یقوم الامام ازاء وسط الصف " ۔اھ۔اور حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ"امام کا داہنی یا بائیں جانب مائل ہو کر کھڑا ہونا خلاف سنت ہے"۔اھ۔

لہذا لوگوں کو چاہئے کہ مسجد کی توسیع کے اعتبار سے محراب صف اول کے درمیان میں قائم کریں اور امام کو چاہئے کہ صف اول کے وسط میں کھڑا ہو کہ یہی اس کا مقام ہے ورنہ نماز مکروہ ہوگی پھر توسیعی جگہ کے مصلیان کی نماز اس لئے بھی مکروہ ہے کہ انکی صفیں غیر توسیعی حصوں کے مساوی و مستوی نہیں ہیں کیونکہ صفوف میں استواء سنت اور اسکا خلاف نا پسند و مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱ر ص:۸۹ ر پر ہے" وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلاة ان یتراصوا و یسدوا الخلل ویسووا بین مناکبهم فی الصفوف ".انتھی۔اور طحطاوی علی المراقی ص:۳۰۶ ر پر ہے" و من سنن الصف التراص فیه والمقاربة بین الصف والصف والاستواء فیه"انتهی۔والله تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم	**کتبــہ**: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ	۳۰ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مســئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ تکبیر واقامت جب مؤذن کہے تو مقتدی حضرات کس وقت اٹھیں نیز تکبیر کھڑے ہو کر سنی جائیگی یا بیٹھ کر مدلل و مفصل جواب شرع کی روشنی میں عنایت فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: مستحب یہ ہے کہ اقامت بیٹھ کر سنے اور امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں کہ جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے جیسا کہ فتاوی شامی ج:۲/ص:۱۷۷/ پر ہے "والقیام حین قیل حی علی الفلاح" یعنی اس وقت کھڑے ہوں کہ جب حی علی الفلاح کہا جائے اور کتاب المبسوط ج:۱/ص:۱۴۰/ پر ہے "فان کان الامام مع القوم فی المسجد فانی احب لھم ان یقوموا فی الصف اذا قال المؤذن حی علی الفلاح" یعنی جب امام قوم کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو میں انکے لئے پسند کرتا ہوں کہ اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے۔اھ۔ اور فتاوی تاتارخانیہ ج:۲/ص:۱۵۹/ پر ہے" قال محمد فی الاصل اذا کان الامام مع القوم فی المسجد فانہ یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علماء نا الثلاثۃ" یعنی امام محمد علیہ الرحمہ نے اصل میں کہا کہ امام جب مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو بیشک امام اور مقتدی ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے"۔اھ۔ اور شرح النووی للمسلم ج:۱/ص:۲۲۱/ پر ہے "وقال ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ والکوفیون یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلاۃ" اھ۔ اور مؤطا امام محمد ص:۸۸/ پر ہے" قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلاۃ" یعنی امام محمد نے فرمایا کہ مقتدیوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ نماز کے لئے اس وقت کھڑے ہو جائیں جب مؤذن حی علی الصلاۃ کہے"۔اھ۔ اور کوئی شخص دوران تکبیر مسجد میں داخل ہو جائے تو اس کو بھی کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱/ص:۵۷/ پر ہے "اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح" یعنی اگر کوئی شخص اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہوا تو اس کو کھڑے ہو

کرانتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اوراس وقت کھڑا ہو جب مؤذن اپنے قول حی علی الفلاح پر پہونچے۔اھ۔اور فتاوی والوالجیہ ج:ا/ص:۷۱/پر ہے" رجل دخل المسجد والمؤذن یقیم ینبغی ان یقعد ولا یمکث قائما" یعنی اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا کہ مکبر اقامت کہہ رہا ہے تو بہتر یہ ہے کہ بیٹھ جائے اور کھڑا نہ رہے۔اھ۔اور حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ" فقہاء گفتہ اند مذہب آں است نزدحی علی الصلاۃ باید برخاست" یعنی فقہانے فرمایا کہ مذہب یہ ہے کہ حی علی الصلاۃ کے وقت کھڑا ہونا چاہئے۔اھ۔(اشعۃ اللمعات ج: ا/ص: ۳۲۱)اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۲/ ص: ۴۱۹)اور حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ" اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے اس وقت کھڑا ہو یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہونچے یہی حکم امام کے لئے ہے۔اھ۔(بہار شریعت حصہ :۳ ص :۳۳) اوران کتابوں کے علاوہ یہ مسئلہ البحر الرائق ج:ا/ص:۴۴۷/اور بدائع الصنائع ج:ا/ص:۴۶۷، المحیط البرہانی ج:ا/ص:۳۵۳، فتح باب العنایہ فی شرح کتاب النقایہ ج:ا/ص:۱۹۲، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ج:ا/ص:۱۰۴، فتاوی النوازل ص:۶۰، حاشیہ الطحطاوی ص :۲۷۸، فتح الباری شرح صحیح البخاری ج:۲/ص:۱۴۹، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج:۴/ص:۲۱۵، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج:۲ /ص ۵۵۲ ، نور الایضاح ص:۴۷ ، مراقی الفلاح ص:۱۰۲/ اور شرح وقایہ ج:ا/ ص:۱۳۶/ پر مذکور ہے لھذا ان تمام عبارات سے پتہ چلا کہ تکبیر بیٹھ کر سننی چاہئے اور امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے اور جو بعض کتابوں میں حی علی الصلاۃ اور بعض میں حیی علی الفلاح پر کھڑا ہونے کی تصریح ہے تو اس میں تطبیق یہ ہے کہ حی

علی الصلاۃ کے آخر میں اٹھنا شروع کرے اور **حی علی الفلاح** کے شروع میں پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جائے۔

اور جو گروہ تکبیر کھڑے ہو کر سنتا ہے ان کے پیشواؤں نے بھی بیٹھ کر سننے کی صراحت کی ہے جیسا کہ عون المعبود علی سنن ابی داؤد ص:۲۷۸ر پر ہے "**وعن ابی حنیفة یقومون اذا قال حی علی الفلاح**" انتھی۔ اور فتاوی دار العلوم دیوبند ج:۲ ر ص:۱۱۲ر پر ہے کہ نماز کے آداب میں سے فقہا نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جاویں۔ **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — کتبـــــہ: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۴ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ کہ اگر رمضان کے مہینے میں زید عشاء کی نماز یعنی چار فرض جماعت سے نہ پڑھ سکا تو کیا اس کو وتر بھی تنہا پڑھنے ہونگے یا پھر جماعت میں شریک ہو سکتا ہے صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایة الحق والصواب: اگر کوئی شخص رمضان میں فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھ پایا تو اسے وتر بھی تنہا پڑھنے ہونگے جیسا کہ فتاوی شامی ج:۲ر ص:۵۰۰ر پر ہے "**اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر**" اھ۔ اور فتاوی تاتار خانیہ ج:۲ر ص:۳۲۲ر پر ہے "**وان وجد ھم فی الوتر ولم یصل العشاء فصلی الوتر معھم لا یجوز وترہ فی قولھم**" اھ۔ اور اس تعلق سے اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ جس نے فرض تنہا پڑھے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہوگا۔ اھ۔ (فتاوی رضویہ ج:۴ر ص: ۴۸۰) اور حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے

ہیں کہ اگر عشاء تنہا پڑھ لی اگر چہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔اھ۔(بہار شریعت حصہ :۴/ص: ۳٦) واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۳/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ پھوپھی زاد بہن سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ پھوپھی زاد بہن سے شادی نہیں کرنا چاہیے ان کا یہ کہنا کیسا ہے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : پھوپھی زاد بہن سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو کیونکہ پھوپھی زاد بہن ان عورتوں میں سے نہیں کہ جن سے نکاح حرام کیا گیا بلکہ پھوپھی زاد بہن اللہ رب العزت کے ارشاد ﴿واحل لکم ما وراء ذٰلکم﴾ کے تحت داخل ہے لہذا پھوپھی زاد بہن سے شادی کرنا بلاشبہہ جائز ہے اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فتاوی رضویہ ج:۵/ص ۱۹۸/ پر قاعدہ کلیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اپنی فرع اور اصل کتنی بعید ہو مطلقا حرام ہے اور اپنی اصل قریب کی فرع اگر چہ بعید ہو حرام ہے اور اپنی اصل بعید کی فرع قریب حرام ہے اور اپنی اصل بعید کی فرع بعید حلال ہے اور اسی صفحہ ۱۹۸/ پر نقایہ سے نقل فرماتے ہیں ”حرم علی المرء اصلہ وفرعہ وفرع اصلہ القریب وصلبیۃ اصل البعید“ اھ۔اور لوگوں کا یہ کہنا کہ پھوپھی زاد بہن سے شادی نہیں کرنا چاہیے صریح غلطی اور نادانی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — کتبہ : مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۹/محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نماز کی حالت میں بار بار کھجاتا ہے اس کا نماز کی حالت میں کھجانا کیسا ہے اور نماز کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: نماز کی حالت میں کھجانے کے بارے میں فتاوی عالمگیری ج:۱رص:۱۰۴ر پر ہے "اذا حک رجل ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاتہ ھذا اذا رفع یدہ فی کل مرۃ اما اذا لم یرفع فی کل مرۃ فلا تفسد ولو کان الحک مرۃ واحدۃ یکرہ "انتھی. اور فتاوی تاتارخانیۃ ج:۲رص:۲۳۵ر پر ہے "ولو حک جسدہ باصبع واحدۃ مراۃ متوالیات تفسد صلاتہ وفی الفتاوی الخلاصہ اذا حک ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاتہ ھذا اذا رفع یدہ فی کل مرۃ اما اذا لم یرفع فی کل مرۃ فلا تفسد لانہ حک واحد "انتھی۔ اور درمختار ج:۲رص:۴۰۷ر پر ہے "الحک بید واحدۃ فی رکن ثلاث مراۃ یفسد الصلاۃ ان رفع یدہ فی کل مرۃ "انتھی۔ اور امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر نماز میں کھجلی لگے اور ضبط نہ ہو سکے یا اس کے سبب نماز میں دل پریشان ہو تو کھجالے مگر ایک رکن مثلا قیام یا رکوع یا سجود میں تین بار نہ کھجاوے دو بار تک اجازت ہے۔ھ۔ اور بہار شریعت حصہ:۳رص:۱۲۸ر پر ہے "ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے نماز جاتی رہتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا پھر کھجایا پھر ہاتھ اٹھالیا اور ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک مرتبہ کھجانا کہا جائے گا" لہذا نماز میں اگر کھجلی لگے تو ضبط کرنا چاہئے اور اگر ضبط نہ ہو سکے تو ایک رکن میں دو مرتبہ تک کھجلانے کی توضیح مذکور کے مطابق اجازت ہے۔ واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری
۲۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر میکے میں رک گئی اور بلانے پر بھی نہیں آتی تو کیا اس کا خرچ لڑکے یعنی شوہر پرواجب الادا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :صورت مسئولہ میں شوہر پر بیوی کا خرچ اس وقت تک واجب نہیں جب تک اس کے گھر واپس نہ آجائے جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:۱رص:۵۴۵ر پر ہے''وان نشزت فلا نفقة لها حتی تعود الی منزله والناشزة هی الخارجة من بيته بغير حق وهی الناشزة حتی تعود .انتهی''. اوراعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ''زید کو اختیار ہے کہ اپنی زوجہ کو اپنے مکان پر لے جاکر رکھے اورزوجہ نہ جائے تو نان ونفقہ کی مستحق نہ ہوگی''لانها ناشزة لامتناعها بغير حق انما النفقة جزاء الاحتباس لا نفقة كما صرحوا به قاطبه''.انتھی.(فتاوی رضویہ ج:۵رص:۹۰۳) اورحضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''جب عورت مکان شوہر سے بغیر اس کی اجازت چلی گئی تو جب تک واپس نہ ہو مستحق نفقہ نہیں''۔اھ۔(فتاوی امجدیہ ج:۲رص:۳۰۰)

ہاں اگرعورت میکے میں رکی ہوئی ہے اورشوہر نے اس سے آنے کا مطالبہ کیا تو فوراآ گئی تو اس صورت میں وہ نفقہ کی مستحق ہوگی یا اپنے کسی حق کی وجہ سے رکی جیسے مہر معجّل بندھا اس کے لئے رکی تب بھی نفقہ کی مستحق ہوگی جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ ج:۵رص:۳۵۹ر پر ہے''فان كان الزوج قدطالبها النفقةفان لم تمتنع عن الانتقال الی بيت الزوج منهاالنفقة ايضا فاما اذاامتنعت عن الانتقال فان كان بحق بان امتنعت فی مهرهافلهاالنفقة فاما

اذاكان الامتناع بغير حق بان كان اوفاهاالمهراو كان المهرمؤجلاـاو وصيت منه فلا نفقةلها "۔انتھی۔ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبہ**: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۷/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ دانت اگر ہلتے ہوں تو ان کو سونے یا چاندی کے تار سے باندھنا کیسا ہے؟ بینو اتوجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃالحق والصواب : ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے چاندی کے تار سے باندھنے کے سلسلے میں اختلاف ہے امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے نزدیک صرف چاندی کے تار سے باندھ سکتا ہے جب کہ امام محمد علیہ الرحمہ سونے کے تار اور چاندی کے تار دونوں سے باندھنے کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ درمختار ج:۹/ص:۵۲۰/ پر ہے" ولایشد منہ المتحرک بذھب بل بفضۃو جوزھمامحمد ". انتھی۔اور فتاوی عالم گیری ج:۵/ص:۳۳۶/ پر ہے "اذا تحرکت الاسنان وخیف سقوطھافاراد صاحبھاان یشدھایشدھا بالفضۃ ولایشدھابالذھب وھذاقول ابی حنیفۃرحمہ اللہ علیہ وقال محمد رحمۃاللہ علیہ یشدھا بالذھب ایضا ". انتھی۔اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان اس بارے میں فرماتے ہیں کہ " ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا افتادہ دانت کی جگہ چاندی کا تار لگانا جائز اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا"۔اھ۔اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ " ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھنا جائز ہے"۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:۱۶/ص:۶۳) لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر سونے کا تار زیادہ مفید ہو تو سونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں افادہ میں برابر ہوں تو چاندی کا تار یا دانت

استعمال کرنا بہتر۔ واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ: مہدی حسن تحسینی مصباحی منظری
۲۴/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ نچوڑے جانے والے ناپاک کپڑے کو کس طرح پاک کیا جائے ؟بینوا توجروا۔

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ نجاست مرئیہ اور نجاست غیر مرئیہ۔ اگر نچوڑے جانے والے کپڑے پر نجاست مرئیہ لگی ہو تو اس کو پانی سے دور کیا جائے چاہے جتنی مرتبہ پانی بہانے سے دور ہو اس میں گنتی کی کوئی شرط نہیں اور اس کے اثر و بو کو بھی دور کیا جائے جبکہ مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑے ورنہ تو صرف اس کا زائل کرنا ضروری ہے جیسا کہ درمختار ج:۱/ص:۵۳۵/۳۶/۳۷ پر ہے"یطھر محل النجاسة مرئية بقلعها ای بزوال عينها و اثرها و لو بمرة او بما فوق ثلث فی الاصح و لا يضر بقاء اثر كلون وريح لازم فلا يكلف فی ازالته الی ماء جار او صابون و نحوه". انتهی ملخصا ۔اور فتاوی عالمگیری ج:۱/ص:۴۲/پر ہے"ان كانت مرئية بازالته عينها و اثرها ان كانت شيئا يزول اثره و لا يعتبر فيه العدد كذا فی المحيط فلو زالت عينها بمرة اكتفى بها ولو لم تزل بثلاثة تغسل الی ان تزول كذا فی السراجيه و ان كانت شيئا لا يزول اثره الا بمشقة بان يحتاج فی ازالته الی شئی آخر سوی الماء كالصابون لا يكلف بازالته هكذا فی التبيين . انتهی ۔اور ایسا ہی البحر الرائق ج:۱/ص:۴۱۰/پر ہے اور بہار شریعت ج:۲/ص:۸۸/۸۹/پر ہے"نجاست اگر دلدار ہو (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ

دھونے سے پاک ہو جائیگا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا ہاں اگر تین سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے ہاں اگر اس کا اثر بدقت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھولیا پاک ہو گیا''۔اھ۔

اور اگر نجاست غیر مرئیہ ہو تو اس کے پاک کرنے کی چار صورتیں ہیں (اول) اس کو ماء جاری میں پاک کیا جائے بایں طور کہ ماء جاری میں کپڑے کو ڈال دیا جائے یہاں تک کہ اس کی نجاست کے جانے کا غالب گمان حاصل ہو جائے۔جیسا کہ درمختار ج:۱رص:۵۴۲/۵۴۳ر پر ہے ''اما لو غسل فی غدیر او جری علیه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر و تجفیف و تکرار غمس هو المختار''. انتهى ملخصا ۔اور البحر الرائق ج:۱رص:۴۱۲ر پر ہے''اما اذا غمس الثوب فی ماء جار حتی جری علیه الماء طهر''.انتهى.

(دوم) اس کو غدیر عظیم (بڑا تالاب وغیرہ) میں دھویا جائے تو اس میں کپڑے کو تین مرتبہ حرکت دی جائے کہ اس کی نجاست دور ہو جائے۔جیسا کہ درمختار ج:۱رص:۵۴۲/۵۴۳ پر ہے'' اما لو غسل فی غدیر طهرمطلقا بلا شرط عصر وتجفیف و تکرار غمس هو المختار .انتهی ملخصا . اور ردالمحتار ج:۱رص:۵۴۳ پر ہے''اشتراط الغمس فی الغدیر ثلاثا عندهم مع اختلافهم فی العصر ،فتنبه ''.انتهى ۔اور بحر الرائق ج:۱رص:۴۱۲ پر ہے'' و اما حکم الغدیر فان غمس الثوب به فانه یطهر و ان لم ینعصر و هو المختار''.انتهى.

(سوم) اس پر بہت پانی بہا کر پاک کیا جائے یعنی کپڑے پر بہت پانی اس طرح بہایا جائے کہ پانی کپڑے سے نجاست نکال کر تین مرتبہ کپڑے میں داخل ہو کر نکل جائے اور کپڑے کی پاکی کا ظن غالب حاصل ہو جائے لیکن بہت پانی بہا کر وہی کپڑے پاک ہوسکیں گے جن پر نجاست تر ہو ابھی سوکھی نہ ہو۔اور اگر سوکھ جائے تو نچوڑ کر پاک کیا جائے۔جیسا کہ درمختار ج:۱رص:۴۳ر

۵۴۲/ پر ہے "اما لو غسل فی غدیر او صب علیه ماء کثیر طهر مطلقا بلا شرط عصر و تجفیف و تکرار غمس هو المختار" ۔انتہی ملخصا۔اورالبحرالرائق ج:۱/ص:۴۱۲ / پر ہے "و اما حکم الصب فانه اذا صب الماء علی الثوب النجس ان اکثر الصب بحیث یخرج ما اصاب الثوب من الماء و خلفه غیر ثلاثا فقد طهر لان الجریان بمنزلته التکرار و العصر والمعتبر غلبة الظن هو الصحیح ، و عن ابی یوسف : ان کانت النجاسة رطبة لا یشترط العصر ، وان کانت یابسة فلا بد منه و هذا هو المختار کذا فی السراج الوهاج و فی التبیین : والمعتبر ظن الغاسل الا ان یکون الغاسل صغیرا او مجنونا فیعتبر ظن المستعمل لانه هو المحتاج الیه".انتهی.

(چہارم) کپڑے طشت، بالٹی وغیرہ میں نچوڑ کر پاک کیے جائیں تو اس کی صورت یہ ہوگی برتن میں کپڑا ڈال کر پانی ڈالیں اور کپڑے کو اچھی طرح نچوڑ لیں برتن الٹ دیں تاکہ سارا پانی برتن سے باہر آ جائے اور قطرات کا ٹپکنا موقوف ہو جائے اسی طرح دوسری اور تیسری مرتبہ بھی کریں اور ہر مرتبہ اچھی طرح نچوڑا جائے پھر تیسری مرتبہ اتنی طاقت سے نچوڑا جائے کہ دوبارہ نچوڑنے سے ایک قطرہ بھی پانی نہ ٹپکے اور نچوڑنے والے کی طاقت کا اعتبار ہوگا یعنی نچوڑا ہوا کپڑا غاسل سے زیادہ طاقت والے کے حق میں پاک نہ ہوگا جیسا کہ درمختار ج:۱/ص:۵۴۰/۴۱ / پر ہے "و قدر بغسل و عصر ثلاثا فیما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر و لو کان لو یعصر غیرہ قطر طهر بالنسبةالیه دون ذلک الغیر ".انتهی ملخصا۔اورعالمگیری ج:۱/ص:۴۲ پر ہے "و ان کانت غیر مرئیة یغسلها ثلاث مرات کذا فی المحیط و یشترط العصر فی کل مرة فیما ینعصر و یبالغ فی المرة الثالثه حتی لو عصر بعده لا یسل منه الماء و یعتبر فی کل شخص قوته ".انتهی. اور بہارشریعت حصہ:۲/ص:۸۹/ پر ہے "اگر نجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوت نچوڑنے سے پاک ہوگا۔اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ

معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھراس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے نچوڑے تو دوبارہ ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اس کے حق میں پاک ہے اور دوسرے کے حق میں ناپاک"۔اھ ملخصا۔ **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سید وسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۵؍جمادی الاول ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید امام نے اپنی تقریر میں کہا قصبہ و دیہات میں جمعہ فرض نہیں ہے لہذا وہاں ظہر کے چار فرض ضرور پڑھیں جائیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید امام کا بیان شرعا درست ہے یا نہیں ؟مفصل تحریر فرمائیں بینوا توجروا.

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب : زید امام کا بیان شرعا درست ہے فرضیت جمعہ کے لیے مصر یا فنائے مصر ہونا شرط ہے اور مصر شرع مطہر میں وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حکم ہو اپنے دبدبہ وسطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے اگر چہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔ایسا ہی بہار شریعت ج:۱حصہ:۴؍ص:۹۲؍پر ہے اور فتاوی ہندیہ ج:۱ص:۱۴۵؍پر ہے" **المصر فی ظاھر الروایۃ الموضع الذی یکون فیہ مفت و قاض یقیم الحدود و ینفذ الاحکام وبلغت ابنیتہ ابنیۃ منی**" انتھی.

لہذا مصر کے لئے ضروری ہے کہ وہ یا تو ضلع ہو یا وہ قصبات جو تحصیل و پرگنہ ہوں لہذا وہ آبادی جس پر مصر کی تعریف صادق نہیں آتی ہے وہاں ظہر ہی فرض ہے جمعہ نہیں جیسا کہ بدائع الصنائع ج:۱ص:۵۸۳؍پر ہے"**فلا تجب علی اھل القری التی لیست من توابع**

المصر و لا یصح اداء الجمعة فیھا"انتھی. اورالبحر الرائق ج:۲/ص:۲۴۵/پر ہے" شرط صحتھا ان تؤدی فی مصر حتی لا تصح فی قریة و لا مفازة "انتھی. اورہندیہ ج:۱/ص: ۱۴۵/پر ہے" ومن لا تجب علیھم الجمعة من اھل القری و البوادی لھم ان یصلوا الظھر بجماعة یوم الجمعةباذان و اقامة"انتھی۔

البتہ اگرعوام پڑھتے ہوں توخدائے تعالی کےارشاد﴿ارأیت الذی ینھی عبدا اذاصلی ﴾ سےخوف کرتے ہوئے انہیں روکا نہ جائے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۳/ص:۱۹۷/پر ہے"عوام اگر پڑھتے ہوں توان کومنع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کا نام لے لیں غنیمت"۔اھ۔

لیکن مسئلہ شرعیہ واضح کردیا جائے کہ دیہات یاوہ قصبات جوتحصیل وپرگنہ نہ ہوں وہاں جمعہ ادانہیں ہوتا ظہر پڑھنا ضروری ہے کہ بنام جمعہ دورکعت پڑھ لینے سے نمازظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ شامی ج:۳/ص:۷/پر ہے" لو صلو افی القری لزمھم اداء الظھر" انتھی.

وھو تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵/ذی قعدہ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زیدامام صف اول کے بائیں طرف مائل ہوکرکھڑاہوتا ہے یعنی داہنی طرف زیادہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں بائیں طرف کم ۔اس صورت میں جماعت کا کیاحکم ہے۔بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاة والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم انت الموفق للصواب : جماعت ہوجائے گی لیکن کراہت کے ساتھ۔اس لئے کہ زیدامام کاوسط کوچھوڑکردائیں یابائیں کھڑاہونا خلاف سنت ومکروہ

ہے جیسا کہ فتاوی ھندیہ ج:۱/ص:۸۹/ پر ہے" وینبغی للامام ان یقف بازاء الوسط فان وقف فی میمنۃالوسط او فی میسرتہ فقد اساء لمخالفۃالسنۃ"انتھی ۔اور بدائع الصنائع ج:۱/ص:۳۹۰/ پر ہے" ولو قام فی وسطھم او میمنۃ الصف او فی میسرتہ جاز وقد اساء اما الجواز فلان الجواز یتعلق بالارکان وقد وجدت واما اساء ۃ فلترکہ السنۃالمتواترۃ"انتھی. اورفتاوی رضویہ ج:۳/ص:۳۶۲/ پر ہے"فی الواقع سنت متوارثہ یہی ہے کہ امام وسط مسجد میں کھڑا ہواور صف اس طرح ہو کہ امام وسط صف میں رہے۔محراب کا نشان اسی غرض کے لیے وسط مسجد میں بنایا جاتا ہےاوراس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر امام ایک کنارے کی طرف جھکا ہوا کھڑا ہوتو اگر جماعت زائد ہے فی الحال امام وسط صف میں نہ ہوگا اورارشاد حدیث توسطوا الامام کا خلاف ہوگا اور اگر ابھی جماعت قلیل ہے تو آئندہ ایسا ہونے کا اندیشہ ہے لا جرم خود امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا نص ہے کہ گوشہ میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔کنارۂ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ حدیث کا ارشاد ہے امام کو وسط میں رکھو" ۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۳/ص:۱۴۵،۱۴۶/ پر ہے"امام جماعت اولی کو مسجد کے زاویہ وجانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ، اسے سنت یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہوتو اگر وسط چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا گرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر حصے ہوں مکروہ ہے"۔اھ ملخصا۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سید وسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۵/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے قربانی کی کھال فروخت کردی تو اب اس قیمت کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : زید نے قربانی کی کھال فروخت کی اپنے استعمال کے لئے یا تو ایسی چیز کے بدلے میں جس کو باقی رکھ کر استعمال کیا جاتا ہے جیسے برتن، کتاب وغیرہ تو یہ بیع جائز ہے اور ان چیزوں کو اپنے استعمال میں لانا صحیح ہے جیسا کہ فتاویٰ ھندیہ ج:۵/ص:۳۰۱/ پر ہے" **ولا بأس بان يشترى به ما ينتفع بعينه مع بقاءه استحسانا**" انتھی ۔ اور البحر الرائق ج:۹/ص:۳۲۷/ پر ہے" **ولا باس بان يشترى به ما ينتفع بعينه ما بقاءه**" انتھی. اور فتاویٰ رضویہ ج:۸/ص۴۷۲/ پر ہے" اسی طرح مذہب صحیح میں جلد ولحم کی تبدیل بھی ایسی اشیاء سے جائز ٹھہری جو اپنی بقائے عین کے ساتھ استعمال میں آئیں جیسے برتن، کتابیں، کپڑے" ۔اھ۔ اور بہار شریعت حصہ:۱۵/ص:۱۴۴/ پر ہے" قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب" ۔اھ۔

یا زید نے ایسی چیز کے بدلے فروخت کی جس کو ختم کیے بغیر نفع حاصل نہیں ہوتا جیسے چاول، روٹی وغیرہ تو یہ ناجائز ہے اور قیمت کو اپنے اوپر صرف نہیں کر سکتا۔ اسے صدقہ کرے جیسا کہ فتاوی ھندیہ ج:۵/ص:۳۰۱/ پر ہے" **ولا يشترى به ما لا ينتفع به الا بعد الاستهلاك نحو اللحم و الطعام**". انتھی ۔ اور البحر الرائق ج:۹/ص:۳۲۷/ پر ہے" **ولا يشترى به ما لا ينتفع به الا بعد الاستهلاك**" انتھی ۔ اور فتاوی رضویہ ج:۸/ص:۴۷۲/ پر ہے" البتہ یہ ناجائز ہے کہ اپنے یا اپنے اہل وعیال یا اور اغنیاء کے صرف میں لانے کو گوشت یا کھال یا کسی جزء کو بعوض ایسی اشیا کے فروخت کرے، جو استعمال میں خرچ ہو جائیں اور باقی نہ رہیں، جس طرح روپیہ پیسہ یا کھانے پینے کی چیزیں یا تیل پھلیل وغیرہ" ۔اھ۔ اور بہار شریعت حصہ:۱۵/ص:۱۴۴/ پر ہے" ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ" ۔اھ۔

اوراگر زید نے صدقہ کرنے کے لیے بیع کی تو یہ جائز ہے۔اسے اپنے استعمال میں نہ لاکر قربات میں صرف کرے جیسا کہ فتاوی ھندیہ ج:۵/ص:۳۰۱/ پر ہے" **ولو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز لانه قربة كالتصدق**"انتهی ۔اورالبحر الرائق ج:۹/ص:۳۲۴/ پر ہے"**ولو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز لانه قربة كالتصدق بالجلد واللحم**"انتهی ۔اورفتاوی رضویہ ج:۸/ص:۴۷۲/ پر ہے"بخلاف اس کے کہ اس قسم کی اشیاء سے مصرف خیر میں صرف کرنے کو مبادلہ کرے، کہ اس میں معنی ممنوع یعنی تمول متحقق نہیں ،تو اس نیت سے یہ استبدال بھی جائز ہے"۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۱۵/ص:۱۴۴،۱۴۵/ پر ہے"اگر قربانی کی کھال کو روپئے کے عوض میں بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے گا بلکہ اس لیے کہ اسے صدقہ کردے گا تو جائز ہے"۔اھ۔ **وهو تعالى اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۶/ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ قبرستان کے درخت بستی کے لوگوں نے کاٹ کر فروخت کردیے اوران درختوں کی قیمت مدرسہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔شریعت میں کیا حکم ہے؟ **بينو اتوجروا**

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب: مسلمانوں کے عام قبرستان وقفی ہوتے ہیں،لہذا جس نے درخت لگائے اسی کی ملک ہیں اس کی یا اس کے وارثین کی اجازت سے تعمیر مدرسہ بلکہ ہر کار خیر میں درختوں کی قیمت صرف کرسکتے ہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۲/ص:۴۷۶/ پر ہے" **سئل نجم الدين في مقبرة فيها اشجار هل يجوز صرفها الى عمارة المسجد قال نعم ان لم تكن وقفا على وجه اٰخر**".انتھی۔

اوراگر درخت خودرو ہیں یا لگانے والا معلوم نہیں اور قبرستان کو ان کی حاجت نہیں تو قاضی شرع یا یہ نہ ہو تو عام مسلمانوں کی رائے سے مسجد کی تعمیر میں اس قیمت کو صرف کر سکتے ہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۴ر ص:۱۱۰ر پر ہے ''قبرستان میں پیڑ جس نے لگائے ان کی لکڑی اور مقبرہ جس نے بنوایا اس کی اینٹیں اس لگانے ،بنوانے والے کی ملک ہے وہ جو چاہے کرے۔اوراگر مالک کا پتہ نہیں یا درخت خودرو ہیں تو مسجد میں صرف کر سکتے ہیں'' ۔اھ۔**واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبہ**: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۸ر ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید سنی متولی مسجد کی تعمیر کے لئے دیوبندیوں سے چندہ لیتا ہے اس کا یہ عمل کیسا ہے اور ان دیوبندیوں کی رقوم مسجد کی تعمیر میں لگانا کیسا ہے؟ **بینوا و توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : دیوبندیوں سے چندہ لینا اوران رقوم کو مسجد کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں کہ وہابیہ دیابنہ کو کفری عقائد کی وجہ سے سیکڑوں مفتیان عرب وعجم نے کافر و مرتد فرمایا ہے ان کے اکابر کی بعض کفری عبارات یہ ہیں ۔حفظ الایمان (مطبوعہ دارالکتاب دیوبند) مصنف اشرفعلی تھانوی ص:۱۵ر پر ہے ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے'' ۔اھ۔اور تحذیر الناس (مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند) مصنف مولوی قاسم نانوتوی ص:۴،۵ر پر ہے ''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم

ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے"۔اھ۔اور اسی کے صفحہ ۲۲/ پر ہے"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے" اھ۔اور صفحہ پر ہے"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں، یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔اھ۔ اور براہین قاطعہ مصنف خلیل احمد ص:۱۲۲/ پر ہے "شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالمؐ کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔اھ۔اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۷۰/ پر فرماتے ہیں"اب جو اہل حدیث کہلاتے ہیں، ضرور اسماعیلی وگمراہ ہیں اور دیوبندیہ ان سے گمراہ تر صریح مرتدین ہیں"۔اھ۔اور دوسری جگہ ص:۹۰/ پر ہے"طوائف مذکورین وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ **خذلھم اللہ تعالی اجمعین** ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعا یقیناً کفار ومرتدین ہیں"۔اھ۔

اور دیوبندیوں سے چندہ لینے میں ان کے ساتھ سلام، کلام ان کے ساتھ بیٹھنا، ان کے ساتھ بٹھانا ہوگا اور ان کو سلام، کلام میل جول سب ناجائز وحرام ہے حدیث شریف میں ہے" **ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم**" یعنی تم ان سے بچو تمہیں وہ گمراہ نہ کردیں اور

تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور وہ مر جائیں تو ان کے پاس حاضر نہ ہو اور اگر تم ان سے ملو تو ان کو سلام نہ کرو ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ نہ پیو اور ان کے ساتھ نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ نکاح نہ کرو اور ان پر نماز جنازہ نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ اور فتاوی رضویہ ج:۶ رص:۴۹۷ ر پر ہے کہ" مسجد میں صرف اہل سنت کا پیسہ لیا جائے کافروں، مرتدوں کا ناپاک مال نہ لیا جائے"۔اھ۔

لہذا متولی مسجد پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور جن دیو بندیوں سے چندہ لیا ہو واپس کرے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــه:** سید وسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ امریکہ میں رہنے والا آدمی ہندوستان کی لڑکی سے فون یا نیٹ پر نکاح کرنا چاہے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : یہ نکاح منعقد نہیں ہو گا۔اس لیے کہ حضور شاہدین، یعنی دونوں گواہوں کا ایک ساتھ ایجاب وقبول سننا مجلس نکاح کے شرائط سے ہے جیسا کہ بدائع الصنائع ج:۲ رص:۵۲۲ ر پر ہے" ومنھا الشھادۃ وھی حضور الشھود" انتھی ۔ اور عالم گیری ج:۱ رص:۲۶۷ ر پر ہے" الشھادۃ قال عامۃ العلماء انھا شرط جواز النکاح "انتھی ۔اور فتاوی رضویہ ج:۵ رص:۴۲ ر پر ہے" نکاح میں شرط ہے کہ دونوں گواہ معا دونوں لفظ ایجاب وقبول جلسہ واحدہ میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے" ۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۷ رص:۱۰ ر پر ہے" گواہ ہونا یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں"۔اھ۔اور فتاوی امجدیہ ج:۲ رص:۲۵ ر پر ہے" دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں

کے سامنے ایجاب وقبول ہونا چاہئے جو ایجاب وقبول کے الفاظ سنیں"۔اھ۔اور بدائع الصنائع ج:۲/ص:۵۲۷/پر ہے"و منها سماع الشاهدين كلا م المتعاقدين جميعا ".انتهى ۔ اورعالم گیری ج:ا/ص:۲۶۸/پر ہے"ومنها سماع الشاهدين كلامهمامعا"انتهى ۔اور فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۴۲/پر ہے"نکاح میں شرط ہے کہ دونوں گواہ معا دونوں لفظ ایجاب وقبول جلسہ واحدہ میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے"۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۸/ص:۱۱/پر ہے "یوں ہی اگر دونوں گواہ بہرے ہوں کہ انہوں نے الفاظ نکاح نہ سنے تو نکاح نہ ہوا"۔اھ۔اور فتاوی امجدیہ ج:۲/ص:۲۲/پر ہے"نکاح کے لئے دو آزاد مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا اور ان کا سننا شرط ہے"اھ۔اور فتاوی عالمگیری ج:ا/ص:۲۶۹/پر ہے"ان يكون الايجاب والقبول فى مجلس واحد" .انتهى ۔اور درمختار ج:۴/ص:۶۷/پر ہے"ومن شرائط الايجاب والقبول اتحاد المجلس"انتهى . اور فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۲۱/پر ہے"اور کوئی ایجاب مجلس باہر قبول پر موقوف نہیں رہ سکتا كما نصوا عليه فى عامة الكتب وفى النهر والدر من شرائط الايجاب والقبول اتحاد المجلس"انتهى ۔اور بہار شریعت حصہ:۷/ص:۱۶/پر ہے"ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا"۔اھ۔

لہذا جب تینوں شرائط نہیں پائے گئے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔اور رہا موبائل یا نیٹ میں آواز کا سنائی دینا تو وہ مصنوعی آواز ہے جسکا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔والله تعالى اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ: سید وسیم پرویز مصباحی منظری
۷/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ دیوالی کے موقع پر

ہندؤوں کے گھروں سے آئی مٹھائی کا کیا حکم ہے اوراس موقع پر ہندوؤں کے گھر جا کر مٹھائی کھانا اورعید کے موقع پر اپنے گھر مٹھائی کھلانا،اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : اگر کوئی ضرر وایذا کا اندیشہ نہ ہوتو ہندو کی طرف سے آئی مٹھائی خاص دیوالی کے دن لینا نہیں چاہیے البتہ اور دن ہو اور کسی مصلحت شرعی کا خلاف نہ ہوتو لینے میں حرج نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۹رص:۹۴؍ پر ہے ”یہ امر مصلحت وقت وحالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے۔اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس سے ہدایہ وتحائف لینے،دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اسے کوفت پہونچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہرگز نہ لے۔اور اگر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف کچھ میل یا اس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی ومداہنت راہ پائے گی تو اس ہدیہ کو آگ جانے اور بیشک تحفوں کا رغبت ومحبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے“۔اھ ملخصا۔

اوران کے یہاں اس دن مٹھائی کھانے کو جانے اور انہیں اپنے یہاں بلانے سے ضرور بچنا چاہئے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۹رص:۱۲۰؍ پر ہے ”بیشک کفار سے ایسی مخالطت اوران کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرنا چاہیے خصوصا جہاں اسلام ضعیف ہو شرع مطہر سے بہت دلائل اس پر قائم“۔اھ۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۷؍ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ دیوبندی لڑکی کے

ساتھ سنی صحیح العقیدہ لڑکے کا نکاح کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : دیوبندی لڑکی سے سنی لڑکے کا نکاح صحیح نہیں ہے۔اس لیے کہ دیابنہ وہابیہ کوحفظ الایمان ص:۱۵/اور تحذیر الناس ص:۲۲/اور ص:۴۱/اور براہین قاطعہ ص:۱۲۲/ پر مسطور کفری عبارات کی وجہ سے سیکڑوں علماء عرب وعجم نے کافرومرتد قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے ان کے کفروعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

لہذا جب دیوبندی مرتد ہوئے اور دیوبندیہ ہو تو مرتدہ۔اور مرتد یا مرتدہ کا نکاح عالم میں کسی کے ساتھ نہیں ہوسکتا جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۹/ص:۶۳/ پر ہے"کان المرتدۃ لیست باھل ان یطاھا مسلم أو کافر أو احد" انتھی۔اور فتاوی عالم گیری ج:۱/ص:۲۸۲/ پر ہے"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ و کذالک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد" انتھی ۔اور کنزالدقائق ج:۳/ص:۳۶۴/ پر ہے" ولا ینکح مرتداو مرتدۃ مع احد" انتھی ۔اور البحرالرائق ج:۳/ص:۳۶۴/ پر ہے" عبر باحد فی سیاق النفی لیفید العموم فلا یتزوج المرتد مسلمۃ ولا کتابیۃ ولا مرتدۃ ولا یتزوج المرتدۃ مسلم ولا کافر ولا مرتد". انتھی۔

لہذا جب مرتدہ کا نکاح نہیں ہوسکتا تو دیوبندی لڑکی جو کہ مرتدہ ہے اس کا نکاح سنی لڑکے کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۴/ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید حنا خمری کا خضاب کرتا ہے۔جس سے سفید بالوں کی رنگت سرخ ہوجاتی ہے۔کیا یہ شرعا جائز ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : اگر کالا خضاب ہو خواہ نیل اور حنا کا مخلوط ہو خواہ کسی چیز کا، مجاہدین کے سوا سب کو مطلقا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ درمختار ج:۹/ص:۶۰۵/ پر ہے ''یکرہ بالسواد''. انتھی ۔اور فتاوی عالمگیری ج:۵/ص:۳۵۹/ پر ہے ''واماالخضاب بالسوادفمن فعل ذلک من الغزاۃ لیکون اھیب فی عین العدوفھو محمود منہ اتفق علیہ المشائخ رحمھم اللہ تعالی ومن فعل ذلک لیزین نفسہ للنساء ولیحبب نفسہ الیھن فذلک مکروہ''. انتھی۔اور فتاوی رضویہ ج:۹/ص:۱۰۷/ پر ہے ''سیاہ خضاب خواہ مازو و ہلیلہ و نیل کا ہو خواہ نیل وحنا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوا مجاہدین کے سب کو مطلقا حرام ہے''۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ ۱۶/ص:۲۰۸/ پر ہے ''سیاہ خضاب لگانا منع ہے ہاں مجاہدین کو سیاہ خضاب بھی جائز ہے''۔اھ۔

اور اگر سرخ یا زرد خضاب ہو جو کہ مہندی، یا مہندی اور کتم سے بنا ہو اور بالوں کو سرخ کردے تو یہ جائز ہے اور سنت و مستحسن ہے۔جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:۵/ص:۳۵۹/ پر ہے ''ان الخضاب فی حق الرجال بالحمرۃ سنۃ''. انتھی ۔اور درمختار ج:۵/ص:۶۰۴/ پر ہے ''یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولافی غیر حرب فی الاصح''. انتھی ۔اور فتاوی رضویہ ج:۹/ص:۱۰۷/ پر ہے ''صرف مہندی کا سرخ خضاب یا اسمیں نیل کی کچھ پتیاں اتنی ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ ہونے نہ پائے، سنت مستحبہ ہے''۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۱۶/مطبوعہ قادری بکڈپو ص:۲۰۶/ پر ہے ''ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے''۔اھ۔

اور اگر ایسا خضاب ہو جو بالوں کو سرخ کردے لیکن وہ مہندی و کتم سے نہ بنا ہو تو یہ بھی جائز

ہے جب کہ کسی نجس چیز کی اس میں آمیزش نہ ہو کیوں کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل موجود نہیں اور چونکہ اشیاء میں اصل ہمارے نزدیک اباحت ہے جیسا کہ تفسیرات احمدیہ ص:۱۳۰/ پر ہے" ان الاباحۃ اصل فی الاشیاء". انتھی ۔لہذا یہ جائز ہے اور چونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کالے خضاب کے علاوہ دیگر خضاب کا مطلقا حکم دیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (یہ ایک گھاس ہے) کی طرح سفید تھی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی چیز سے بدل دو (یعنی خضاب لگاؤ) اور سیاہی سے بچو یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا ۔اھ۔لہذا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کالے رنگ کے علاوہ کسی بھی دوسرے رنگ کا خضاب جائز ہے لیکن سنت مہندی یا مہندی اور کتم کے مخلوط خضاب کو لگانا ہے۔اھ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: سید وسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۳/ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ہندو، مسلمان، دیوبندی، وہابی وغیرہ سب کو متحد ہو کر رہنا چاہیے۔اور خود زید ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے اپنے ماتھے پر تلک لگواتا ہے۔زید کے لیے کیا حکم شرع ہے بیان فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : حفظ الایمان ص:۱۵/ اور تحذیر الناس ص:۲۲/ اور ص:۴۱/ اور براہین قاطعہ ص:۱۲۲/ پر مسطور کفری عبارات کی وجہ سے علماء دیوبند کو سینکڑوں علماء عرب وعجم نے کافر و مرتد قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جس نے ان کے کفر وعذاب

میں شک کیاوہ بھی کافر ہے۔لہذا کفارو مشرکین ،وہابیہ وغیرہ مرتدین سے اتحادووداد نا جائز وحرام اوراخلاص دلی کے ساتھ کفر ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:٦/ص:٩/ پر ہے” مشرکوں سے اتحادووداد قطعی حرام اوران سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے“۔اھ۔

اور ماتھے پر تلک لگانا کفر ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:٩/ص:١٥٠/ پر ہے” ماتھے پر قشقہ،تلک لگانا،یا کندھے پرصلیب رکھنا کفر ہے“ اھ۔تو جب ماتھے پر تلک کفر ہےتو زید پرضروری ہے کہ وہ توبہ وتجدید ایمان کرے نیز بیوی رکھتا ہوتو تجدید نکاح بھی کرے۔ورنہ مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــہ**: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ٢٨/شوال ١٤٣٣ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ صدقۂ فطرکس پراور کب واجب ہے۔وضاحت فرمائیں۔کیا عید کے دن گھر آئے مہمان کا صدقہ فطرگھر والوں پرادا کرنا ضروری ہے۔ماں باپ اپنی اولاد کی طرف سے یا کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی طرف سے صدقۂ فطرادا کرنا چاہےتواس کی کیا صورت ہوگی؟**بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :(ا)ہر مسلمان صاحب نصاب جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے سوا ہواس پراپنی طرف سے اوراپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطرواجب ہے۔اس میں مال کے نامی یاشخص کے بالغ ہونے کی شرط نہیں ہے جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:ا/ص:١٩١/ پرہے” **وھی واجبۃعلی الحر المسلم المالک لمقدار النصاب فاضلا عن حوائجہ الاصلیۃ**“انتھی۔اورہدایہ اولین ص:١٨٨/ پر ہے ”**صدقۃالفطر واجبۃعلی الحر المسلم اذاکان مالکا لمقدار النصا ب فاضلا عن**

مسکنہ وثیابہ واثاثہ و فرسہ وسلاحہ و عبیدہ" انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ:۵ر ص:۶۷ر پر ہے" صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں" ۔اھ۔اور فتاوی عالمگیری ج:۱ر ص:۱۹۲ر پر ہے" و تجب عن نفسہ و طفلہ الفقیر". انتھی ۔اور ہدایہ اولین ص:۱۸۸ر پر ہے" یخرج ذلک عن نفسہ و یخرج عن اولادہ الصغار". انتھی ملخصا ۔اور فتاوی رضویہ ج:۴ر ص:۴۶۷ر پر ہے" اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے دینا واجب ہے" ۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۵ر ص:۶۷ر پر ہے" مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے جب کہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو" ۔اھ۔

پھر اگر یہ نابالغ اولاد مالک نصاب ہوں تو انہیں کے مال سے ادا کریں ورنہ اپنے مال سے ادا کیا جائے گا جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱ر ص:۱۹۲ر پر ہے" اذا کان للولد الصغیر او المجنون مال فان الاب اووصیہ او جدھما یخرج صدقۃفطر انفسھما و رفیقھما من مالھما". انتھی. اور ہدایہ اولین ص:۱۸۹ر پر ہے" ولا مال الصغار فان کان لھم مال یؤدی من مالھم عند ابی حنیفۃو ابی یوسف ". انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ۵ر ص:۶۷ر پر ہے" جب کہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے" ۔اھ۔

(۲) اور عید الفطر کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کرے جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:۱ر ص:۱۹۲ر پر ہے" وقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر" انتھی ۔اور ہدایہ اولین ص:۱۹۰ر پر ہے" ووجوب الفطرۃیتعلق بطلوع الفجر من یوم الفطر". انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ۵ر ص:۶۷ر پر ہے" عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے" ۔اھ۔

استحباب کے متعلق عالمگیری ج:۱ر ص:۱۹۲ر پر ہے" والمستحب للناس ان

یخرجوا الفطر بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی "انتھی۔اور البحرالرائق ج:۱ص:۴۴۵ پر ہے" **وصرح بہ فی کافیۃ فقال ویستحب ان یخرج الناس الفطرۃ قبل الخروج الی المصلی یعنی بعد طلوع الفجر من یوم العید** "انتھی ۔اورردالمحتار ج:۳ص:۳۲۲ پر ہے" **و یستحب اخراجھا قبل الخروج الی المصلی بعد طلوع فجر الفطر**" .انتھی۔

عید کے دن گھر آئے مہمان کا گھر والوں پر صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔اگر وہ خود صاحب نصاب ہوتو اپنا صدقۂ فطر خود ادا کرے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۴ص:۴۹۵ پر ہے ''مہمان کا صدقہ میزبان پرنہیں وہ اگر صاحب نصاب ہیں۔اپنا صدقہ آپ دیں''۔اھ۔

اور رہے بالغ اولاد تو اگر وہ انکی عیال میں سے ہوں اور اگر انکی طرف سے ادا کیا تو استحسانا ادا ہو جائیگا جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۹۳ پر ہے''**وان کانوا فی عیالہ و لو ادی عنھم او عن زوجتہ بغیر امرھم اجزاھم استحسانا**'' .انتھی ۔اورردالمحتار ج:۳ص:۳۱۷ پر ہے'' **لا عن زوجتہ وولدہ الکبیر العاقل ،ولو ادی عنھما بلا اذن اجزا استحسانا للاذن عادۃ ای لو فی عیالہ**'' .انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ:۵ص:۶۹ پر ہے''عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا۔بشرطیکہ اولاد اسکی عیال میں ہو یعنی اسکا نفقہ وغیرہ اسکے ذمہ میں ہو''۔اھ۔

اگر بالغ اولاد ماں باپ کی عیال میں نہ ہو اور اسی طرح کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کیطرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہے تو ان سے اجازت لے لے بغیر اجازت ادا کرنے سے ادا نہ ہو گا جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۹۳ پر ہے''**ولا یجوز ان یعطی عن غیر عیالہ الا بامرہ**'' انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ:۵ص:۶۹/۷۰ پر ہے''ماں،باپ،دادا،دادی،نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اسکے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا''۔اھ۔اور فتاوی عالمگیری ج

:ا/ص:۱۹۳/ پر ہے''و الاصل ان صدقة الفطر متعلقة بالولاية والمؤنة كل من كان عليه ولاية ومؤنةونفقة فانه تجب عليه صدقة الفطر فيه والا فلا'' .انتهى. وهوتعالى اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ: سید وسیم پرویز مصباحی منظری
۹/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جو قبرستان کے پاس واقع ہے اس میں اس قدر زیادہ مچھر آجاتے ہیں کہ نمازیوں کو نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے تو کیا ان مچھروں کو بھگانے کے لئے مورٹین یا کچھوا بتی سلگائی جاسکتی ہے جبکہ مورٹین میں ایسی بو ہے جس سے لوگوں کو نہ فرحت ملتی ہے اور نہ انہیں تنفر ہوتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں مساجد میں مورٹین کچھوا بتی جلانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : اگر ایسی بو ہو جس سے لوگ تنفر کرتے ہوں تو ایسی چیز کو مسجد میں لے جانا بالکل جائز نہین جیسا کہ حدیث شریف میں ہے'' ان ابا سعيدالخدری حدثه انه ذكر عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الثوم و البصل و قيل يا رسول الله واستد ذلک كله الثوم افتحرمه فقال النبی صلى الله تعالى عليه وسلم كلوه و من اكله منكم فلا يقرب هذا المسجد حتى يذهب منه ريحه'' (ابو داؤد شريف حصه : ۲/ص : ۵۳۵) اور حدیث شریف میں ہے''من اكل هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فان الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الانس''(مسلم شريف ص: ۲۰۹ و بخاری شریف ج: ۲/ص: ۸۲۰) اور فتاوی رضویہ ج:۳/ص:۵۹۷/ پر ہے'' مسجد میں بدبو کا لے جانا کسی طرح جائز نہیں''۔اھ۔ اور بہار

شریعت حصہ:۳ص:۱۵۴ پر ہے ”مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بد بو ہو“۔اھ ملخصا۔

اور اگر ایسی بو ہو جس سے لوگ تنفر نہیں کرتے ہوں یا بدبودار چیز سے بو کو دور کر دیا جائے تو اسکو مسجد میں لے جانا درست ہے جبکہ اس میں کوئی نجس چیز نہ ہو جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ”حتی یذهب ریحه“ .انتھی۔اور فتاوی رضویہ ج:۳ ص:۵۹۸ پر ہے ”ہاں مٹی کے تیل میں بعض انگریزی عطر جس کو لونڈر کہتے ہیں ملانے سے اسکی بدبو بالکل جاتی رہتی ہے اس صورت میں جائز ہو جائیگا بشرطیکہ اس لونڈر میں اسپرٹ وغیرہ کوئی ناپاک شئی نہ ہو ورنہ ناپاک تیل کا بھی مسجد میں جلانا جائز نہیں“۔اھ۔اور فتاوی رضویہ ج:۳ ص:۵۹۸ پر ہے ”مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جبکہ اسکی بو کو بالکل دور کر دی جائے“۔اھ۔

لہذا اگر مورٹین میں ایسی بو ہی نہ ہو جس سے لوگ تنفر کرتے ہوں یا ایسی بو تو ہو کہ جس سے لوگ تنفر کرتے ہوں لیکن کسی طرح اس بو کو زائل کر دیا ہو تو اسے مسجد میں جلانا جائز جبکہ کسی نجس چیز کی اس میں آمیزش نہ ہو اور اگر لوگ اسکی بو سے تنفر کرتے ہوں اور اسکی یہ بو کسی طرح زائل بھی نہ کی گئی ہو تو اسے مسجد میں جلانا جائز نہیں۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**:سید وسیم پرویز مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۸ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ عورتوں کا بے پردہ شادیوں میں لے جانا اور غیر محرموں کا دلھن کی منہ دکھائی کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : عورتوں کا بے پردہ شادیوں میں لے جانا اور دلھن کا چہرا غیر محرموں کو دیکھنا اور دکھانا ممنوع و ناجائز ہے جیسا کہ قرآن

مجید میں ارشاد باری تعالی ہے﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولی ﴾ (الاحزاب آیت: ۳۳) اوردرمختار ج:۹/ص:۵۳۲/ پر ہے" و اما فی زماننا فمنع من الشابة". انتھی ۔اورردالمحتار ج:۹ص:۵۳۲/ پر ہے" النظر الی وجه الاجنبیة الحرة لیس بحرام و لکنه یکره لغیر حاجة "انتھی ۔اورفتاوی رضویہ ج:۹/ص:۱۰۲/ پر ہے"جوان عورت کو چہرہ کھول کربھی سامنے آنا منع ہے" ۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۱۶/ص:۹۷/ پر ہے"اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائیگی" ۔اھ۔وھو تعالی اعلم

کتبـــہ: سیدوسیم پرویز مصباحی منظری — الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

۲۲/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ — محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ بھینس یا گائے کی جگالی زید کے کپڑے پرلگ گئی تو ایسی صورت میں کیا کپڑا پاک کیاجائے گایانہیں؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللھم انت الموفق للصواب : ہرجانور کی جگالی اس کے گوبر یا مینگنی کے حکم میں ہے جیسا کہ فتاوی عالم گیری میں ہے"جرة کل شئی مثل سر قینه"انتھی.(عالم گیری ج:۱/ص:۴۸)اورتاتارخانیہ"کتاب الطہارۃ"میں ہے"وما یعود من جوف الدابةثم یعود،حکمه حکم الروث وا لبعر "انتھی.(تاتارخانیہ ج:۱/ص:۳۲۴)اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشادفرماتے ہیں "و قال المحقق ایضا فی باب الانجاس مرارة کل شئی کبوله و اجتراره کسر قینه.قال فی التنجس لانه واراه جوفه الا تری ان ما یواری جوف الا نسان بان کان ماء ثمقاء فحکمه حکم بوله ". انتھی. اور بہارشریعت حصہ:۲/ص:۸۵/ پر حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں"ہر چوپائے کی جوگالی کا وہی حکم ہے جواس کے

پاخانہ کا‘‘۔اھ۔اور گائے یا بھینس کا گوبر نجاست غلیظہ ہے لہذا اس کی جگالی بھی نجاست غلیظہ ہوگی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ’’حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، سور کا پاخانا پیشاب اور گھوڑے کی لید اور ہر حلال چوپائے کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی یہ سب نجاست غلیظہ ہیں‘‘۔اھ ملخصا۔(بہار شریعت حصہ:۲/ص:۸۵/۸۴)

لہٰذا اگر بھینس یا گائے کی جگالی کپڑے پر لگ گئی تو اگر ایک درہم یا اس سے کم ہے تو معاف ہے اور اگر ایک درہم سے زیادہ لگی تو کپڑا ناپاک ہوگیا اور اس کو دھونا ضروری ہے۔فتاوی عالم گیری میں ہے’’الاول المغلظه عفی منها قدر الدرهم فاذا اصاب الثوب اکثر من قدر الدرهم یمنع جواز الصلاۃ‘‘انتهی ملخصا. (عالم گیری ج:۱/ص:۴۶/۴۵)واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم | **کتبــــــہ**: محمد عالم مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ | ۲۱/ربیع الغوث ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید جو بکر کا بھائی ہے اس کی شادی بکر کی رضاعی بہن ہندہ سے ہوئی زید وہندہ کا ایک لڑکا خالد ہے جس کا نکاح بکر کی بیٹی زینب سے کیا جانا طے ہوا۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ خالد کا زینب کے ساتھ نکاح شرعی صحیح ہے؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب : خالد کا نکاح زینب کے ساتھ صحیح وجائز ہے کیونکہ بکر کی بیٹی خالد کی ماموں زاد یا چچا زاد بہن ہوئی اور ماموں زاد بہن کے

ساتھ نکاح صحیح ہے کیونکہ یہ رب تعالی کے ارشاد ''و احل لکم ما وراء ذلکم ''(پارہ :۵رکوع: ۱) میں داخل ہےاوررب تعالی ارشادفرماتا ہے﴿یاایھاالنبی انا احللنا لک ازواجک التی آتیت اجورھن وماملکت یمینک مما آفاء اللہ علیک وبنات عمک وبنت عمٰتک وبنٰت خالک وبنٰت خالٰتک ﴾(پارہ:۲۲رکوع: ۳)اور فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۲۹۰/پر ہے''چچا،ماموں ،خالہ، پھوپھی کی اولادکو بہن بھائی کہناایک مجازی بات ہے جسے ہرگز آیت کریمہ محارم کے کلمات اخواتکم یا بنات الاخ وبنات الاخ کسی اسلامی مذہب میں شامل نہیں بلکہ نص قطعی قرآن عظیم گواہ ہے کہ یہ عورتیں ہرگز بہنوں میں داخل نہیں''۔اھ۔پھرجن سےنسبا نکاح جائز ہے رضاعۃً بھی صحیح ونافذ۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبہ** : محمدعالم رضوی مصباحی منظری

محمدافروزعالم نوری بریلوی غفرلہ ۲۲/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کا کہنا ہے کہ حالت نوم میں اس کو بشارت ہوئی ہے کہ فلاں جگہ پرمزارشریف ہےتم اس کو بنواؤلہذا زید نے وہاں پر پکی قبر بنوادی ہےاورلوگ وہاں پرفاتحہ پڑھ رہے ہیں کیا زید کےخواب کے مطابق مزار بنانااوروہاں فاتحہ پڑھناصحیح ہے یانہیں؟ کچھ لوگ مزار بنانے کے لیے فتنہ وفساد کررہے ہیں۔اس قبراورزیداوروہاں پرفاتحہ پڑھنے والوں کے بارے میں کیاحکم ہے؟قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب : بغیرثبوت شرعی مزار بنانا اوراس پرفاتحہ پڑھناسب ناجائزوگناہ ہے کہ عام لوگوں کاخواب چونکہ شیطانی بھی ہوسکتا ہےاس لئے شرع مطہرمیں اس کااعتبارنہیں خاص کرخلاف شرع امورمیں کہ ان میں اخیارکاخواب بھی

مسموع نہیں جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح ج:۸/ص:۴۳۱(کتاب الرؤیا)میں ہے’’فیه بیان ان لیس کل مایراہ الانسا ن فی منامه یکون صحیحا ویجوز تعبیرہ‘‘انتھی۔اورحضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں’’درشریعت غرا احکام خواب راصحت نمی شمارند‘‘۔اھ۔(فتاوی عزیزیہ ج:۱/ص:۱۵۳)محض خواب کی بنیاد پر بلاثبوت شرعی کسی جگہ کو قبر قرار دینا سخت ناجائز وحرام ہے کہ مصنوعی قبر کی زیارت کرنے والے پر حدیث شریف میں خدا کی لعنت فرمائی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے’’لعن الله من زار بلا مزار‘‘انتھی .(کتاب السراج بروایت خطیب بحواله فتاوی عزیزیه ج: ۱/ص: ۱۴۴) اوراعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں’’فرضی مزار بنانا اوراس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز وبدعت ہے اورخواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہوسکتی‘‘۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۱۱۵)

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس مصنوعی قبر کو قبر نہ سمجھیں اورنہ وہاں حاضر ہوکر فاتحہ وغیرہ پڑھیں ورنہ سخت گنہگار خدا کی لعنت کے حقداراور مستحق عذاب نار ہونگے۔اگر زیداوروہاں کے مسلمان دینی شعوررکھتے ہیں،خداورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے آگے سرتسلیم خم رکھتے ہیں توانہیں حکم شرع ہے کہ فتنہ وفساد نہ کریں بلکہ حکم شرع کو قبول کریں اوراس مصنوعی قبر کے نشانات کو ختم کردیں تاکہ اجنبی اوربعد کے مسلمان اسے قبر سمجھ کرخدا کی لعنت کے مستحق نہ ہوں خدائے تعالی کاارشاد ہے﴿ ولا تعاونو اعلی الاثم والعدوان ﴾(المائدہ) اورحضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی تحریر فرماتے ہیں’’لہذا قبر مذکور پر فاتحہ پڑھنا اس کے عرس میں شرکت کرنا اورکسی طرح اس کا تعاون کرنا جائز نہیں کہ اندیشۂ لعنت وگناہ ہے‘‘۔اھ۔ (فتاوی فیض الرسول ج:۱/ص:۴۷۱)

اوروہاں کے ذمہ داران پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ لوگوں کواس فرضی مزار پر حاضری دینے

اور فاتحہ پڑھنے اور اس مزار کے بنوانے میں کسی بھی طرح کے تعاون سے روکیں ۔وا للہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ : محمد عالم رضوی مصباحی منظری
۲۳؍ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مسجد تعمیر ہونے کے کچھ سال بعد داخل مسجد میں حجرہ بنادیا گیا اب اس میں اذان وغیرہ ہورہی ہے تو اس کے بارے میں شرعا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب : بعد تمام مسجدیت داخل مسجد میں حجرہ بنادینا جائز نہیں اور اس حجرے کا حکم عین مسجد کا حکم ہے اس لئے کہ وقف میں تغییر وتبدیل جائز نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۲؍ص:۴۹۰؍ پر ہے ''ولا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ''. انتھی ۔اور فتح القدیر ج:۶؍ص:۲۱۲؍ پر ہے ''الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ'' انتھی. اور فتاوی رضویہ میں اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ''جو زمین مسجد ہوچکی اس کے کسی حصہ، کسی جز کا غیر مسجد کر دینا اگرچہ متعلقات مسجد ہی سے کوئی چیز ہو حرام قطعی ہے'' ۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۶؍ص:۴۶۶)

اور جب اس حجرہ کا حکم حکم مسجد ہی ہے تو اس حجرہ میں اذان دینا بھی جائز نہیں فتاوی عالم گیری ج:۱؍ص:۵۵؍ پر ہے ''وینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذا فی فتاوی قاضی خاں'' انتھی . اور البحر الرائق ج:۱؍ص:۴۴۴؍ پر ہے ''ولا یؤذن فی المسجد'' انتھی. اور طحطاوی علی المراقی ص:۱۹۷؍ پر ہے ''و یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم'' انتھی ۔اور فتح القدیر ج:۱؍ص:۲۵۰؍ پر ہے''

و اما الاذان فعلى المئذنة فان لم يكن ففى فناء المسجد وقالوا لا يؤذن فى المسجد" انتهى .

لہذا وہاں کے مسلمانوں پرلازم ہے کہ اس حجرے کوتوڑ کر خارج مسجد میں بنائیں اوراذان بھی خارج مسجد ہی میں پڑھیں تاکہ ناجائز وحرام فعل کے مرتکب نہ ہوں بہار شریعت حصہ:۱۰رص:۸۲ر پر ہے "مسجد کی چھت پرامام کے لئے بالا خانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجدیت ہوتو بنا سکتا ہے اور مسجد ہو جانے کے بعد نہیں بنا سکتا بلکہ اگر دیوار مسجد پر حجرہ بنانا چاہتا ہوتو اس کی بھی اجازت نہیں اگر اس قسم کی کوئی ناجائز عمارت چھت یا دیوار پر بنادی گئی ہوتو اسے گرا دینا واجب ہے"۔اھ ملخصا۔**وا للہ تعالی اعلم وعلمه اتم واحکم**

کتبــــه :محمد عالم رضوی مصباحی منظری

۶رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسـئـلـه : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مسجد کے مائک سے سحری،افطار، تیجہ،میلاد شریف وغیرہ کا اعلان کرنا کیسا ہے؟**بینو اتو جروا**

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب بعون الملک العزیزالوهاب : مسجد کا مائک اگر مسجد کی آمدنی سے خریدا گیا یا کسی نے وہ مائک مسجد کے لئے وقف کیا اوراس نے مائک صرف اذان پڑھنے کے لئے دیا تھا تو ایسی صورت میں اس کو دوسرے اعلانات میں استعمال کرنا جائز نہیں اور نہ ہی کرائے پر دینے کی اجازت،اس لئے کہ وقفی چیزوں میں واقف کی شرط کا شارع علیہ السلام کی نص کی طرح اتباع کرنا واجب ہوتا ہے اور اس میں کوئی بھی تغییر وتبدیل جائز نہیں فتاوی رضویہ ج:۶رص:۴۵۵ر پر ہے "وہ جو مسجد پراس کے استعمال میں آنے کے لئے وقف ہیں انہیں کرائے پر دینا حرام، لینا حرام کہ جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف پھیرنا ناجائز ہے

اگر چہ وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدے کی ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم واجب الاتباع ہے"۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۱۰ر ص:۸۲؍ پر ہے" مسجد کا کوئی حصہ کرائے پر دینا کہ اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی حرام ہے اگر چہ مسجد کو ضرورت بھی ہو"۔اھ۔اوراسی حصہ کے ص:۸۴؍ پر ہے" مسجد کی اشیاء مثلا لوٹا چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے" ۔اھ۔

اوراگر واقف نے یا لوگوں نے چندہ کر کے اس نیت کے ساتھ دیا تھا کہ مسجد کی اذان اور دیگر کاموں کے اعلانات بھی اس سے ہونگے تو اس سے یہ اعلانات کر سکتے ہیں فتاوی بحر العلوم ج:۱ر ص:۱۵۹؍ پر ہے" لاوڈ اسپیکر اگر مسجد کی آمدنی سے خریدا گیا ہے تو اسے کسی دوسری چیز کے اعلان میں صرف نہیں کیا جا سکتا اور اعلان کر دیا تو معاوضہ مسجد کو ادا کر دینا پڑیگا اور لوگوں نے چندہ کر کے اس نیت سے لگایا ہو کہ اس سے مسجد کا کام بھی ہوگا اور افادہ عام کے لئے بھی ہوگا تو کوئی حرج نہیں"۔اھ۔ وا للہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد عالم رضوی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۵؍ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ کسی مومن کی تجہیز وتکفین کا سارا خرچہ کوئی کافر اٹھائے تو درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب : اگر مومن مرحوم کے اقربا اور یہ نہ ہوں تو مسلمین اس لائق ہیں تو کسی کافر سے اس کی تجہیز وتکفین کے لئے خرچ لینے کی اجازت نہیں جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ ج:۳ر ص:۸۷؍ پر ہے" ولم یبین فی الکتاب ان الابن المسلم اذا مات ولہ اب کافر ھل یمکن ابوہ الکافر من القیام بغسلہ و تجہیزہ؟

وینبغی ان لا یمکن من ذلک بل یفعله المسلمون“انتھی ۔اورعلامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں” اذالم یکن للمسلم قریب مسلم فیتولی تجھیزہ المسلمون“ انتھی ۔(ردالمحتار ج:۳/ص: ۱۳۴)اورفتاوی رضویہ ج:۶/ص:۴۶۰/پر ہے”نامسلم کاعطیہ کہ اس کے اپنے مال سے ہوخصوصا اپنے اسلامی کام میں نالینا چاہئے“اھ۔اورصفحہ۵۰۶/پر ہے”ہندو سے کسی کاردینی میں مدد نہ لی جائیگی وہ اس میں مسجد ومسلمانان پراپنا احسان سمجھے گا“اھ۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد عالم مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۲/ذی الحجہ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مسجد دومنزلہ ہے پہلی منزل کی چھت پر جاکر کچھ لوگ سنن ونوافل ادا کرلیتے ہیں ان کا یہ عمل کہاں تک درست ہے؟حکم شرع بیان فرمائیں؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب : مسجد کی چھت پر بلاضرورت نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مسجد کی بے ادبی ہے جیسا کہ فتاوی شامی ج:۲/ص:۴۲۸/پر ہے”ثم رأیت القھستانی نقل عن المفید کراھة الصعود علی سطح المسجد.۱۵ .ویلزمه کراھة الصلاۃ ایضا فوقه“انتھی .ہاں اگر جماعت ہورہی ہے اور مسجد نمازیوں پرتنگ پڑرہی ہے تو ایسی صورت میں مسجد کے بالائی حصہ پرنماز پڑھ سکتے ہیں فتاوی عالم گیری ج:۵/ص:۳۲۲/پر ہے”الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولھذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لا یکرہ الصعود علی سطحه للضرورۃ کذافی الغرائب“انتھی . اورفتاوی رضویہ

ج:۳۰/ص:۵۷۵/پر ہے ’’مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے ہاں اگر مسجد جماعت پر تنگی کرے نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کرلیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے بشرطیکہ حال امام مشتبہ نہ ہو‘‘ اھ۔ اور فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۴۲۰/پر ہے ’’ بالجملہ زیر سقف نماز پڑھنا مطلقا جائز ہے اور چھت پر بحال ضرورت تو مطلقا اور بلا ضرورت صرف اس صورت میں کہ بانی سے تحقیق طور پر ثابت ہو کہ مسجد صرف علو کو کیا اور اسے تابع رکھا باقی صورتوں میں چھت پر نماز سے احتراز ہو‘‘۔ اھ۔ **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــــــــہ** : محمد عالم مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۹/شوال ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک زمین زید اور کمیٹی والوں نے گورنمنٹ سے الاٹ کرالی اس میں مدرسہ تعمیر کرلیا اور ٹین ڈال کر تعلیم شروع ہوگئی اب کچھ دوسری تنظیمیں اس پر مدرسے کے علاوہ دوسرے کاموں کے لئے قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ زمین مدرسہ کے علاوہ دوسرے کاموں میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ **بینوا وتوجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب : صورت مسئولہ میں اگر وہ زمین ایسی ہے جس کا کوئی مالک نہیں ہوتا اور گورنمنٹ اس میں بذات خود تصرف کرتی ہے تو ایسی زمین حقیقۃً اور عندالشرع گورنمنٹ کی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ وہ بیت المال کی ہوتی ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۴۵۹/پر ہے ’’شہر کی زمین پر جس کا کوئی مالک نہیں ہوتا اور والیان ملک اس میں بطور خود تصرف کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں جو چاہتے ہیں بنواتے ہیں ایسی زمین پر باجازت راجہ بنی ملک کی غیر مملوک زمین اللہ عزوجل کی ملک ہوتی ہے بیت المال کی کہلاتی ہے راجہ

اس کا مالک نہیں ہوتا‘‘۔اھ۔پس جب اس زمین کو گورنمنٹ نے مدرسہ کے نام سے الاٹ کر دیا اور مسلمانوں نے اس کو مدرسہ قرار دیکر اس میں تعلیم شروع کرادی تو وہ زمین مدرسہ کے لئے عندالشرع وقف ہوگئی جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶رص:۴۵۹ر پر مسجد کے تعلق سے ہے’’جب مسلمانوں نے اسے مسجد قرار دیا اس میں نمازیں مسجد سمجھ کر پڑھیں مسجد ہوگئی‘‘۔اھ۔اور فتاوی فقیہ ملت ج:۲رص:۱۸۱ر پر قبرستان کے بارے میں ہے’’قبرستان مذکور کو اگر واقعی گورنمنٹ نے مسلمانوں کے مردے دفن کرنے کے لئے چھوڑا ہے اور مسلمان اسے قبرستان قرار دے کر اس میں مردے دفن کررہے ہیں تو وہ عندالشرع وقف ہے‘‘۔اھ۔اب مدرسہ کی اس زمین کو کسی دوسرے کاموں میں دینا جائز نہیں کہ یہ تغییر وقف ہے اور تغییر وقف جائز نہیں ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۲ر ص:۴۹۰ر پر ہے’’ولا یجوز تغییر الوقف عن هیئته‘‘انتهی ۔اور فتح القدیر ج:۶رص:۲۱۲پر ہے’’الواجب ابقاء الوقف علی ما کا ن علیه دو ن زیادة‘‘.انتهی . اور فتاوی رضویہ ج:۶رص:۳۳۲ر پر ہے’’وقف صحیح ہوجانے کے بعد اس میں کسی تبدیلی کا اصلا اختیار نہیں‘‘۔اھ۔

لہذا کسی بھی تنظیم کو جائز نہیں کہ اس مدرسہ کی زمین کسی دوسری غرض کے لئے استعمال کریں۔وهو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد عالم رضوی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۹رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید اپنے آپ کو سنی کہتا ہے لیکن وہ کسی بھی امام کی تقلید سے منع کرتا ہے کہتا ہے تقلید کیا کرنا کسی کی؟ خدا اور سول نے جو حکم دیا بس اسی پر عمل کرتے رہئے۔زید کے لئے کیا حکم ہے اور اس کا قول مذکور کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم انت الموفق للصواب : تقلید کرنا جائز و مستحسن ہی

نہیں بلکہ واجب ہے اور یہ تقلید ارشاد خداوندی، حدیث رسول اور تفاسیر واقوال فقہا سے ثابت ہے۔
اللہ تعالی کا ارشاد عالیشان ہے﴿اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم﴾یعنی تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور حکم والوں کی جو تم میں سے ہوں (النساء: ۵۹) اس آیت کے تحت امام رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر ج:۱۰/ص:۱۲۰/۲۱/پر فرماتے ہیں" الآیة دالة علیه لانه تعالی اوجب طاعة اولی الامر والذین لهم الامر والنهی فی الشرع لیس الا هذاالصنف من العلماء لان المتکلم الذی لامعرفة له بکیفیة استنباط الاحکا م من النصوص لا اعتبا ر بامره ونهیه" انتهی . اور مسلم شریف ج:۱/ص:۵۴/پر ہے" عن تمیم الداری ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال الدین النصیحة قلنا لمن قا ل لللّه ولکتابه ولرسوله ولأئمة المسلمین وعامتهم".انتهی . امام نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں "وقد یتناول ذلک علی الأئمة الذین هم علماء الدین و ان من نصیحتهم قبول ماروو ه وتقلیدهم فی الاحکام واحسان الظن بهم"انتهی ۔اور فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۳۳۳/پر ہے" رجوع العامی الی قول المفتی وجب بالنص بالاجما ع"انتهی ۔
ان جزئیات سے واضح ہوا کہ عام لوگوں پر ان علماء وائمہ مجتہدین کی تقلید کرنا واجب جو علماء احکام اور مسائل کو مستنبط کرتے ہیں اور زید کا تقلید ائمہ سے منع کرنا یہ واجب سے روکنا ہے زید گمراہ ہے توبہ و استغفار کرے اور اگر حکم شرع نہ مانے تو لوگ اس کا بائیکاٹ کریں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے﴿واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾(الانعام:۶۸)وهو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ : محمد عالم رضوی مصباحی منظری
۴/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ رات میں قربانی کرنے کا کیا حکم ہے؟ خصوصا ان جگہوں میں جہاں گائے وغیرہ کی قربانی دن میں نہیں کی جاسکتی اگر رات

میں کی جائے تو کوئی حرج تو نہیں؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب : رات میں قربانی کریگا تو ہو جائیگی مگر رات کو ذبح کرنا مکروہ ہے جیسا کی فتح القدیر ج:۹/ص:۵۲۸/پر ہے "ویجوز الذبح فی لیالیھا الا انہ یکرہ". انتھی .ھکذا فی تاتار خانیہ ج:۱۷/ص:۴۲۰۔اور فتاوی عالمگیری ج:۵/ص:۲۹۵/پر ہے "الا انہ یکرہ فی اللیل" انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ:۱۵/ص:۱۳۶/پر ہے "دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے"۔اھ۔

البتہ جن جگہوں میں گائے کی قربانی قانونی جرم ہو وہاں اگر رات کو بھی قربانی کی جائے گی تو اس کی اطلاع حکام تک پہونچنے کا امکان ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنا خود کو ذلت کے لئے پیش کرنا ہے لہذا ایسی جگہوں میں رات کو بھی گائے کی قربانی نہ کی جائے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۸/ص:۴۴۷/پر ہے "جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرھما گاؤ کشی کی قانونا ممانعت ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کریگا البتہ اثارت فتنہ وفساد اس کی طرف منسوب ہوسکتی ہے اور قانونا مجرم قرار پائیگا اور اس امر کو ہماری شریعت مطہرہ بھی روا نہیں رکھتی"۔اھ۔**واللہ تعالی اعلم**

کتبہ :محمد رضوان نوری مصباحی منظری
۱۹/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا اس کے بعد زید صبح کو کام پر چلا گیا اور ہندہ سے کہہ گیا میکے مت جانا پھر بھی ہندہ نہیں مانی اور وہ میکے چلی گئی اس کے بعد زید نے فون پر اپنے سالے سے دو بار طلاق، طلاق کہا اور زید اس کا مقر بھی ہے زید کے لئے کیا حکم ہے اور ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللھم انت الموفق للصواب : صورت مسئولہ میں جب زید مقر ہے تو ہندہ پر دو طلاقیں رجعی واقع ہوگئیں کہ شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے" **الطلاق یثبت بالاقرار او البینة** "انتھی اگر اس سے پہلے ایک طلاق نہیں دی ہے تو شوہر کو عدت کے اندر، اندر رجعت کا اختیار ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿**الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان**﴾(البقرہ: ۲۲۹) اور فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۴۷۰ پر ہے" **واذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة اوتطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلک او لم ترض** "انتھی ۔فتاوی رضویہ ج:۵ ص:۶۲۲ پر ہے" دو طلاقیں رجعی واقع ہوئیں حکم ان کا یہ ہے کہ مابین عدت کے رجعت کا اختیار ہے اور بعد انقضاء عدت عورت اگر چاہے اس سے نکاح جدید کرسکتا ہے"۔اھ۔اور صفحہ ۶۲۱ پر ہے" جب تک عدت میں ہے وہ عورت کو رجعت کرسکتا ہے یعنی اتنا کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی اگر پہلے کبھی ایک طلاق نہ دے چکا ہو ورنہ ایک وہ اور دو یہ مل کر تین ہوگئیں عورت نکاح سے نکل گئی حلالہ کی ضرورت ہوگی"۔اھ۔اور رجعت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ میں نے تجھے پھیر لیا، روک لیا اور اس پر دو گواہ کرلے پھر رجعت کی خبر عورت کو بھی دے اور اگر مرد عورت زوجین کے تعلقات قائم کرلیں یا عورت کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا جماع کیا رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہوگی جیسا کہ بہار شریعت حصہ:۸ ص:۶۳۰ پر ہے" اور اگر فعل سے رجعت کی مثلا اس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے"۔اھ۔ اور مختصر القدوری ص:۱۴۹ پر ہے" **والرجعة ان یقول لها راجعتک او راجعت امرأتی او یطأهااو یقبلها او یلمسها بشهوة او ینظر الی فرجها بشهوة** ". انتھی ۔اب زید جب بھی ہندہ کو ایک طلاق دیگا عورت مغلظہ ہوجائیگی اور پھر بے حلالہ کے زید کے نکاح میں نہیں آسکے گی جیسا کہ

فتاوی رضویہ ج:۵رص:۶۲۱ر پر ہے ”یوں ہی اگر پہلے طلاق نہ دی تھی یا دو دی ہیں تو آئندہ جب کبھی ایک طلاق دیگا عورت بے حلالہ کے نکاح میں نہ آسکے گی“ اھ۔ **وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــہ** :محمد عالم رضوی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۷ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت مسئلۂ مندرجہ میں کہ اسماعیل دہلوی کے تعلق سے حضور اعلی حضرت فاضل بریلوی نے کفر سے سکوت کیوں فرمایا؟ بیان فرما کر دل کو تسلی عطا فرمائیں؟ **بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی.

الجواب بعون الملک العلام : اسماعیل دہلوی کو صراط مستقیم ص:۱۴۸ر(مطبوعہ دار الکتاب دیوبند) پر مسطور عبارت قبیحہ شنیعہ کفریہ ”اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں (نماز میں) اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے“۔اھ۔اور تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے جمہور فقہائے کرام نے کافر قرار دیا ہے ۔

اب رہا یہ سوال کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے سے کیوں سکوت فرمایا؟ تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ کفر کی دو قسمیں ہیں (۱) صریح متعین (۲) صریح متبین ۔(۱) صریح متعین وہ ہے کہ کوئی کلمہ کفریہ ہو اور اس میں کوئی تاویل بعید وقریب اس کے اسلام کی طرف نہ ہو۔ایسے کفریہ کلمہ کے قائل کو فقہا اور متکلمین سب کافر کہتے ہیں۔ (۲) صریح متبین وہ ہے کہ کوئی کلمہ کفریہ ہو اور اس میں کوئی تاویل قریب اس کے اسلام کی طرف نہ ہو البتہ کوئی تاویل بعید ہو۔ایسے قائل کو فقہا تو کافر کہتے ہیں لیکن متکلمین اس کو کافر کہنے سے احتراز و احتیاط کرتے ہیں۔جیسا کہ علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”جمہور فقہاء کرام

ایسے کلام جو کفری معنی میں صریح متبین ہو قائل کو کافر کہتے ہیں۔لیکن محققین فقہاو متکلمین فرماتے ہیں کہ اگر قائل کی نیت معلوم نہیں اور اس کلام میں کسی تاویل کی گنجائش ہے اگر چہ وہ بعید ہو ہم اسے کافر کہنے سے زبان روکیں گے۔جس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ حضرات صریح متبین پر تکفیر نہیں فرماتے ہاں اگر صریح متعین ہو تو یہ بھی کافر کہتے ہیں"۔انتہی ملخصاً۔(تحقیقات دوم ص:۴۱/۴۲)

جب یہ تفصیل واضح ہوگئی تو یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ اسماعیل دہلوی کے اقوال کفریہ دوسری قسم یعنی صریح متبین سے ہیں کہ ان میں تاویل بعید اور ضعیف احتمالات ہو سکتے ہیں اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی نے مقام اکفار میں احتیاط کرتے ہوئے متکلمین کا مذہب اختیار فرمایا ہے اسی لیے اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے سکوت فرمایا ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ (رسالہ سبحان السبوح) میں ہے"اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن و جلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:٦ ص:٣٦٥) البتہ جمہور فقہاء کرام اس کو کافر کہتے ہیں جیسا کہ الکوکبۃ الشہابیہ مطبوعہ رضا اکیڈمی ص:٦١/٦٢ پر ہے"اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلا شبہ جماہیر فقہاء کرام و اصحاب فتوی اکابر و علام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ ورجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض وواجب اگر چہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ ومختار و مرضی ومناسب"۔اھ۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کے زمانہ میں اسماعیل دہلوی کی اس کے اقوال کفریہ سے توبہ مشہور ہو گئی تھی، جیسا کہ"سل السیوف الھندیۃ علی مبلغ وھابیہ کا گریز" پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی علیہ الرحمہ

تحریرفرماتے ہیں کہ ”قول تو ایسا کفر صریح ہو جس میں تاویل بعید بھی متعذر ہو مگر اس قائل کی اس قول سے توبہ مسموع ہو پھر اگر اس توبہ کا ثبوت شرعی متحقق ہو جائے تو اس قائل کی تکفیر حرام بلکہ عند الفقہا خود کفر ہو گی اور اگر اس کا ثبوت شرعی نہ ہو مگر شہرت ہو تو کیف وقیل کی بنا پر اس قول کو قطعی یقینی کفر کہیں گے لیکن اس قائل کو کافر کہنے سے اجتناب برتیں گے۔ اسماعیل دہلوی کی بھی اس کے کفریات سے توبہ مشہور ہے“۔ اھ ملخصاً۔ اور فتاوی فقیہ ملت ج:۱ رص:۴۰ ر پر ہے ”اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال ۱۳۴۰ھ میں ہوا۔ اس وقت اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہو چکی تھی اس لیے آپ نے احتیاطا اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا“۔ اھ۔ وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــہ** : محمد عالم رضوی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۵ ر ربیع الغوث ۱۴۳۴ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یزید کو علی الاعلان کافر کہتا ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العلام : یزید باتفاق اہلسنت وجماعت فاسق وفاجر ومرتکب کبائر تھا البتہ ائمہ کے مابین یزید کی تکفیر کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کو کافر کہتے ہیں اور ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف یہ ہے کہ حکم تکفیر سے احتیاطا سکوت کیا جائے جیسا کہ شرح فقہ اکبر (مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت) صفحہ:۲۱۸ ر پر ہے ”اختلف فی اکفار یزید قیل نعم یعنی لماروی عنہ مایدل علی کفرہ من تحلیل الخمر ومن تفوھہ بعد قتل الحسین واصحابہ انی جازیتھم بمافعلوا باشیاخ قریش

وصناديدهم في بدر في امثال ذلك. وقيل لا اذلم يثبت لنا عنه تلک الاسباب الموجبة اى لكفره وحقيقة الامر التوقف فيه ومرجع امره الى الله سبحانه". انتهى ملخصا. اورچند سطروں کے بعد ہے "لايخفى ان ايمان يزيد محقق ولا يثبت كفره بدليل ظني فضلا عن دليل قطعي" انتهى. اورفتاوی رضویہ ج:۶ ر ص:۱۰۷ ر پر ہے "یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعا یقیناً باجماع اہل سنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اوران کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ لعن وتکفیر سے احتیاطا سکوت کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں"۔اھ۔

اور جو شخص یزید کو کافر کہے گا اس کو بھی کافر نہیں کہا جائے گا جیسا کہ فتاوی رضویہ نصف اخیر ص:۲۷۳ ر پر ہے "اور جو کہے وہ بھی مورد الزام نہیں کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہل سنت کا مذہب ہے" البتہ اس قول سے رجوع لازم اور توبہ واستغفار ضروری ہے کہ یہی ہمارے امام کا مذہب ہے۔ **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری غفرلہ

کتبہ: محمد عالم رضوی مصباحی منظری

۲۳ ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دی اس کے فوراً بعد دونوں ایک ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔ پھر زید کئی مہینوں کے بعد ایک دوسرے ملک میں روزگار کے لیے چلا گیا ادھر زید کے والد نے فون پر زید کو طلاق دینے کے لیے مجبور کیا تو زید نے اپنی بیوی ہندہ کو فون پر تین طلاق دیدیں جس کو اسکی بیوی اور والد نے فون پر سنا، آیا فون پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہو جائے گی تو عدت کا حکم کب

سے ہوگا یعنی فون پر خبر ملتے ہی عدت کے دن شمار کیے جائیں گے یا نہیں؟ اگر فون پر طلاق دینے کے دن سے عدت کے دن شمار کیے جائیں گے تو پھر چاند دیکھنے کی خبر فون پر مانی جائے گی یا نہیں؟ زید دہلی میں ہے وہ اپنے گھر والوں کو خبر دیتا ہے کہ یہاں مجمع عام نے چاند دیکھا ہے آیا یہ خبر مانی جائے گی یا نہیں؟ اگر ہندہ زید سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی صورت کیا ہے؟ **بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم انت الموفق للصواب : صورت مسئولہ میں زید نے اپنی بیوی کو جو ابتداءً ایک طلاق دی تھی اس سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ اور رجعت کے معنی یہ ہیں کہ جس عورت کو طلاق رجعی دی ہو عدت کے اندر اسے اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا، رجعت یا تو قول سے ہوگی جیسے کہ مرد عورت سے کہے میں نے تجھ سے مراجعت کی، یا فعل سے ہوگی جیسے مرد و عورت زوجین کے تعلقات قائم کرلیں یعنی مرد عورت کے ساتھ جماع کرے یا عورت کا بوسہ لے وغیرہ جیسا کہ بدائع الصنائع ج:۳/ص:۲۸۹/ پر ہے "**واما الفعل الدال علی الرجعة فھو ان یجا معھا او یمس شیئا من اعضائھا لشھوة او ینظر الی فرجھا عن شھوة**" انتھی. اور مختصر القدوری ص:۱۴۹/ پر ہے "**والرجعة ان یقول لھا راجعتک او راجعت امرأتی او یطأ ھا او یقبلھا او یلمسھا بشھوة او ینظر الی فرجھا بشھوة**" انتھی۔ اور صورت مسئولہ میں جب دونوں عدت کے اندر ہی ایک ساتھ رہنے لگے اور انہوں نے زوجین کے تعلقات قائم کرلیے، رجعت ہوگئی۔

اگر فون پر طلاق دینے والا واقعۃً زید ہی ہے تو فی نفسہ طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی لیکن اس طلاق کے ثبوت کے لیے شوہر کے اقرار یا گواہان شرعی کی حاجت ہوگی پس اگر زید طلاق دینے کا اقرار کرلے یا دو عادل گواہوں نے اس بات کی شہادت دی کہ ہم نے اس کو طلاق دیتے ہوئے سنا اور زید اور گواہوں کے درمیان فون یا کوئی اور ایسی چیز حائل نہ تھی جس سے کہ زید اور گواہ آمنے سامنے دکھائی نہ دیتے ہوں تو ان گواہوں کی گواہی سے حکم طلاق ہوگا اور عورت پر طلاق مغلظہ ہوگئی۔ اور اگر

گواہوں نے فون پر سنا، یا اور کوئی چیز حائل تھی جس سے کہ گواہ اور زید ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں تو اس صورت میں گواہ محض سماع کی وجہ سے شہادت نہیں دے سکتے جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:۳/ ص:۴۵۲/ پر ہے"**ولو سمع من وراء الحجا ب لا یسعه ان یشهد لاحتما ل ان یکون غیره اذا النغمة تشبه النغمة**". انتھی. اور فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۵۹/ پر ہے"اگر دو ثقہ عادل قابل قبول شرع ہیں تو تین طلاقیں ہوگئیں عورت بے حلالہ نکاح میں نہیں آسکتی بشرطیکہ بھائیوں نے اسے آنکھ سے دیکھا ہو اور اس کے قول مذکور کو کان سے سنا اور اگر وہ گھر ہی میں رہے اور یہ باہر ہی رہا تو محض شناخت آواز پر شہادت نہیں"۔اھ۔پس اگر زید اقرار کر لیتا ہے یا گواہان شرعی یہ شہادت دیدیں کہ فون پر اس نے ہی طلاق دی تھی تو اس صورت میں ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی کہ شرع مطہر کا قاعدہ ہے"**الطلاق یثبت بالاقرار او البینه**". انتھی۔

اور ہندہ کی عدت فون پر زید کے طلاق دینے کے وقت سے شمار کی جائے گی جیسا کہ اگر خط میں لکھ کر طلاق دی جائے تو مطلقہ کی عدت طلاق لکھنے کے وقت سے ہوگی بہار شریعت حصہ:۸/ ص:۸/ پر ہے"اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی"۔اھ۔

زید نے دہلی میں رویت ہلال کی بذریعہ فون جو اطلاع دی وہ باب رویت ہلال میں معتبر نہیں کہ فون پر چاند کی خبر تو دی جا سکتی ہے لیکن یہ خبر رویت ہلال کے لیے مثبت نہیں ہوگی کہ اس کے لیے شہادت درکار رہے خبر نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری کے حوالہ سے تحریر کیا گیا۔اور بدائع الصنائع ج:۵/ص:۳۹۸/ پر ہے"**ان النغمات یشبه بعضها بعضا**". انتھی ۔اور فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۵۲۷/ پر ہے"یوہیں ٹیلیفون کہ اس میں شاہد و مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے اور علما تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہو سکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے"۔اھ۔اور صفحہ:۵۲۸/ پر ہے"ٹیلیفون دینے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر چہ آواز پہچانی جائے کہ آواز مشابہ آواز ہوتی ہے، اگر وہ کوئی شہادت دے معتبر نہ ہوگی اور اگر کسی بات کا اقرار کرے تو سننے والے کو اس پر گواہی دینے کی اجازت

نہیں''۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۵/ص:۱۱۰/ پر ہے''تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال ثابت نہیں ہوسکتی نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے''۔اھ۔

اب ہندہ اگر زید سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہ عدت طلاق گزارنے کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح صحیح کرے اور شوہر ثانی اس کے ساتھ کم از کم ایک بار ہمبستری بھی کرلے پھر جب شوہر ثانی اس کو طلاق دیدے تو عدت طلاق گزار کر اور اگر فوت ہوجائے تو عدت موت گزار کر ہندہ زید کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ (پارہ:۲/ع:۱۳) اور فتاوی عالم گیری ج:۱/ص:۴۷۳/ پر ہے'وان كان الطلاق ثلاثافي الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاصحيحاويدخل بهاثم يطلقهااو يموت عنها''. انتهى. اور بہار شریعت حصہ:۸/ص:۶۹/۷۰/ پر ہے''حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرے اور یہ شوہر ثانی اس عورت سے وطی بھی کرلے اب اس شوہر ثانی کے طلاق یا موت کے بعد عدت پوری ہونے پر شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے کہ اس کے لیے عدت نہیں''۔اھ.وهو تعالى اعلم وعلمه اتم واحكم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ : محمد عالم رضوی مصباحی منظری

۱۷/ربیع الغوث ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی اذان ثانی کہاں ہو؟ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اذان ثانی منبر کے سامنے مسجد کے اندر ہونی چاہیے۔کیا ان لوگوں کا کہنا شرع کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب بعون الملک الوهاب : جمعہ کی اذان ثانی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان مسجد کے اس حصہ سے باہر دی جائے جو نماز پڑھنے کے لیے بنا ہے، لیکن ایسی جگہ دی جائے کہ مؤذن امام صاحب کے سامنے ہو۔ مسجد کے اندر اذان دینے کو علماء نے منع اور مکروہ لکھا ہے۔ اذان ثانی کے خارج مسجد ہونے کا ثبوت حدیث رسول اور اقوال فقہاء و مفسرین سے ملتا ہے حدیث پاک میں ہے "عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر" یعنی حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جمعہ کے روز جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے زمانہ تک برابر ہوتا رہا۔ (ابوداؤد شریف ص:۱۵۵) اور عون المعبود علی سنن ابی داؤد مطبوعہ بیت الافکار الدولیہ ص:۵۲۴ پر ہے "فتعین انه لا یراد بقوله بین یدیه قدام النبی صلی الله تعالی علیه وسلم عند المنبر بل علی باب المسجد" انتھی۔ اور العرف الشذی شرح سنن الترمذی مصنف مولوی انور شاہ کشمیری جلد اول ص:۵۶۵/۶۶ پر ہے "المشهور ان الاذان فی عهده علیه الصلاۃ والسلام کان واحدا وخارج المسجد عند الشروع فی الخطبة وکذلک فی عهد الشیخین" انتھی۔ اور تفسیر کبیر للامام الرازی ج:۱۰ (مطبوعہ دار احیاء التراث العربی) ص:۵۴۲ پر ہے "کان اذا جلس علیه الصلاۃ والسلام علی المنبر اذن بلال علی باب المسجد وکذا علی عهد ابی بکر وعمر" انتھی۔ اور تفسیر کشاف ج:۴ ص:۲۰/۵۱۹ پر ہے "فکان اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد" انتھی۔ ایسا ہی الفتوحات الالہیہ (مطبع دار الکتب العلمیہ) ج:۸ ص:۷، تفسیر نیشاپوری ج:۶ ص:۳۰۰ تفسیر خازن ج:۴ ص:۲۹۰، تفسیر البحر المحیط لابی حیان اندلسی ج:۸ ص:۲۶۴، اور حدائق الروح والریحان

ج:۲۹رص:۲۹۸ر پر ہے۔ اور زادالمسیر فی علوم التفسیر لابن جوزی (مطبع دارالکتب العلمیہ بیروت)، ج:۴رجزء:۸رص:۵۳ر پر ہے"کان اذاجلس علی المنبر اذن بلال علی باب المسجد و کذلک کان علی عهد ابی بکر وعمر"انتهی ۔اورفتاوی عالمگیری ج:۱رص:۵۵ر پر ہے"وینبغی ان یؤذن علی المئذنةاو خارج المسجدولایؤذن فی المسجدکذافی فتاوی قاضی خان "انتهی. اورتا تارخانیہ ج:۲رص:۱۳۸ر پر ہے"وینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولایؤذن فی المسجد "انتهی ۔اورطحطاوی علی المراقی ص:۱۹۷ر پر ہے "ویکره ان یؤذن فی المسجد "انتهی. اورفتح القدیر ج:۱رص:۲۵۰ر پر ہے"واماالاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجدوقالوالایؤذن فی المسجد"انتهی ۔اورفتح القدیر(مطبع دارالکتب العلمیہ) ج۲رص:۵۶ر پر ہے"وهو ذکرالله فی المسجد ای فی حدوده لکراهةالاذان فی داخله"انتهی ۔اورعمدۃ الرعایہ مع شرح وقایہ ص:۲۰۲ر پر ہے"قوله بین یدیه :ای مستقبل الامام فی المسجدکان او خارجاًوالمسنون هو الثانی" انتهی. اورالبحرالرائق ج:۱رص:۴۴۴ر پر ہے"ولایؤذن فی المسجد"انتهی. اوراعلیٰ حضرت امام احمدرضا محدث بریلوی نوراللہ مرقدہ تحریرفرماتے ہیں کہ"بیشک فقہ حنفی کی متعدد کتابوں میں مسجد کے اندراذان کومنع فرمایا ہےاورمکروہ لکھا ہے"اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۲رص:۴۰۵)

ان مذکورہ حوالات سے واضح وعیاں ہوگیا کہ حق یہ ہے کہ جمعہ یاکسی اورنماز کی اذان مسجد میں دینامنع ہے اورسنت یہ ہے کہ خارج مسجد ہولہٰذاجولوگ اس کے خارج مسجد ہونے پراعتراض کرتے ہیں ان لوگوں کوچاہیے کہ وہ اپنی سرکشی وعناد سے بازآئیں۔اورحکم شرع اورسنت نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرعمل کریں۔والله تعالی اعلم

کتبہ: محمدعالم رضوی مصباحی منظری

۱۵رربیع الغوث ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ ہندہ بکر کے نکاح میں تھی ایک سال تک بکر کے ساتھ رہی اسکے بعد وہ زید کے ساتھ فرار ہوگئی بکر نے اب اس کو طلاق دے دی اب وہ زید کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا کرے وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا.

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :ہندہ زید کے ساتھ فرار ہونے کے سبب سخت گنہ گار، غضب جبار وعذاب نار کی مستحق ہے۔اس کو چاہئے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس طرح کی حرکت نہ کرنے کا پختہ عہد کرے اگر واقعی بکر نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے تو عدت طلاق کے بعد زید سے نکاح کر سکتی ہے۔جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۷۶/ پر ہے ”بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور نہیں ہوسکتی“ اھ۔

اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت طلاق وضع حمل ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾(سورہ طلاق آیت:۴) اور اگر عورت حائضہ ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے خواہ تین حیض تین مہینے میں آئیں یا تین سال میں آئیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے﴿والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء﴾(سورۂ بقرہ آیت :۲۲۸) اور اگر عورت ایسی ہے جس کو حیض نہیں آتا صغر یا کبر کی وجہ سے تو اس کی عدت تین مہینہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿ واللتی يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر﴾ ۔(سورۂ طلاق آیت:۴) لہٰذا عدت گزرنے کے بعد ہی نکاح ہوسکتا ہے اس سے پہلے ہرگز نہیں۔**وهو تعالیٰ اعلم**

کتبہ: محمد کلیم نوری مصباحی منظری
۷/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ بلا وجہ شرعی طلاق دینا کیسا ہے کیا بلا وجہ شرعی طلاق دینے والا گنہ گار ہوگا مفصل تحریر فرمائیں .بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :بلا وجہ شرعی طلاق دینا ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ومبغوض ہے کہ عورت فرماں بردار ہو تو اس کو طلاق دینا ممنوع ہے کیوں کہ طلاق میں اصل منع ہے مگر حاجت کی بنا پر اس کو شریعت مطہرہ نے حلال رکھا ہے لھذا بے وجہ شرعی ممنوع ہے ﴿کما قال الله تعالیٰ "فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا﴾(سورۂ نساء: ۳۴) اور ابوداؤد شریف ص:۲۹۶ پر ہے "عن ابن عمر عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال ابغض الحلال الیٰ الله عزوجل الطلاق. اھ" اور ردالمحتار ج:۴/ص:۴۲۸/ پر ہے" واما الطلاق فان الاصل فیه الحظر بمعنیٰ انهٗ محظور الا لعارض یبیحه وهو معنیٰ قولهم "الاصل فیه الحظر" والاباحة للحاجةالیٰ الخلاص فاذا کان بلاسبب اصلا لم یکن فیه حاجة الیٰ الخلاص ،بل یکون حمقا وسفا هةای مجرد کفران النعمةواخلاص الایذاء بها وباهلها وباولادها "اھ۔اور فتاوٰی عالم گیری ج:۱/ص:۳۴۸/ پر ہے" فهو انه محظور نظراالی لاصل ومباح نظراالیٰ الحاجة کذا فی الکافی". اھ۔

لہٰذا بے وجہ شرعی طلاق دینا حماقت وجہالت ہے لیکن اگر کسی نے بلا وجہ طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی جیسا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ فتاوٰی رضویہ ج:۵/ص:۵۹۹/ پر تحریر فرماتے ہیں" بلا وجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ومبغوض ومکروہ ہے۔مگر وہ اس کا اختیار ضرور رکھتا ہے اگر دے گا ہو جائے گی"۔اھ۔اور حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت ح:۸/ص:۵/ پر تحریر فرماتے ہیں" طلاق دینا جائز ہے مگر

بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے"۔اھ۔اور اگر بلا وجہ شرعی ایسی عورت کو طلاق دی جو کھانے کمانے کے لائق نہ ہو اور نہ ہی اس سے کوئی نکاح کرے اور نہ ہی اس کا کوئی کفیل ہو جو اس کی کفالت کرے تو اس مسلمہ کو سخت تکلیف میں ڈالنے کی وجہ سے طلاق دینے والا گنہ گار ہوگا مگر طلاق واقع ہو جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم **کتبـــــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۴/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید لوگوں کو قرض دیتا ہے تو یہ شرط لگا دیتا ہے کہ پانچ ہزار پر چھ ہزار لوں گا زید کا یہ قرض دینا اور لوگوں کا اس طرح قرض لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :زید کا مسلمانوں کو اس شرط پر قرض دینا کہ "پانچ ہزار کے بدلے چھ ہزار لوں گا" یہ ایک ہزار کی زیادتی بلا عوض ہے جو کہ سود ہے لہذا زید کا اس طرح قرض دینا اور مسلمانوں کا اس طرح قرض لینا حرام ہے کما قال اللہ تعالیٰ ﴿الذین یاکلون الربوٰا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہُ الشیطان من المس ذٰلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوٰا و احل اللہ البیع وحرم الربوٰا﴾(البقرۃ:۲۷۵)﴿یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوٰا اضعٰفا مضٰعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین﴾(آل عمران : ۱۳۰/۱۳۱) اور حدیث شریف میں ہے "لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آکل الربوٰا وموکلہ وکاتبہ وشاھدہ ھم سواء "(مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۴)اور بہار شریعت

حصہ:۱۱رص:۱۴۶ر پر ہے ''ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادہ ہے''۔اھ۔اور اگر ضرورت ہو تو بقدر ضرورت بوقت ضرورت اس کو سود لینے کی اجازت ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ فتاویٰ رضویہ ج:۷رص:۸۲ر پر رقم طراز ہیں ''سود جس طرح لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے مگر شریعت مطہرہ کا قاعدہ مقرر ہے کہ ''**الضرورات تبیح المحظورات** ''اسی لیے علما فرماتے ہیں 'محتاج کو سودی قرض لینا جائز ہے **فی الاشباہ والنظائر یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح** محتاج کے یہ معنیٰ جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو کہ نہ اس کے بغیر چارہ ہو، نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارہ، ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا سودی قرض لینے کی اجازت اسی وقت ہوسکتی ہے کہ جس کے بغیر کوئی طریقہ بسر اوقات کا نہ ہو نہ کوئی پیشہ جانتا ہو نہ نوکری ملتی ہے جس کے ذریعہ سے دال روٹی اور موٹا کپڑا محتاج آدمی کی بسر کے لائق مل سکے''۔اھ۔البتہ اگر کفار حربی سے اس طرح زیادتی لیتا ہے تو حرج نہیں جب کہ اسے سود سمجھ کر نہ لے۔اور کفار حربی سے بھی اس طرح زیادتی کا نہ لینا ہی بہتر کہ برے نام سے بھی بچنے کا حکم ہے۔**وھو سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم**

کتبــــــہٗ: محمد کلیم نوری مصباحی منظری
۲۸رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے ساتھی میلاد خواں بکر پر یہ تہمت لگائی کہ وہ باہر سے مسجد کے نام پر چندہ لاتا ہے اسے مسجد میں نہ دے کر خود کھا لیتا ہے حالاں کہ بکر نے جب یہ جانا کہ زید نے لوگوں میں اس بات کی تشہیر کر دی ہے تو بکر نے زید سے کہا کہ کسی ایک جگہ سے چندہ لانے کا ثبوت دو لیکن زید ثابت نہ کر سکا۔بکر نمازی پرہیزگار آدمی ہے اسے اپنی اس رسوائی کا بہت احساس ہے۔اس مسئلہ میں زید و بکر کے لیے کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :زید نے اپنے ساتھی بکر میلادخواں پر تہمت لگائی کہ وہ مسجد کے نام پر چندہ لاتا ہے اوراسے مسجد میں نہ دے کرخود کھالیتا ہے اور زیداس پرکوئی ثبوت شرعی بھی فراہم نہ کرسکا لہٰذا زید نے بکر پر جو کہ متقی پرہیز گار آدمی ہے جھوٹی تہمت لگا کراوراس کی دل آزاری کر کے مرتکب گناہ کبیرہ ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿ والذین یؤذون المومنین والمومنات بغیر ما کتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا﴾ (سورہ احزاب : ۵۸) اورحدیث شریف میں ہے"من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ". رواہ الطبرانی.'(فتاوی رضویہ ج:۹ص:۲۱)اورحضور مفتیٔ اعظم ہندعلیہ الرحمہ فتاوٰی مصطفویہ ص:۵۳۶پر رقم طراز ہیں"جوتہمت رکھتا ہے شدید گنہ گار ہے۔جو ناحق مسلمان کوایذادیتا ہے ظلم کرتا ہے"۔اھ ملخصا۔لہذا زید پرلازم ہے کہ اس جھوٹ باندھنے سے رجوع کرے۔توبہ واستغفارکرے بکر سے معافی طلب کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵/جمادی الاول ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کو چندلوگوں نے مارا پیٹا، جبراشراب پلائی پھراس کو مارنے پیٹنے کی دھمکی دے کراس سے طلاق لی اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:اکراہ کی دوصورتیں ہیں اکراہ شرعی ،اکراہ غیرشرعی ۔اکراہ شرعی یہ ہوتا ہے کہ آدمی کوصحیح اندیشہ ہوجائے کہ اگرمیں نے ایسا نہ کیا تو دشمن مجھے جان سے مارڈالے گا یا میرا کوئی عضو کاٹ دے گا،یاکسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کرمنھ میں

شراب ڈال دی ان دونوں صورتوں میں اکراہ شرعی پالیا گیا پس اگر اس طرح شراب پلائی اور نشہ میں طلاق دی تو وقوع طلاق کا حکم نہ ہوگا۔اور دوسری صورت یعنی اکراہ غیر شرعی جو عام طور سے زیادہ اصرار پر بولا جاتا ہے یعنی قتل یا قطع عضو کا صحیح اندیشہ نہ ہو تو اگر اس اکراہ کے ساتھ شراب پلائی پھر اس شراب کے نشہ میں طلاق دی تو حکم طلاق ہو جائیگا جیسا کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ”لوگ کسی کے اصرار کو بھی جبر کہتے ہیں یہ جبر نہیں اگر ایسے جبر سے نشہ کی چیز پی اور اس نشہ میں طلاق دی تو بلاشبہ بالاتفاق واقع ہوگئی ہاں اگر جبر و اکراہ شرعی ہو مثلا یعنی قتل یا قطع عضو کی دھمکی دی جس کے نفاذ پر یہ اسے قادر جانتا ہو یا یوں کہ کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر منھ چیر کر حلق میں شراب ڈال دی تو یہ صورت ضرور جبر کی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اس نشہ میں طلاق دی نہ پڑے گی“۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵ رص ۶۳۲)اور صورت مسئولہ میں اکراہ شرعی کا تحقق نہیں اس لیے وقوع طلاق کا حکم ہے کہ فتاوی عالم گیری ج:ا رص:۳۵۳ر پر ہے ”طلاق السکران واقع اذاسکر من الخمر او النبیذوھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالی کذافی المحیط“۔انتھی۔اور بہار شریعت حصہ:۸ رص:۶ر پر ہے ”نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے“۔اھ۔پھر اگر شراب پلانے میں اکراہ شرعی نہ تھا اور طلاق اکراہ شرعی کے ساتھ بھی دلائی تب بھی واقع ہو جائے گی جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:ا رص:۳۵۳ر پر ہے ”و یقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا سواء کان حرااو عبدا طالقا او مکر ھا“۔انتھی۔اور البحر الرائق ج:۳ رص:۴۲۴ر پر ہے ”ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا“۔انتھی اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۵ رص:۶۳۱ر پر تحریر فرماتے ہیں ”طلاق بخوشی دی جائے خواہ بجبر،واقع ہو جائے گی“۔اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبـــــــہ: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

۲۵ر ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک بستی کے قبرستان میں مسلمان میلہ لگاتے ہیں جس میں لوگ قبروں پر چلتے ہیں قبروں پر بیٹھتے ہیں قبروں پر دکانیں لگاتے ہیں بھٹیوں میں آگ لگاتے ہیں مردوں اورعورتوں کا اختلاط ہوتا ہے تو یہ میلہ لگانے والے کیسے ہیں اوران کا یہ کام کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: میلہ لگانا تو خود ممنوع ہے پھر قبرستان میں میلہ لگانا اورزیادہ گناہ جس سے قبور مسلمین کی بے حرمتی اوراموات مومنین کی ایذاہے اورلوگ قبروں پرچلیں ،بیٹھیں ،دکانیں لگائیں ،آگ جلائیں یہ سب امور سخت ناجائز و حرام ہیں جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے "عن جابر قال نهیٰ رسو ل اللہ صلی الله تعالی علیه وسلم ان یجصص القبر وان یقعد علیه وان یبنی علیه". (مسلم شریف ج: ۱/ص : ۳۱۲) اورایک حدیث شریف میں ہے کہ آگ کی چنگاری اورتلوار پر چلنا بہتر ہے قبور مسلمین پر چلنے سے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے" عن عقبة بن عامر قا ل قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم لان امشی علی جمر ة او سیف احب الی من ان امشی علی قبر مسلم ". (سنن ابن ماجه ص : ۱۱۲) اورالبحر الرائق ج:۲/ص:۳۴۱/ پر ہے "ویکره ان یطاء القبر او یجلس او ینام علیه". انتهی . اورتا تارخانیہ ج:۳/ص:۷۳/ پر ہے "ویکره ان یوطاء علی القبر یعنی بارجل او یقعد علیه او یقضی علیه حاجة". انتهی . اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۱۰۸/ پر لکھتے ہیں " قبور مسلمین پر چلنا جائز نہیں ،بیٹھنا جائز نہیں ،ان پر پاؤں رکھنا جائز نہیں "۔اھ۔لہذا صورت مسئولہ میں مسلمان

ان ناجائز امور کے مرتکب ہیں ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اوران ناجائز امور سے باز آئیں ۔واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم **کتبـــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۹؍جمادی الاخری ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ قوم کا فقیر ہے اپنے آپ کو سید بتاتا ہے جب کہ اس کے رشتہ دار واحباب اسے فقیر بتاتے ہیں اور لوگوں کے اس کے سید ہونے پر اعتراض کرنے سے زید ناراض ہوتا ہے شرعا اسے کیا مانا جائے؟ **بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: زید اگر واقعی سید نہیں ہے تو وہ اپنے آپ کو ہرگز سید نہ کہے ورنہ سخت گنہ گار، مستحق عذاب نار ہوگا ایسے شخص کے لیے حدیث شریف میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ بخاری شریف ج:۲؍ص ۱۰۰۱؍پر ہے **"عن سعد قال سمعت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام فذکرتہ لابی بکرۃ فقال وانا سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی من رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم"** ۱ وربخاری شریف کے اسی صفحہ پر ہے **"عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال لا ترغبوا عن اٰبائکم فمن رغب عن ابیہ فھو کفر"** اورابن ماجہ ص:۱۸۷؍پر ہے **"عن ابی عثمان النھدی قال سمعت سعدا واابابکرۃ وکل واحد منھمایقول سمعت اذنا ی ووعی قلبی محمدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃعلیہ حرام"** مذکورہ بالا احادیث سے زید کو عبرت حاصل کرنا چاہئے اور اگر اس کی ماں یا دادی میں کوئی سیدہ بھی ہوں جب بھی اس کا نسب باپ سے چلے گا اس لیے کہ شرع مطہر میں انسان کا

نسب باپ سے لیا جاتا ہے جیسا کہ امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلی حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ فتاوی رضویہ ج:۵رص:۸۶۵ر پر تحریر فرماتے ہیں ''شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں، وہ انہیں قوموں سے ہوگا اگر چہ اس کی ماں اور دادی سب سیدانیاں ہوں نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا ''من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین لا یقبل اللہ یوم القیٰمة صرفا ولا عدلا ھٰذا مختصر''. انتھی .وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۶رجمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید فاسق معلن نعت پاک پڑھنے کے لئے محفل میلاد پاک میں منبر ذکر پر بٹھایا جاتا ہے زید کا منبر پر بیٹھ کر نعت پڑھنا اور لوگوں کا زید کو منبر پر نعت پاک پڑھوانا کیسا ہے مدلل تحقیق فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاة والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایة الحق والصواب: زید جو کہ فاسق معلن ہے اس کا منبر ذکر پر بیٹھ کر نعت پاک پڑھنا ناجائز وحرام ہے اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اسے منبر ومسند پر کہ حقیقة مسند حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے تعظیما بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے''۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۹رص:۲۱۸)

اور لوگوں کا زید فاسق معلن کو منبر پر پڑھوانا سخت منع ہے اور ان میں سننے، سنانے، سنوانے والے سب گناہ گار ہیں توبہ کریں جیسا کہ اسی میں اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے

وبال کے برابر اس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اسکا اپنا گناہ اس پر علاوہ اوران حاضرین وقاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے"۔اھ۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۷/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کی مدخولہ بیوی کہتی ہے کہ زید نے مجھے دوطلاقیں دی ہیں لیکن زید طلاق دینے سے انکار کررہا ہے محلّہ کی دوعورتیں بھی کہتی ہیں کہ زید نے ہمارے سامنے طلاق دی ہے کیا حکم رہے گا بیان فرمائیں ؟**بینوا توجروا**

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :صورت مذکورہ میں زید کی مدخولہ بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ زید طلاق دینے سے انکار کررہا ہے اور شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے "**الطلاق يثبت بالاقرار اوالبينه**".انتھی .یعنی طلاق اقرار یا بینہ سے ثابت ہوتی ہے اور یہاں پر اقرار معدوم ہے اور بینہ بھی،اس لئے کہ صرف دوعورتوں کی گواہی شریعت مطہرہ میں مقبول نہیں جب تک کہ ان میں ایک مرد نہ ہو جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:۳/ص:۴۵۱/ پر ہے"**شهادة رجلين او رجل وامراتين سواء كا ن الحق مالا او غير مال كالنكا ح والطلا ق**".انتھی . اور ردالمحتار ج:۸/ص:۱۷۸/ پر ہے "**ولا تقبل شهادة اربع بلا رجل لئلا يكثر خروجهن**"انتھی. اور اسی طرح ھدایہ آخرین ص:۱۳۸/ پر ہے"**يقبل فيها شهادة رجلين او رجل ومراتين سواء كا ن الحق مالا او غير مال مثل النكا ح والطلا ق والوكا لة والوصية**".انتھی . اور حضور صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت حصہ:۱۲/ص:۹۳۵(مکتبۃ المدینہ)پر تحریر فرماتے ہیں"کسی معاملے میں تنہا چار عورتیں گواہی دیں جن کے ساتھ مرد کوئی نہیں یہ گواہی نامعتبر ہے"۔اھ۔لہٰذا جب نہ شوہر کا اقرار ہے اور نہ

طلاق پر شہادت شرعیہ تو "البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" کے مطابق زید کی بات بقسم معتبر ہوگی۔اور پھر اس کی بیوی پر حکم طلاق نہ ہوگا۔البتہ اگر بیوی کو طلاق کا یقین ہے اور عدت گزر چکی ہے تو بیوی کو چاہیے کہ کوشش کر کے زید کے ساتھ تجدید نکاح کر لے۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۸؍جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید آئے دن مسجد میں لوگوں کو بلا کر میٹنگ کرتا ہے آنے والے لوگ مسجد میں زور،زور سے بولتے ہیں بے حرمتی کرتے ہیں زید کا مسجد میں میٹنگ کے لئے لوگوں کو بلانا اور لوگوں کا وہاں میٹنگ کرنا کیسا ہے؟بینـــــوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :زید کا مسجد میں دنیاوی میٹنگ کرنا جس سے مسجد کا تقدس پامال ہوتا ہے اور لوگوں کا مسجد میں زور،زور سے بولنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشرائکم وبیعکم وخصوماتکم، ورفع اصواتکم، وسل سیوفکم، واقامۃ حدودکم، واتخذوا علی ابوابھا المطاھر وجمروھا فی الجمع "(ابن ماجہ ص: ۵۴) اور فتح القدیر میں ہے "الکلام المباح فیه مکروہ یأکل الحسنات ".انتھی .(ج: ۱؍ص: ۴۳۵) یعنی مباح کلام بھی مسجد میں مکروہ ہے نیکیوں کو ختم کر دیتا ہے اور امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۳؍ص:۶۰۲؍۳؍پر تحریر فرماتے ہیں" دنیا کی باتوں کے لئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے اشباہ

والنظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کوایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کاحکم ہے پھر اگر باتیں خود بری ہوئیں تو اس کا کیا ذکر ہے سخت حرام در حرام موجب عذاب شدید ہے''۔اھ۔اور حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ:۱۶رص:۱۲۱ر پر تحریر فرماتے ہیں ''ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے دنیا کی باتیں نہ کرے''۔اھ۔اور حصہ:۳رص:۶۱۸ر پر ہے''مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں اور نہ آواز بلند کرنا جائز''۔اھ۔اور فتاوی امجدیہ ج:۱رص:۲۴۶ر پر ہے''مسجد میں مباح وجائز باتیں بھی منع ہے اور نیکیوں کو کھا جاتی ہیں جب کہ کسی مصلحت شرعیہ کے لئے نہ ہوں''۔اھ۔لہذا اگر دنیاوی میٹنگ کے لئے لوگوں کو بلایا جاتا ہے تو توبہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عہد کرلیں اور اگر مذہبی ودینی میٹنگ کے لئے جمع ہوتے ہیں تو آداب مسجد کالحاظ ضرور رکھیں ورنہ گنہگار ہونگے۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم | **کتبـــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ | ۷رجمادی الاول ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے مشترکہ قربانی کے لئے بارہ سوروپئے حصہ لیکر جانور خریدااوراس کی کٹائی،کھلائی وغیرہ میں جوخرچ ہوااسی رقم سے ادا کیااس کے بعدایک ہزارروپئے بچے ان روپیوں کا کیاحکم ہے کیامدرسہ میں دیے جاسکتے ہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:اس صورت میں زید وکیل ہے اگر تمام حصہ داروں نے اسے مختار عام بنادیا ہوتا تو اس صورت میں بچاہوا روپیہ حصہ داروں کی اجازت کے بغیر مدرسہ میں خرچ کرسکتا ہے جیسا کہ عالمگیری ج:۳رص:۵۶۵ر پر ہے''ولو قال انت وکیلی فی کل شئی جائز امر یصیر وکیلا فی جمیع التصرفات المالیۃ کالبیع

والشراء والهبة والصدقة ".انتهی اورتا تارخانیہ ج:۱۲/ص:۲۴۲/ پر ہے ولو قال انت وكيلي في كل شئي جائز امورك فهو توكيل بالحفظ والبيع والشراء والهبة والصدقة لانه فرض اليه تصرفات عاما فصار كانه قال ما صنعت من شراء فهو جائز فيملك جميع انواع التصرفات ".انتهی . لیکن صورت مسئولہ میں یہی ظاہر ہے کہ زید کو انہوں نے مختار عام نہیں کیا بلکہ صرف قربانی کے لئے وکیل بنایا ہے تو زید کو کھال اوران بچے ہوئے روپیوں کو مدرسہ میں خرچ کرنے کے لئے ان تمام حصہ داروں سے اجازت لینا ضروری ہے بغیر اجازت کے کہیں بھی خرچ نہیں کرسکتا کیونکہ بغیر مالک کی اجازت کے تصرف جائز نہیں ہے۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبـــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۳/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مسجد کے ٹینک میں گرم کیا گیا پانی لوگ وضو کے لئے اپنے گھرلے جانا چاہیں تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :مسجد میں جو پانی ٹینک میں گرم کیا گیا لوگ اسے اپنے گھر لے جانا چاہتے ہیں تو انکا گھر لے جانا جائز نہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۴۳۷/ پر ہے" جو پانی مسجد میں وضو کے لئے رکھا گیا اسے اپنے گھر لے جانا جائز نہیں اگرچہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور تکلیف ہو تو دوہرا احرام" ۔اھ۔والله تعالى اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبـــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۲۸/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ دیوبندی اگر صف کے درمیان کھڑا ہوجائے تو حکم شرع کیا ہے؟ **بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :صف کے درمیان کھڑا ہونے والا اگر واقعی یہ شخص دیوبندی عقائد رکھتا ہے اور دیابنہ وہابیہ کو حفظ الایمان ص:۱۵،(مکتبہ تھانوی دیوبند) تحذیر الناس ص:۴،۵،۱۴(مکتبہ تھانوی دیوبند) اور براہین قاطعہ ص:۱۲۲(مکتبہ تھانوی دیوبند) میں مسطور عقائد کفریہ کی وجہ سے عرب وعجم کے سیکڑوں علماء کرام نے کافرو مرتد قرار دیا ہے اور کافر کی نماز باطل تو دیوبندی صف میں جہاں کھڑا ہوگا اتنی جگہ خالی ہوگی لہذا قطع صف ہوگا اور قطع صف حرام ہے حدیث شریف میں ہے "**من وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ**"۔ یعنی جو صف کو ملائے اللہ اپنی رحمت سے اسے ملائے اور جو صف قطع کرے اللہ اپنی رحمت سے اسے جدا کرے۔(ابوداؤد ج:۱رص:۹۷)اور اسی میں اسی صفحہ پر ہے اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "**سووا صفوفکم قاربوا بینھا فوالذی نفسی بیدی انی لاری الشیطٰن یدخل من خلل الصف**" اور حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی فتاوی امجدیہ ج:۱رص:۱۶۸ر پر تحریر فرماتے ہیں "غیر مقلدین پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم، لہٰذا ان کا جماعت اہل سنت میں شامل ہونا قطع صف ہوگا اور یہ مکروہ"۔اھ ملخصا۔اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ حتی المقدور موذی کو اپنی مساجد میں آنے جماعت میں شریک ہونے سے روکا جائے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶رص:۴۳۳ر پر درمختار کے حوالے سے ہے "**یمنع منہ کل موذ ولو بلسانہ**"انتھی. یعنی اس سے ہر موذی کو روکا جائے اگرچہ زبان کے ذریعہ ہو"۔اھ۔اور حدیث شریف میں ہے "**لا تصلوا علیھم**

و لا تصلوا معهم “ یعنی نہ ان پر نماز پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ وھو سبحانہ وتعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ دیوبندی کا ذبیحہ کیسا ہے پھر جہاں پر دیوبندیوں کا ذبیحہ ملتا ہو اور سنی لوگ ان سے گوشت خرید کر فروخت کرتے ہوں تو ان سنیوں سے خریدا ہوا گوشت کھانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : دیوبندی کا ذبیحہ کھانا سخت حرام ہے اگر چہ سنی لوگ ان سے گوشت خرید کر فروخت کریں اس لئے کہ علماء دیوبند یعنی مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے ماننے والے دیوبندی کافر ومرتد ہیں جیسا کہ سیکڑوں علمائے عرب وعجم نے ان کی کفری عبارات ومعتقدات کی وجہ سے انہیں کافر ومرتد قرار دیا ہے اور فرمایا” من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر “ لہٰذا مذکورہ دیوبندی کا ذبیحہ کھانا حرام ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۲ر ص:۲۵۵ر پر ہے ”و تحرم ذبیحتہٗ و صیدہ با لکلب والبازی والرمی “ ۔انتھی۔ اور ھدایہ آخرین ص:۴۱۸ر پر ہے ”ولا تؤکل ذبیحۃ المجوسی والمرتد والوثنی “. انتھی ملخصا. اور اسی طرح فتاوی رضویہ ج:۸ر ص:۳۳۴ر پر ہے ”قادیانی صریح مرتد ہیں ان کا ذبیحہ قطعی مردار ہے اور غیر مقلدین وہابیہ پر بوجوہ کثیرہ الزام کفر ہے ان میں جو منکر ضروریات دین ہیں وہ تو بالاجماع کافر ہی ہیں ورنہ فقہائے کرام ان پر حکم کفر نہ فرماتے ہیں۔ اور ذبیحہ کا حلال ہونا، نہ ہونا حکم فقہا ہے۔ خصوصا وہی احتیاط کہ مانع تکفیر ہو یہاں ان کے ذبیحہ کے کھانے سے منع کرتی ہے کہ جمہور فقہائے کرام کے

طور پر حرام ومردار کھانا ہوگا لہذا احتراز لازم ہے''۔اھ۔اور حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بہارشریعت حصہ:۹رص:۴۵۹ر پر تحریر فرماتے ہیں ''مرتد کا ذبیحہ مردار ہے اگرچہ بسم اللہ کرکے ذبح کرے یوں ہی کتے، باز یا تیر سے جو شکار کیا وہ بھی مردار ہے اگرچہ چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہہ لی ہو''۔اھ۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــــہ**: محمد کلیم نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۳ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ بعد طلاق مرافعہ سے پہلے یا قضا سے پہلے اگر عورت عدت میکے میں گزار دے تو کیا عدت کا خرچ شوہر پر واجب الاداء ہے؟ بیــنـوا تو جروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : عدت شوہر کے گھر گزارنے کا حکم ہے بلاضرورت میکے میں عدت گزارنے کی وجہ سے گنہگار ہوئی جیسا کہ تاتارخانیہ ج:۵رص:۲۴۵ر پر ہے'' ولو طلقھا و ھی غائبۃ کان علیھا ان تعود الی منزلھا فتعتد فیہ'' .انتھی۔اور اگر عورت نے قضا سے پہلے میکے میں عدت گزار دی بایں طور کہ نہ تو قاضی نے کوئی نفقہ مقرر کیا اور نہ زوجین کے درمیان کچھ قرار پایا تو عدت گزرنے کے بعد شوہر کے ذمہ سے نفقہ ساقط ہوگیا جیسا کہ عالمگیری ج:۱رص:۵۵۸ر پر ہے'' المعتدۃ اذا لم تخاصم فی نفقتھا ولم یفرض القاضی شیٔا حتی انقضت العدۃ فلا نفقۃ لھا کذا فی المحیط''انتھی ۔اور فتاوی شامی ج:۵رص:۲۴۸ر پر ہے'' والنفقۃ لاتصیر دینا الا بالقضاء اوالرضاء ای اصطلاحھما علی قدر معین اصنافا او دراھم فقبل ذلک لا یلزمہ شی وبعدہ ترجع بما انفقت''انتھی۔اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ'' مگر جب

عدت گزر گئی اور نفقہ مقروض ومقدر نہ ہو چکا تھا تو اسکا کوئی معاوضہ ہندہ کو نہ ملے گا‘‘۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۶رص:۱۵۱رپر ہے’’عدت کے نفقہ کا نہ دعوی کیا نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا‘‘۔اھ۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۸رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ شادی شدہ عورت نے کفر کرلیا تو کیا وہ ایمان لانے کے بعد شوہر اول کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔؟**بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : شادی شدہ عورت تجدید ایمان کے بعد شوہر اول کے علاوہ کسی دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی ہاں اگر شوہر اول اس سے ترک تعلق چاہے تو اسکو طلاق دے سکتا ہے اور اگر عورت راضی نہ ہو تب بھی اسکو شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور از سر نو کم سے کم مہر کا ہونا ضروری ہے خواہ ایک ہی دینار کیوں نہ ہو جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱رص:۳۳۶رپر ہے’’ **ولو اجرت کلمۃ الکفر علی لسانھا مغایظۃ لزوجھا او اخراجا لنفسھا عن حبالتہ او لاستیجاب المھر علیہ بنکاح یحرم علی زوجھا فتجبر علی الاسلام و لکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شی و لو بدینار سخطت اورضیت ولیس لھا ان تتزوج الا بزوجھا**‘‘**انتھی**. اور فتح القدیر ج:۳رص:۴۰۷رپر ہے’’ **وعامۃ مشائخ بخاری افتوا بالفرقۃ و جبرھا علی الاسلام و علی النکاح مع زوجھا الاول لان الحسم بذ لک یحصل و لکل قاض ان یجددالنکاح بینھما بمھر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا**‘‘انتھی اور فتاوی تاتارخانیہ

ج:۴/ص:۱۷۱/ پر ہے" ولیس لھا ان تتزوج الا بزوجھاالاول".انتھی. اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ اس تعلق سے ارشادفرماتے ہیں کہ"اسکاایمان جاتا رہا مگر ہندہ نکاح سے نہ نکلی نہ ہرگز اسے روا ہے کہ بعد اسلام کسی دوسرے سے نکاح کرے لان الفتوی علی روایة النوادر لاجل فساد الزمان کما بیناہ فی فتاوانا ہاں بعداسلام زید سے تجدید نکاح پر مجبور کی جائیگی احتیاطا لاصل المذہب زید اگراس سے ترک تعلق چاہے تو طلاق دے"۔اھ ملخصا۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص: ۵۶۶)

لہٰذا قاضی اسلام لانے کے بعداسکا نکاح شوہراول ہی سے کرائیگا چاہے عورت راضی ہویا ناراض ہو۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے دوشادیاں کیں ایک بیوی سے دو بچے،ایک لڑکا،ایک لڑکی، دوسری بیوی سے دولڑکے اور دولڑکی تولد ہوئے پہلی بیوی سے جوایک لڑکا تولد ہوااسکی دو بیٹیاں ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا انتقال ہو چکا ہے اسکی وراثت سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟بینوا توجروا .

باسمہ تعالی والصلاة والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایة الحق والصواب : بعد تقدیم ماتقدم وانحصار الورثة فی المذکورین زید کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کیۓ جائیں گے جن میں سے ثمن دونوں بیویوں کے لئے ہے برابر برابر تقسیم کیا جائیگا یعنی ایک حصے کو دونوں کے درمیان برابر برابر بانٹ دیا جائیگا اور باقی سات حصوں کے نو حصے کیۓ جائیں گے اور للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق ایک ایک حصہ بیٹیوں کو اور دو دو حصے بیٹوں کو بانٹ دیئے جائیں گے اور یہاں پوتیوں کو زید

کی میراث سے حصہ نہیں ملے گا خدائے تعالی کا ارشاد ہے ﴿فان کان لکم ولد فلهن الثمن مما ترکتم من بعد وصية توصون بها او دين﴾ (سورۂ: نساء، آیت : ۱۲) اورفتاوی عالمگیری ج:۶ ص:۴۵۰ پر ہے" واما الثمن ففرض الزوجة او الزوجات اذا كان للميت ولد او ولد ابن ".انتهى ۔اوراللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿ يوصيكم الله فى اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين﴾ (سورۂ:نساء ،آیت ۱۲)اورعالمگیری ج:۶ ص:۴۴۸ پر ہے" واذا اختلط البنون والبنات عصب البنون البنات فيكون للذكر مثل حظ الانثيين كذا فى التبيين ".انتهى ۔اورعالمگیری میں اسی صفحہ پر ہے" فان اجتمع اولاد الصلب واولاد الابن فان كان فى اولاد الصلب ذكر فلا شئى لاولاد الابن ذكورا كانوا او اناثا او مختلطين".انتهى والله تعالى اعلم

کتبہ: محمد تحسین رضا مصباحی منظری
۲۵ / ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زکاۃ وعشر کی رقم مسجد کی تعمیر میں لگانا کیسا ہے؟بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : زکاۃ وعشر کی رقم مسجد میں نہیں لگا سکتا کیونکہ انکی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے اوران چیزوں میں لگا دینے سے مالک بنانا نہیں پایا جاتا جیسا کہ فتاوی شامی ج:۳ ص:۲۹۱ پر ہے" ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لاباحته كما مر لا يصرف الى بناء نحو مسجد لا الى كفن ميت و قضاء دينه"انتهى ۔اورعالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸ پر ہے"لايجوزان يبنى بالزكاة المسجد" انتهى ۔اورجوہرہ نیرہ ج:۲ ص:۱۸۷ پر ہے" ولا يبنى بها مسجدا ولا يكفن بها ا

لـمیت"انتھی. اورمصارف عشروہی ہیں جومصارف زکاۃ ہیں جیسا کہ جوہرہ نیرہ ج:۱/ص:۱۸۱/پر ہے" لما کان مصرفه مصرف الزکاة سمی زکاة ".انتھی ۔البتہ اگر حاجت ہواور مسلمان اس مال کومسجد کی تعمیر میں لگانا چاہیں تواسکا طریقہ یہ ہے کہ جوشخص شرعا مصرف عشروزکاۃ ہے اسے بہ نیت زکاۃ دیکر مالک کردیں پھروہ اپنی طرف سے اگر مسجد کی تعمیر کے لئے دے تواب اس مال کوتعمیر مسجد میں لگانا صحیح ہوگا جیسا کہ البحرالرائق ج:۲/ص:۴۲۴/پر" لا الی بنـاء مسجد و تکفین میـت و قضاء دینه و شراء قن یعتق" کےتحت تحریرفرمایا کہ" والـحیلة فی الجواز فی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیر ثم یأمره بعد ذلک بالصرف الی هذه الـوجـوه فیـکـون لـصـاحب المال ثواب الزکاة وللفقیر ثواب هذه القرب کذا فی الـمـحـیـط".انتھی اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ تحریرفرماتے ہیں" جب کہ اس نے فقیر مصرف زکاۃ کو بہ نیت زکاۃ دیکر مالک کردیا زکاۃ اداہوگئی اب وہ فقیر مسجد میں لگا دے دونوں کے لئے اجرعظیم ہوگا"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۴۶۹) وهو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــه**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مسـئـلــه : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ قبرستان میں ایک بزرگ صالح کی قبر ہے لوگ اس قبر کے لئے تعمیر کرنا چاہتے ہیں اس بابت حکم شرع بیان فرمائیں؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الـجـواب اللهم هداية الحق والصواب : جوقبرستان عام مسلمانوں کے لئے وقف ہوتا ہے اس میں کسی بزرگ صالح یا سادات کرام کی قبر تعمیر کرنا جائز نہیں کیونکہ تعمیر کرنے میں اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے گھیرنا ہوگا یہ وقف کے خلاف ہے اور تغییر وقف جائز نہیں جیسا

کہ فتاوی عالمگیری ج:۲؍ص:۴۹۰؍ پر ہے" لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ". انتھی ۔اور فتح القدیر ج:۶؍ص:۲۱۲؍ پر ہے" الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ". انتھی . اورفتاوی شامی ج:۳؍ص:۱۳۴؍ پر ہے" فی الاحکام عن الجامع الفتاوی وقیل لا یکرہ البناء اذا کان ا لمیت من المشائخ و العلماء و السادات قلت لکن ھذا فی غیر المقابر المسبلۃ کما لا یخفی". انتھی۔اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریرفرماتے ہیں"لا یجوز لاحد ان یبتنی فیہ بناء و لا ان یحتجرفیہ موضعا و کذلک حکم جمیع المواضع التی لایقع لاحد فیھا ملک وجمیع الناس فیھا سواء". انتھی (فتاوی رضویہ ج: ۶ ؍ص: ۳۴۶) اگر واقف نے وقف کرتے وقت یہ کہہ دیا ہے کہ میری یا فلاں بزرگ کی تعمیر کردی جائے تو اس کی تعمیر کر سکتے ہیں جیسا کہ الاشباہ والنظائر ج:۲؍ص:۱۰۲؍ پر ہے "شرط الواقف کنص الشارع ای فی وجوب العمل بہ "انتھی. اوراگرقبرستان خاص ہے تو مالک کی اجازت سے اس پر تعمیر کر سکتے ہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶؍ص:۴۹۱؍ پر ہے" اور اگر ملک غیر ہے تو اس میں بے اجازت مالک تصرف ناجائز ہے"۔اھ۔ و اللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم | **کتبــــہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ | ۶ ؍ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجنا جس نے حج ادا نہیں کیا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی و الصلاۃ و السلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجے کہ جو حج فرض ادا کر چکا ہو جیسا کہ عالمگیری ج:۱؍ص:۲۵۷؍ پر ہے" والافضل للانسان اذا اراد ان یحج رجلا عن نفسہ ان یحج رجلا قد حج عن نفسہ ومع ھذا

لو حج رجلا لم يحج عن نفسه حجة الاسلام يجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر كذا في المحيط". انتھی۔اورفتاوی شامی ج:۴/ص:۲۱/ پر ہے" والافضل احجاج الحر العالم بالمناسک الذی حج عن نفسه "انتھی . اورایساہی فتح القدیر ج:۳/ص:۱۴۰/ پر ہے۔اور بہار شریعت حصہ:۶/ص:۱۱۱/ پر ہے"بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے ایسا شخص بھیجا جائے جوخود حجۃ الاسلام (حج فرض) ادا کر چکا ہواور اگر ایسے کو بھیجا جسنے خود نہیں کیا جب بھی حج بدل ادا ہو جائیگا"۔اھ۔پھر اگر ایسے کو حج کرائے جس پر خود حج فرض نہیں یہ بھی صحیح ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۶۶۳/ پر ہے کہ" اگران پر اصلا فرض نہ ہوا تو حضرت ان کو والدہ ماجدہ کی طرف سے حج کرادیں"۔اھ۔اور ایسے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجنا جس پر حج فرض ہو چکا ہواور ادا نہ کیا ہوا گرچہ حج ادا ہو جائیگا لیکن ایسے سے حج بدل کرانا مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاوی شامی ج:۴/ص:۲۱/ پر ہے" ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملك الزاد والراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم "انتھی . اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ" اگر خود ان پر حج فرض ہولیا ہوتو یہ دوسرے کی طرف سے حج کرنے سے گنہگار ہونگے مگر جس کی طرف سے کریں گے ادا ہو جائیگا ان پر گناہ رہے گا اور ایسی صورت میں ان سے حج غیر کرانا بھی مکروہ ہے کہ ایک گناہ کا حکم دینا ہے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۶۶۳) اور بہار شریعت حصہ:۶/ص:۱۱۱/ پر ہے"اور اگر خود ان پر حج فرض ہوااور ادا نہ کیا ہوتو اسے بھیجنا مکروہ تحریمی ہے"۔اھ۔ ۔ والله تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبـــــہ: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

۱۲/ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ

مسـئـلـہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مسلمان ہندوؤں کی محفلوں میں جاتے ہیں اوران کے بھاشڑ کو سنتے ہیں اوراس میں چندہ دیتے ہیں ان کے ساتھ کھانا

کھاتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوهاب : مسلمانوں کا کفار ومشرکین کی ان غیر مذہبی محفلوں میں بھی جانا جائز نہیں کہ جن سے دین وایمان کا نقصان ہے اور نہ ہی ایسے بیانات کو سننے کی اجازت ہے جن کو سننے میں خطرۂ ایمان ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿ **یایها الذین آمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا ولعبا من الذین اوتو الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقو الله ان کنتم مؤمنین** ﴾ یعنی اے ایمان والو وہ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھراتے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی اور باقی سب کافران میں کسی سے اتحاد وودادنہ کرو اوراللہ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (سورہ مائدہ آیت:۵۷) حدیث پاک میں ہے" **من جامع المشرک و سکن معه فانه مثله** "یعنی جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی مشرک کے مانند ہے۔اھ۔اور اعلی حضرت کافروں کی مجلس کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں کہ" حرام، حرام سخت حرام فقہائے کرام کے قول پر حکم سخت تر"۔اھ ملخصا۔ (فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۱۵۰)

اور مسلمانوں کا چندہ دینا بھی حرام ہے کہ یہ حرام کام پر امداد ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿ **ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** ﴾ یعنی گناہ زیادتی پر باہم مدد نہ دو (سورۂ: مائدہ آیت :۲) اور فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۴۷۰ پر ہے کہ" حرام کام میں چندہ دینا بھی حرام ہے"۔اھ۔اور ان کے ساتھ کھانے پینے سے بھی احتراز کرنا چاہئے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۹ ص:۱۲۰ پر ہے" بے شک کفار ایسی مخالطت اور ان کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ ہونے سے ضرور احتراز کرنا چاہیے"۔اھ۔ اور اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ" جب کافر حد درجہ کا ظالم ہے اور ظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو شیر وشکر وہم کاسہ ہونا تو اور بدتر ہے"۔اھ۔

پھر اگر ان محفلوں میں جانا اور چندہ دینا کھانا اخلاص قلب کے ساتھ ہے تو کفر ہے

ورنہ سخت ناجائز وحرام ہے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۹ پر ہے ''مشرکوں سے اتحاد و وداد قطعی حرام اوران سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے''۔اھ۔اوراسی میں صفحہ ۱۵۰ پر ہے کہ ''فعل کفر میں جو دل سے شریک ہووہ ظاہراو باطنا کافر ہے''۔اھ۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم　　**کتبہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　۵ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک جانور میں ایک حصہ دیوبندی کا کرلیا تو اس جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : دیابنہ، وہابیہ کو حفظ الایمان ص:۱۵، تحذیر الناس ص:۴۱، براہین قاطعہ ص:۱۲۳ پر مسطور عقائد کفریہ کی وجہ سے عرب وعجم کے سیکڑوں مفتیان کرام نے کافر ومرتد قرار دیا ہے اوراعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ ان کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں کہ ''کفر اصلی سے ارتداد بدتر ہے اوراس میں ترتیب ہے کفر اصلی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اوراس سے بدتر مجوسیت اس سے بدتر بت پرستی اس سے بدتر وہابیت ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت''۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۳)

لہذا اگر زید نے جانور کا ایک حصہ دیوبندی کا کرلیا ہے اوراس جانور کو ذبح کردیا تو جتنے شریک تھے کسی کی طرف سے قربانی نہیں ہوئی اس لئے کہ کافر ومرتد قربت کے اہل نہیں اور قربانی کے لئے ضروری ہے کہ سب کی قربت کی نیت ہو جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۵ ص:۳۰۴ پر ہے ''ولو کان احد الشرکاء ذمیا کتابیا او غیر کتابی و ھو یرید اللحم او یرید القربۃ فی دینہ لم یجزئھم عندنا لان الکافر لا یتحقق منہ القربۃ فکانت نیتہ ملحقۃ بالعدم فکان یرید اللحم'' انتھی . اورفتاوی شامی ج:۹ ص:۵۳۱ پر ہے ''و ان کان شریک

الستة نصرانیا او مرید اللحم لم یجز عن واحد منهم لان الاراقة لا تتجزأ" أنتھی۔اور فتاوی تاتارخانیہ ج:۱۷ص:۴۵۰ر پر ہے"ولو کان احدھم صبیا جاز وان کان کافرا لا"انتھی . اوراسی میں صفحہ:۴۵۴ر پر ہے" وفی الکافی و ان کان شریک الستة نصرانیا اورجلا یرید اللحم لم یجز عن واحد منھم".انتھی. اور بہارشریعت حصہ:۱۵ص:۱۴۲ر پر ہے" گائے کے شرکاء میں سے ایک کافر ہے یاان میں ایک شخص کامقصود قربانی نہیں بلکہ گوشت حاصل کرنا ہےتو کسی کی قربانی نہ ہوئی"۔اھ۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم　　　**کتبہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　　۲رصفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے آپ کو صوفی سلسلے سے بتاتا ہے پیرومرشد کی یاد میں مست ہوکر قوالی سنتا ہے نماز روزے کاپابند بھی ہے اذان وتکبیر بھی پڑھتا ہے مگر کچھ نماز کی پابندی نہ کرنے والے لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص جوڈھول باجے کے ساتھ قوالی سنتا ہے اس سے اذان نہ پڑھوائی جائے میلاد نہ پڑھوائی جائے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ڈھول تاشے کے ساتھ قوالی سننے والے اس شخص کی اذان وتکبیر صحیح ہے یانہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : یہ سوال کرنے والے بے نمازی ترک نماز سے توبہ کریں کہ نماز کا ترک سخت ناجائز وگناہ اور نماز کا ہلکا جاننا کفر۔اور ڈھول باجے کے ساتھ قوالی سننا سخت ناجائزوحرام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے" لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحرم والحریر والخمر والمعازف" یعنی ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جوحلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ اورریشمی کپڑے اورشراب اور باجوں کو۔ اھ۔(بخاری شریف ج:۲ص:۸۳۷)اورحدیث پاک میں ہے" استماع الملاھی معصیة

والجلوس علیها فسق“ ۔اورڈھول تاشے کے ساتھ قوالی سننے کے بارے میں اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ”ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اوران سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے“ ۔اھ۔ (فتاوی رضویہ ج:۹رص: ۱۹۹)اور بہارشریعت حصہ:۱۶رص:۱۳۱ر پر ہے”متصوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی کے سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے ہیں اورناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں“ ۔اھ۔

لہذا اعلانیہ طور پرڈھول باجے کے ساتھ قوالی سننے والا فاسق معلن ہے اور فاسق کی اذان واقامت مکروہ ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱رص:۵۴ر پر ہے” یکرہ اذان الفاسق“انتھی .اوردرمختار مع شامی ج:۲رص:۶۰ر پر ہے” و یکرہ اذان جنب و اقامته و اقامة محدث لا اذانه علی المذهب و اذان امرأة وخنثی وفاسق ولو عالما“.انتھی . اور بہارشریعت حصہ:۳رص:۳۰ر پر ہے”خنثی وفاسق اگر چہ عالم ہی ہوں اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے“اھ۔ اوراسی میں صفحہ:۳۳رپر ہے” اقامت مثل اذان کے ہے“۔اھ۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم | **کتبـــــہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ | ۷ر ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ اذان وتکبیر سے پہلے درودشریف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوهاب : اذان واقامت سے پہلے بالجہر درودشریف پڑھنا جائز ہے مگر درودشریف پڑھنے کے بعد تھوڑا ٹھہر جائے پھر اذان واقامت

پڑھی جائے تا کہ دونوں کے درمیان فصل ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان واقامت کی آواز سے پست رہے تا کہ دونوں کے درمیان امتیاز ہو جائے اور لوگ درود شریف کو کلمات اذان سے نہ سمجھیں۔ کہ درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہر وقت پڑھ سکتے ہیں جبکہ کوئی چیز مانع نہ ہو۔ خدائے تعالی کا ارشاد ہے﴿ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا یھاالذین اٰمنوا صلو اعلیہ وسلموا تسلیما﴾ (سورہ: احزاب/آیت: ۵۶) اور حدیث پاک میں ہے" من صلی علی صلاۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوٰت و حطت عنہ عشر خطیئات و رفعت لہ عشر درجات " (نسائی ج:۱/ص:۱۴۵) اور فتاوی شامی ج:۲/ص:۲۳۰/ پر ہے" نص العلماء علی استحبابھا فی مواضع یوم الجمعۃ ولیلتھا و عنددخول المسجد والخروج منہ وعند زیارۃ قبرہ الشریف و عقب اجابۃ المؤذن وعند الاقامۃ واول الدعاء و اوسطہ وآخرہ "انتھی ملخصا. اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں اور اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزو اقامت نہ معلوم ہو رہا ہو" ۔اھ ۔ (فتاوی رضویہ ج:۲/ص:۳۹۵) واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ہندہ اپنے سمدھی کے ساتھ حج پر جانا چاہتی ہے تو اس کا اس طرح سفر حج میں جانا کیسا ہے اور ہندہ چونکہ بیوہ ہے وہ یہ نہیں چاہتی کہ اپنے سمدھی کے ساتھ نکاح کر کے اس کی پابند ہو جائے تو کس طرح سمدھی کے ساتھ نکاح کرے کہ سفر حج بھی درست ہو جائے اور سفر حج سے واپس آنے پر اس کی پابند بھی نہ رہے. بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوہاب : عورت کو بغیر شوہر یا بغیر محرم کے تین دن سے زیادہ کے سفر حج پر جانے کی اجازت نہیں حدیث پاک میں ہے" لا تسافر المرأۃ ثلثا الا معھا ذو محرم" (بخاری شریف ج:۱رص:۱۴۷) دوسری حدیث پاک میں ہے" الا لا تحجن امرأۃ الا و معھا محرم" (اخرجه البزار فی مسندہ) اورفتاوی عالمگیری ج:۱رص:۲۱۸ر پر ہے" و منھا محرم للمرأۃ شابۃ کانت او عجوزا اذا کانت بینھا و بین مکة مسیرۃ ثلاثة ایام "انتھی۔ اگر ہندہ کا شوہر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی محرم ہے اور وہ حج کے لئے جانا چاہتی ہے تو اس پر نکاح کرنا ضروری ہے جیسا کہ فتاوی شامی ج:۳رص:۴۶۵ر پر ہے" یجب علیھا التزوج عند فقد محرم"انتھی. اوراگر دوسرا نکاح ہمیشہ کے لئے نہیں کرنا چاہتی تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ وہ اپنے غیر محرم سمدھی کے ساتھ اس شرط پر نکاح کرے کہ جب میں چاہوں اپنے نفس کو طلاق بائن دے لوں پھر اس کے بعد اگر اس کے ساتھ راضی رہے تو رکی رہے اور اگر چاہے تو خود کو طلاق دے لے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ" بہتر اور آسان تر یہ ہے کہ اس شرط پر نکاح کرے کہ مجھے ہر وقت اپنے نفس کا اختیار ہو کہ جب کبھی چاہوں اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے لوں یوں اس کے نہ جانے یا واپس آنے پر اور اس کے بعد بھی ہر وقت عورت کو اختیار رہے گا مرضی ہو اس کی زوجیت میں رہے نہ مرضی ہو اپنے آپ کو ایک طلاق بائن دے کر جدا ہو جائے" اھ۔

اور اگر وہ اپنے اس غیر محرم سمدھی کے ساتھ بے نکاح کے سفر حج پر جائیگی تو ہر قدم پر گناہ پائیگی البتہ فرض ذمہ سے ساقط ہو جائیگا جیسا کہ اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ" اگر چلی جائیگی گنہ گار ہوگی ہر قدم پر گناہ لکھا جائیگا مگر حج ادا ہو جائیگا کہ معیت محرم شرط صحت حج نہیں"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۴رص:۶۸۴) واللہ تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۶رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے چچا، دادا، بیوی اور تین بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کو اس کی میراث سے کتنا حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب : بعد تقدیم ما تقدم وانحصار الورثۃ فی المذکورین زید کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۲۴ حصے کئے جائیں گے یعنی ۳ حصے بیوی کو دئے جائیں گے اور سدس یعنی ۴ حصے دادا کو دئے جائیں گے اور ثلثان یعنی ۱۶ حصے تینوں بیٹیوں کے درمیان برابر تقسیم کئے جائیں گے اور بقیہ ایک حصہ بطور عصبہ چچا کو دیا جائے گا جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فان کان لکم ولد فلھن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین﴾ (سورہ: نساء/آیت: ۱۲) اور عالمگیری: ج: ۶/ص ۴۵۰/ پر ہے" واما الثمن ففرض الزوجۃ او الزوجات اذا کانت للمیت ولد اولدابن ". انتھیٰ. ﴿ولابویه لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان له ولد﴾ (سورۃ: نساء/آیت: ۱۱) عالمگیری: ج/۶: ۴۵۱/ پر ہے" واما السدس ففرض الاب اذا کان للمیت ولد او ولد ابن وفرض الجد کذلک عند عدم الاب". انتھی. ﴿فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک﴾ (سورۃ: نساء/آیت: ۱۱) عالمگیری: ج۶/ص ۴۵۱/ پر ہے" واما الثلثان ففرض اربعۃ اصناف فرض بنتی الصلب فصاعدا". انتھی۔ اور اسی صفحہ پر ہے" وھم کل من لیس له سھم مقدرو یأخذ ما بقی من سھام ذوی الفروض واذا انفرد اخذ جمیع المال". انتھی. واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

۱۸/ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ۴ جون ۲۰۱۱ء کو ہوئی لیکن زید نامرد تھا اور ہندہ نے نامردی کے باوجود زید کے ساتھ ایک سال پانچ مہینے گزارے لیکن نہ ہی اس نے اپنا علاج کرایا اور نہ ہی وہ ٹھیک ہوا اور بھی اس کے اندر عادات قبیحہ ہیں جیسے باپ کو برا بھلا کہنا اوران کو کھانا دینے سے منع کرنا۔اوراب ہندہ زید سے طلاق چاہتی ہے لیکن وہ طلاق بھی نہیں دے رہا ہے از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے اوراس کے مہر کا کیا حکم ہے۔ **توجبوا واضحا کاملا وافیا تاما ۔**

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوهاب : زیدعلاج کرائے ورنہ اس پرضروری ہے کہ اپنی بیوی ہندہ کوطلاق دیدے کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿**فامساک بمعروف او تسریح باحسان**﴾(سورہ بقرہ/آیت:۲۲۹)اورحضرت صدرالشریعہ علامہ امجدعلی علیہ الرحمہ تحریرفرماتے ہیں کہ "بعض صورتوں میں طلاق دیناواجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا ہجڑا ہے یااس پر کسی نے جادو یاعمل کردیا ہے کہ جماع کرنے پرقادر نہیں" ۔اھ۔(بہارشریعت حصہ:۸/ص:۵)اوراگر شوہرطلاق نہ دے تو مسلمانوں پرلازم ہے کہ اس پر دباؤ ڈال کراس سے طلاق دلوائیں اوراگراس میں کوتاہی کریں گےتو وہ بھی گنہگار ہونگے اگرشوہراس طرح بھی طلاق نہ دے تو عورت قاضی کے یا اس علاقے کےسب سے بڑے مفتی کے پاس دعوی کرے اورقاضی اس شوہرسے دریافت کرے گا اگرشوہر نامرد ہونے کااقرار کرلےتو قاضی اس کوعلاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے گا جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ ج:۵/ص:۲۲۰/ پر ہے"**و اذا وجدت المرأة زوجها عنينا فلها الخيار ان شاءت اقامت معه وان شاءت خاصمته عند القاضی وطلبت الفرقة فان خاصمت فالقاضی يؤجله سنة**" **انتهى** ۔اگرشوہراس مدت میں ٹھیک ہوجائےتو درست ہے ورنہ قاضی شوہرسے طلاق دینے کو کہے گااگرطلاق دیدےتو درست۔ورنہ قاضی خودعورت کے مطالبہ پر دونوں

کے درمیان تفریق کرادے جیسا کہ درمختار ج:۵/ص:۱۶۷/ پر ہے ”**وفرق الحاکم بطلبها لو حرة بالغة غیر رتقاء وقرناء**“انتھی ۔اور مدت کا شمار مخاصمہ کے وقت سے ہی ہوگا جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱/ص:۵۲۳/ پر ہے”**ابتداء التاجیل من وقت المخاصمہ**“.انتھی ۔اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے پھر اگر خلوت پائی گئی تو مہر کامل کی حقدار ہوگی اور اس پر عدت واجب جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿**فآتوھن اجورھن فریضة**﴾ یعنی ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو (سورۂ نساء/آیت:۲۴) اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ”کہ طلاق سے مہر تمام وکمال واجب الادا ہوگیا“۔ اھ۔ (فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۱۱۲) اور ھدایہ اولین ص:۴۰۱/ پر ہے”**ولها کمال مهرها ان کان خلا بها فان خلوة العنین صحیحة ویجب علیها العدة**“.انتھی.

اور زید کا اپنے باپ کو ستانا اور کھانا دینے سے منع کرنا سخت ایذا کا کام اور ناجائز وحرام ہے کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿**فلا تقل لهما اف وّلا تنهرهما و قل لهما قولا کریما**﴾یعنی ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔(بنی اسرائیل آیت:۲۳) اور حدیث پاک میں ہے”**ان رجلا قال یا رسول الله(صلی الله تعالی علیه وسلم)ما حق الوالدین علی ولدهما قال هما جنتک و نارک**“یعنی ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) والدین کا ان کی اولاد پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا وہ دونوں تیری جنت اور جہنم ہیں۔(ابن ماجہ ص: ۲۶۰) یعنی ان کی خدمت میں جنت اور نافرمانی میں جہنم ہے لہذا زید سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ہے زید پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا پختہ عہد کرے۔**واللہ تعالی اعلم باالصواب**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــــــہ**: محمد تحسین مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۴/جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک متبنی بیٹی ہندہ ہے جس کا نکاح زید نے بارہ سال پہلے بکر سے کردیا تھا زید خود بھی شادی شدہ ہے زید کے پاس ایک مکان تھا جواس نے اپنی متبنی بیٹی ہندہ اور اپنے بھتیجے کو ہبہ کردیا باوجودیکہ زید کی ایک مدخولہ بیوی ہے بعد میں متبنی اور بھتیجے نے اس کے مکان کی قیمت نو لاکھ روپئے لگائی اور متبنی ہندہ کے شوہر بکر نے زید کے بھتیجے کو نصف رقم دیدی اور مکان اپنے نام رجسٹرڈ کرالیا اب بکر نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دیدی اور بکر کا بیان ہے کہ اس مکان کی مرمت اور زید کے بھتیجے کو اس کا حق دینے میں آٹھ لاکھ روپئے خرچ کئے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں (۱) زید کا اس طرح سے ہبہ کرنا کیسا ہے (۲) اس کی مدخولہ بیوی کا کیا حکم ہے (۳) ہندہ متبنی کو اس میں کتنا حق ملے گا (۴) بکر نے جو روپیہ مکان کی مرمت میں خرچ کیا اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب : صورت مسئولہ میں اگر زید واہب نے مرض الموت سے پہلے ہوش وحواس کی حالت میں اپنا مکان ہبہ کرنے کے بعد متبنی ہندہ اور اپنے بھتیجے کے درمیان تقسیم کردیا اور ان کو اس پر قبضہ بھی دلا دیا تو زید کی طرف سے اس مکان کا ہبہ تام ہوگیا اور وہ دونوں اس مکان کے مالک ہوگئے جیسا کہ البحر الرائق ج:۷/ص:۴۷۶/ پر ہے ”لا بد لہ من القبض فیھا لثبوت الملک “. انتھی۔ اور زید اپنی کل جائداد بھی کسی کو ہبہ کرسکتا ہے جیسا کہ البحر الرائق ج:۷/ص:۴۸۷/ پر ہے ”ان وھب مالہ کلہ لواحد جاز“ انتھی۔ اور حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”ہر شخص کو اپنے مال کا زندگی میں اختیار ہے چاہے کل خرچ کر ڈالے یا باقی رکھے“۔اھ۔ (فتاوی امجدیہ ج:۳/ص:۲۶۷) البتہ زید اپنی جائداد ہبہ کرکے وارثین کو محروم کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوا کہ حدیث شریف میں ہے ”من فر عن میراث وارثہ قطع اللہ مراثہ من الجنۃ “۔(۱) لہٰذا زید

کا اس طرح ہبہ کرنا درست ہے (۲) اور زید کی مدخولہ بیوی اس صورت میں محروم رہے گی (۳) صورت مسئولہ میں ہندہ متبنی کو اس مکان کا نصف حصہ ملے گا یا اس کی نصف قیمت اس کو دی جائے گی (۴) صورت مسئولہ میں اب جبکہ بکر نے ہندہ کو تین طلاقیں دیدیں اور وہ مغلظہ ہوگئی تو وہ مکان ہندہ کو دیدیا جائے گا جبکہ ہندہ نے اپنے حصہ کا بکر کو مالک نہ کردیا ہو البتہ بکر نے جو رقم ہندہ کے حصے کی مرمت میں بطور قرض لگائی ہو تو اتنی رقم اس کو ادا کی جائے گی۔

اور اگر زید واہب نے ہبہ کرنے کے بعد قبضہ نہیں دلایا تو ہبہ تام نہ ہوا کہ ایسے ہبہ کے بارے میں کہ جس پر قبضہ نہ دیا ہو اور تقسیم نہ کی گئی ہو امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ''اور ایسا ہبہ مذہب صحیح پر محض بے اثر کہ بعد قبض بھی مورث کی ملک نہیں جب تک جدا کر کے واہب کی طرف سے تسلیم نہ واقع ہو کما حققہ فی الخیریہ والعقود ورد المحتار وغیرھا''۔ انتھی۔ (فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۳۲۱) لہذا اگر زید کی طرف سے ہبہ کر کے قبضہ نہ دلایا گیا اور تسلیم نہ واقع ہوئی تو زید کی کل جائداد اس کے تمام ورثہ کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔

وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــــہ**: محمد تحسین رضا مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

مسـئـلـہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں زید چادر کا کاروبار کرتا ہے اس نے بکر کو کام کرنے کے لئے مثلاً پچاس ہزار روپئے اس شرط پر دئے کہ ان روپیوں کی جتنی بھی چادریں ملیں ان کو فروخت کرو اور ہر چادر پر تین روپئے میں نفع لونگا اور باقی نفع تمہارا رہے گا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید بکر کا مذکورہ معاملہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم انت الموفق للصواب : مذکورہ تجارت میں ایک قسم

کی شرکت ہے کہ جانب سے مال ہواور ایک جانب سے کام۔ مال دینے والے کورب المال اور کام کرنے والے کومضارب اور مالک نے جو دیا ہے اسے رأس المال کہتے ہیں زید وبکر کے مابین مذکورہ معاملہ مضاربت ہے اور یہ جائز ہے جبکہ ان شروط کا لحاظ رکھا جائے جو مضاربت میں ذکر کی گئیں ہیں بایں طور کہ جانبین سے نفع کی مقدار معین ہوجائے کہ کل نفع میں سے نصف، نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا دو تین تہائی ایک چوتھائی میرا رہے گا اور مابقی تمہارا۔ نفع کی اس طرح تعیین نہ کی جائے کہ جس میں شرکت کے قطع کا احتمال ہو بایں طور کہ سو روپئے کا نفع میں لونگا کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ سو ہی روپئے کا نفع ہو تو شریک کیا پائیگا جیسا کہ حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ:۱۴ رص:۳۰۲ ر پر مضاربت کی شرطیں بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ”مضاربت کے لئے چند شرائط ہیں (۱) رأس المال از قبیل ثمن ہو (۲) رأس المال معلوم ہو اگر چہ اس طرح معلوم گیا ہو کہ اس کی طرف اشارہ کر دیا (۳) رأس المال عین ہو یعنی معین ہو (۴) رأس المال مضارب کو دے دیا جائے یعنی اس کا پورے طور قبضہ ہوجائے رب المال کا بالکل قبضہ نہ رہے (۵) نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف، نصف یا دو تہائی ایک تہائی یا تین ایک چوتھائی نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہوجانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو روپئے نفع لونگا اس میں ہوسکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیونکر شرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف لونگا اور اس کے ساتھ دس روپئے اور لونگا اس میں بھی ہوسکتا ہے کہ کل نفع دس ہی روپئے ہو تو دوسرا شخص کیا پائیگا (٦) ہر ایک کا حصہ معلوم ہو (۷) مضارب کے لئے نفع دینا شرط ہو“۔ اھ ملخصا۔ اور فتاوی عالم گیری ج:۴ رص:۲۸۷ ر پر ہے” ومنها ان یکون نصیب المضارب من الربح معلوما علی وجه لا تنقطع به الشرکة فی الربح کذا فی المحیط فان قال علی ان لک من الربح مأة درهم او شرط مع النصف او الثلث عشرة دراهم لا تصح المضاربة کذا فی المحیط السرخسی ولو شرط للمضارب ربح نصف المال او

ربح ثلث المال كانت المضاربة جائزة ".انتھی ۔اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۷/ص:۹۷/ پر تحریر فرماتے ہیں" روپیہ اسے قرض نہ دے بلکہ تجارت کے لئے دے کہ روپیہ میرا اور محنت تیری اور منافع نصفا نصف تو یہ جائز ہے" اھ۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــہ** : محمد ابرار رضوی مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۶/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

مسئلـــــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کے امام صاحب زید جو کہ اپنے آپ کو مفتی کہلاتے ہیں تو انہوں نے اپنے استاد بکر کو بلوا کر مسجد میں تقریر کرائی تو انہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ عید میلا د النبی منانے والا اور مزارات پر حاضری دینے والا اور بزرگوں کا عرس اور محرم وغیرہ کو منانے والا مردود ہے کیونکہ یہ تمام چیزیں بدعت ہیں اور اس مسئلہ میں امام اور ان کے استاد کے ساتھ کمیٹی والے بھی ہیں جو ان کا ساتھ دے رہے ہیں تو اب امام صاحب اور جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے اور کمیٹی والوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح کیا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجوا ب اللھم انت الموفق للصواب : میلا دو مزارات پر حاضری، بزرگان دین کے اعراس اور عشرہ محرم پر سبیل لگانا ذکر شہداء سب امور مستحبہ ہیں انہیں بدعت ومنکر کہنے والا یا تو وہابی گمراہ ہے اور اگر وہابی وگمراہ نہیں تو جاہل ضرور اور اسکو بدعت کہنے والے علانیہ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کہنے کا پختہ عہد کریں اور سنی مسلمان ایسوں کی ہرگز حمایت نہ کریں۔مزارات پر حاضری کے تعلق سے حدیث پاک میں ہے"عن عائشة انها قالت کا ن رسو ل الله صلی الله تعالی علیه وسلم کلما کا ن لیلتها من رسو ل الله صلی الله تعالی علیه وسلم یخرج من آخر اللیل الیٰ البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم

مؤمنین واتاکم ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان یشاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر لا ھل بقیع الغرقد" حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم تمہارے پاس وہ چیز آچکی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما (مسلم ج:۱رص:۳۱۳) اور فتاوی عالمگیری ج:۵ر ص:۳۵۰ر پر ہے" لا بأس بزیارۃ القبور وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ" انتھی ۔ اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۱۲رص:۹۷ر پر تحریر فرماتے ہیں "زیارت قبور سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں"الا فزوروھا فانھا تزھدکم فی الدنیا وتذکرکم الآخرۃ" سن لو قبر کی زیارت کرو وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کریگی اور آخرت کی یاد دلائیگی خصوصا زیارت مزارات اولیاء کرام کہ موجب ہزاراں ہزار برکت وسعادت ہے اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار"۔اھ۔اور محفل میلاد منانا بھی جائز ہے جیسا کہ خدائے پاک کا ارشاد ہے ﴿واما بنعمۃ ربک فحدث﴾ (الضحی: ۱۱) اور فرماتا ہے ﴿قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون﴾ (یونس: ۵۸) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علامہ صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی تحریر فرماتے ہیں کہ "بعض لوگ حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد کو، گیارہویں شریف کو اور دیگر طریقہائے ایصال ثواب کو بعض میلاد شریف کو وفاتحہ وتوشہ کی شیرینی وتبرک کو جو سب حلال وطیب ہیں"۔اھ۔ (کنز الایمان ص:۳۱۱) اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۱۱رص:۲۶۴ر پر تحریر فرماتے ہیں "مسلمانوں کو جمع کرکے ذکر ولادت اقدس وفضائل عُلیہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم منانا ولادت اقدس کی خوشی کرنا اسمیں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنا بلا شبہ جائز ومستحب ہے"۔اھ۔اور شرعی دائرہ میں عرس بزرگان دین منانا بھی جائز ہے اس لئے کے مسلمان اس کو اچھا

سمجھتے ہیں اور جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ و رسول کے نزدیک بھی اچھا ہے حدیث پاک میں ہے "عن ابن مسعود ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن " (مشکاۃ شریف ص :۲۷) اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۴ر ص:۱۹۱ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ "عرس بزرگان خود آہ ایں طعن مبنی ست بر جہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچ کس فرض نمی داند آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین وامداد ایشاں باہدائے ثواب وتلاوت قرآن دعائے خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس برائے آں است کہ آں روز مذکر انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود فلاح ونجات ست وخلف را لازم است کہ سلف خود را بایں نوع بر واحسان نماید"۔اھ۔البتہ تعزیہ بہت سے ناجائز امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع وناجائز اور حرام ہے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۹ر ص:۱۸۶ر پر تحریر فرماتے ہیں "تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے اس کا بنانا، دیکھنا جائز نہیں"۔اھ۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ : محمد ابرار رضوی مصباحی منظری

۸ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ نابالغ طالب علم قران مجید کی تلاوت کا ثواب کسی دوسرے کو ایصال ثواب کرسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : قاعدہ کلیہ اس بارے میں یہ ہے انسان اپنے اعمال حسنات کا ثواب دوسرے کو ایصال کرسکتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول کتاب المناسک ص:۳۵۷ پر ہے "الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوما او صدقۃ او غیرہ کالحج وقراءۃ القران والاذکار و

زیارۃ قبور الانبیاء علیھم السلام والشھداء والاولیاء والصالحین وتکفین الموتی وجمیع انواع البر" .انتھی ۔(کذافی غایۃ السروجی شرح الھدایہ)علامہ ابن نجیم حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"و تصح عباداته وان لم تجب علیه واختلفوا فی ثوابھا والمعتمد انه له و للمعلم ثواب التعلیم و کذا جمیع حسناته".انتھی .یعنی نابالغ بچہ کی عبادت صحیح ہوتی ہے اگرچہ اس پرواجب نہیں اورفقہاء کرام نے اس کےثواب کے بارے میں اختلاف کیا ہےلیکن قول معتمد یہ ہے کہ ثواب اسے ملتا ہےاور معلم (استاد) کوتعلیم کاثواب بھی ملتا ہےاور ایسا ہی تمام نیکیوں کاحکم ہے۔اھ۔(الاشباہ والنظائرج:۳ص:۲۲) اورغمز عیون البصائرمیں ہے" حسنات الصغیر قبل ان یجر علیه القلم له لا لابویه لقوله تعالیٰ وان لیس للانسان الا ما سعی"،یعنی نابالغ بچہ کی نیکیاں اس پرقلم جاری ہونے سے پہلے(بالغ ہونے سے)اسی کے لئے ہوتی ہیں اس کے ماں باپ کے لئےنہیں اللہ تعالیٰ کےاس قول کی وجہ سے کہ انسان کیلئےنہیں ہے مگر وہ جواس نے سعی کی۔اھ۔(الاشباہ والنظائرج:۳ص:۲۲)فقہائے کرام کی ان روشن تصریحات سے واضح ہوگیا کہ نابالغ بچہ کواس کے اعمال حسنات کااجروثواب ملتا ہےاوروہی اس کا مالک ہوتا ہےاور جب وہ مالک ہوتا ہے دوسرے کوایصال کرنے کا اسے اختیاربھی رہتا ہےلہذا صورت مسئولہ میں نابالغ طالب علم تلاوت قرآن کاثواب دوسرے کوایصال کرسکتا ہےکوئی حرج نہیں کہ اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۴رص:۲۰۳ر پرتحریرفرماتے ہیں"اھدائے ثواب ہمچو روشن کردن چراغ از چراغ است کہ ازیں چراغ چیزے نہ کاھد۔و چراغ دیگر روشنائی یابدشک نیست ازہمچو تبرع زنہارہمچونیست بلکہ چراغ افروختن نیز اونتواں شد آنجا اگراز چراغ چیزے کم نشودفزوں ہم نہ شدایں جاثواب واھب یکے دہ می شودواللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم بمثل فرض کن اگرمحسوس نیزصورت ہمچناں یافتہ شدے کہ ہمی درہمی دہدقرآن درہم ہم بموہوب لہ کہ رسدوہم بدست صبی برقرار ماندویکے دہ گروہ آیامعقول بودکہ شرع مطہرصبی را

ازہمچوں تصرف باز داشتے حاش للہ حجر برائے نظر دفع ضرور است نہ بہر دفع نفع والحاق حجر ایں ست دریں مسئلہ طریق نظر"۔اھ۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم **کتبــــــــہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۵/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

مسـئلــــہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ کپڑا ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص صرف لنگی باندھ کر بغیر کرتہ کے ننگے بدن نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: صرف تہبند باندھ کر کھلے بدن نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ شئی" یعنی کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کوئی کپڑا نہ ہو۔اھ۔(بخاری کتاب الصلوۃ ج:۱رص:۵۲)اور فتاوی عالمگیری باب شروط الصلوۃ ج:۱رص:۵۹ر پر مذکور ہے"و ان صلی فی ازار واحد یجوز و یکــــرہ".انتھـــــی.۱ور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۳رص:۲۸۰ر پر تحریر فرماتے ہیں"صرف پائجامہ پہنے بالائی حصہ بدن کا ننگا رکھ کر نماز بایں معنی تو ہو جاتی ہے کہ فرض ساقط ہو گیا مگر مکروہ تحریمی ہوتی ہے واجب ترک ہوتا ہے فاعل گنہگار رہتا ہے اس کا پھیرنا گردن پر واجب رہتا ہے نہ پھیرے تو دوسرا گناہ سر پر آتا ہے۔ہاں اگر اتنے ہی کپڑے کی قدرت ہے تو ایسی محتاجی میں مجبوری ومعافی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں"لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ منہ شئی" یعنی ہرگز تم میں کوئی شخص ایک ہی کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر اس کا بالائی حصہ نہ ہو رواہ الشیــخان عن ابی

هریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ خطیب بغدادی جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ’’نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوۃ فی السراویل ‘‘یعنی فقط پائجامہ سے نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔اھ۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــــہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۹/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلـــــہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ عورتیں غیر انسانی بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملا کے چوٹی باندھتی ہیں ایسا کرنے کی کہاں تک شریعت اجازت دیتی ہے؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: انسان کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملا کر چوٹی باندھنا کہ زیب وزینت میں زیادتی ہو ناجائز وحرام ہے جیسا کہ درمختار ج:۹/ص:۵۳۵/پر علامہ حصکفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں’’و صل الشعر بشعر الآدمی حرام سواء کان شعرھا او شعر غیرھا ‘‘ یعنی بالوں کو آدمی کے بال سے جوڑنا حرام ہے خواہ وہ بال اس کے اپنے ہی تراشیدہ ہوں یا کسی دوسرے آدمی کے ہوں ۔انتھی ۔اور ردالمحتار ج:۹/ص:۵۳۵/پر علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں’’واذا وصلت المرأۃ شعر غیرھا بشعر ھا فھو مکروہ و انما الرخصۃ فی غیر شعر بنی آدم تتخذہ المرأۃ لتزید فی قرونھا وھو مروی عن ابی یوسف‘‘ .انتھی۔

اورعورتیں غیر انسانی بالوں اور نائلون وغیرہ کے بنے ہوئے بالوں کو زیب وزینت کے لئے استعمال کرسکتی ہیں اور چوٹی باندھ سکتی ہیں لیکن مردوں کو اس سے بچنا چاہیے کہ زینت عورتوں کے لئے جائز ہے نہ کہ مردوں کے لئے جیسا کہ فتاوی ہندیہ ج:۵/ص:۳۵۸/پر مذکور ہے ’’لا

بأس للمرأة ان تجعل فی قرونها و ذوائبها من الوبر "یعنی عورتوں کے لئے اپنے گیسوؤں اور چوٹیوں نقلی بالوں کا گچھار کھنے میں کوئی حرج نہیں۔ وبر اونٹ یا خرگوش کے بالوں کو کہتے ہیں جب ان جانوروں کے بالوں کو عورتیں زیب و زینت کے لئے استعمال کرسکتی ہیں تو نیلون وغیرہ کے بالوں کو استعمال کرنے میں کوئی قباحت وممانعت نہیں ہوگی اور فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" انسانوں کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت آئی جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔ (بہار شریعت حصہ:۱۶/۲۰۷) واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم　　　　**کتبــــہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　　　۱۳/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ ہمارے علاقے میں گائے، بکری وغیرہ جانوروں کو گابھن کرنے کے لئے لوگ اجرت لیتے ہیں اجرت لینا شرعا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: جانوروں کو گابھن کرنے کی اجرت لینا اور نر جانوروں کو جفتی کرنے لئے اجرت پر دینا دونوں ناجائز ہیں جیسا کہ امام برہان الدین مرغینانی علیہ الرحمہ ہدایہ آخرین ص:۲۸۷/ پر تحریر فرماتے ہیں" لا یجوز اخذ اجرۃ عسب التیس وھو ان یؤاجر فحلا لینزو علی اناث لقولہ علیہ السلام ان من السحت عسب التیس". انتھی ۔اور فتاوی ہندیہ ج:۴/ص:۴۵۴/ پر مذکور ہے" لا یجوز اخذ عسب التیس وھو ان

یؤاجر فحلا لینزو علی الاناث و العسب ھو الاجرۃ التی تؤخذ علی ضرب الفحل کذا فی السراج الوھاج''۔انتھی۔اوردرمختار ج:۹رص:۷۵ر پر مذکور ہے''لا تصح الاجارۃ لعسب التیس وھو نزوہ علی الاناث'' .انتھی ۔فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''نر جانور کو جفتی کرنے کے لئے اجرت پر دینا ناجائز ہے اور اجرت بھی لینا ناجائز ہے''(بہار شریعت حصہ:۱۴رص:۱۳۴)۔وھوتعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵رصفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ تمام حلال وحرام کاموں میں اور بالخصوص کھانے پینے کی چیزوں میں کہ یہ غذا یا یہ ذبیحہ حلال ہے یا حرام یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تو کوشش کرنا بہتر ہوگا یا ضروری؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: تمام حلال وحرام کاموں اور تمام کھانے پینے کی اشیاء کی حلت وحرمت کے بارے میں علم حاصل کرنا بقدر حاجت فرض عین ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں''و تعلم ما لا بد منہ من الفقہ فرض عین وقال فی المناقب :عمل محمد ابن الحسن مأتی الف مسئلۃ فی الحلا ل و الحرا م لا بد للناس من حفظھا'' .انتھی ۔(ردالمحتار ج:۹رص:۵۸۴)اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۹رص:۱۰۷ر پر تحریر فرماتے ہیں''علم دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہو وضو غسل نماز روزے وغیرہا ضرورت کے احکام سے مطلع ہو تاجر تجارت،مزارع زراعت،اجیر اجارے غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو فرض عین ہے''۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵ر رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ کرشن کو سولہواں اوتار ملا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سترہواں اوتار ملا ہے حکم بیان فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :صورت مسئولہ میں اگر واقعی زید نے ایسا کہا ہے تو وہ بلاشبہہ کافر ومرتد ہوگیا اس لئے کہ ہنود اوتار سے ایسے شخص کو مراد لیتے ہیں جس میں معاذ اللہ خدا حلول کئے ہوتا ہے اور خدائے تعالی کو کسی چیز میں حال ماننا کفر ہے جیسا کہ فتاوی امجدیہ ج:۴ ر ص:۴۴۶ ر پر فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”ہنود اوتار اسے کہتے ہیں جس میں اپنی خیال کی رو سے یہ سمجھتے ہیں کہ خدا اس میں حلول کئے ہوئے ہے اور معاذ اللہ تعالی پاک ہے اس سے کہ وہ کسی شئی میں حلول کرے حلول کا قول کرنا کفر ہے“۔اھ۔اور اس لئے بھی کہ کرشن جس کا اچھا شخص ہونا تو درکنار اس کا نفس وجود بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں اور کسی بھی غیر نبی کو نبی سے افضل یا نبی کے برابر کہنا بھی بالاتفاق کفر وارتداد ہے۔

جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ المعتمد المستند کے صفحہ ۱۲۵ر پر تحریر فرماتے ہیں ”من فضل وليا على نبی يخشى عليه الكفر بل هو كافر ذكر القا ضی عياض قول المعر ی هو مثله فی الفضل الا انه لم يأتيه جبرئيل وقال صد ر البيت الثانی من هذا القبيل تشبه غير النبی فی فضله بالنبی صلى الله تعالى عليه وسلم“.انتهى .اور فتاوی رضویہ ج:۶ ر ص:۱۴۲ ر پر اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”کہ قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام وکرشن کا ذکر تک نہیں ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقع میں کچھ اشخاص تھے بھی یا محض انیاب،اغوال ورجال بوستاں خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں تو اتر ہنود اگر حجت نہیں تو ان کا وجود ہی نا ثابت اور اگر حجت ہے تو

اسی تواتر سے ان کا فسق وفجور ولہو ولعب ثابت پھر کیا معنی کہ وجود کے لئے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لئے مردود مانا جائے اور انہیں کامل ومکمل بلکہ ظنا معاذ اللہ انبیاء ورسل مانا جائے"۔اھ۔اور فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں"جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے"۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:ا رص:۱۵)لہذا زید پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ وتجدید ایمان کرے اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرلے۔**و اللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــــــہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۳ر صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسـئلـہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید وبکر میں جھگڑا ہوا زید نے کہا ہم شریعت کی بات مانیں گے بکر کے ماموں نے زید سے کہا ہم شریعت تمہاری اُس میں ڈال دیں گے اور بکر نے کہا ہم ہندو ہیں تو ہم پر شریعت سے کیا اعتراض کروگے دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکر اپنے آپ کو ہندو کہنے کے باوجود اور بکر کا ماموں شریعت کی توہین والا جملہ کہنے کے باوجود مسلمان ہے یا نہیں؟**بینو ا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الـواب بعو ن الملک العزیز الوھاب :صورت مسئولہ میں بکر کے ماموں کا قول"ہم شریعت تمہاری اس میں ڈال دیں گے"میں شریعت مطہرہ کی کھلی توہین ہے اور شریعت مطہرہ کی توہین کرنے والا بحکم فقہاء کافر ومرتد ہے جیسا کہ عمدۃ المتکلمین والمحققین علامہ عبد العزیز فرہاوی علیہ الرحمہ النبر اس کے صفحہ ۳۴۰ر پر تحریر فرماتے ہیں"**الاستھزاء علی الشریعۃ کفر لا ن ذلک من اما رات التکذیب**".انتھی۔اور امام مفتی الثقلین علامہ عمر نسفی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں"**الـنصو ص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھاالی معان یدعیھا اھل بـاطـن الـحاد ای میل و عدول عن الاسلام واتصال و التصا ق بالکفرلکونہ تکذیبا**

للنبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی ما علم مجیئه به بالضرورة“ .انتهی ۔(بحوالہ فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۵۳)اور بکر پر بھی اس کے قول ”میں ہندو ہوں الخ ‘‘ کی وجہ سے حکم کفر ہے جیسا کہ النبر اس صفحہ۳۴۱ پر مذکور ہے”من تکلم بها و لم یعلم انها کلمة لکفر قال عامة المشائخ انه یکفر و لا یعذر بالجهل“.انتهی ۔اور فتاوی عالم گیری ج:۲ ص:۲۷۹ پر مذکور ہے” مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ما علمت انه کفر لا یعذربهذا“.انتهی ۔اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”جو اپنے کفر کا مقر ہے وہ قطعا کافر ہے“ ۔اھ ۔(فتاوی رضویہ ج:۶ ص:۱۷)لہذا بکر اور بکر کے ماموں پر فرض ہے کہ توبہ وتجدید ایمان کریں اور بیوی والے ہوں تو دونوں تجدید نکاح بھی کریں اور آئندہ ایسے کلمات سے سخت اجتناب کریں ۔والله سبحانه تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
کتبــــــہ : محمد ناظم اختر رضوی منظری
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ
۱۹/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے جو پہلے ہندو تھی کلمۂ اسلام پڑھوا کر نکاح کیا ہندہ بعد نکاح کے اپنے ماں باپ بھائی بہن سے ملاقات کو جاتی ہے اور وہاں کھانا کھاتی ہے اور سب سے باتیں کرتی ہے اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : نومسلم لڑکی کو اپنے والدین سے ملنے ان کے ساتھ کھانے پینے کی اجازت نہیں کہ بہت تو ایسی ہوتی ہیں جو معاذ اللہ ان میں جا کر انکی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور اسلام سے پھر جاتی ہیں پھر تجربات شاھد ہیں کہ ان کے ساتھ کھانا کھانا مورث محبت و وداد ہوتا ہے اور کفار کی موالات سم قاتل ہے جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا

محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۶ رص:۹ ر پرتحریر فرماتے ہیں ''مشرکوں سے اتحادوودادقطعی حرام اوران سے اخلاص دلی کفر ہے'' ۔اھ۔اور فتاوی رضویہ ج:۹ رص:۱۲ ر پر مذکور ہے بے شک کفار سے مخالطت اوران کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ سے ضرور بہت احتراز کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں ''**انا برئ من کل مسلم مع مشرک لا تری نارا ھما**'' یعنی میں بیزار ہوں اس مسلمان سے جومشرکوں کے ساتھ ہومسلمان اور کافر کی آگ آمنے سامنے نہ ہونا چاہیے یعنی دوری لازم ہے ۔اھ۔ہاں اگر اسلام میں ایک طویل زمانہ گزرلے اس کے اولاد بھی ہولیں اوراسلام میں پختہ بھی ہولیں اوراس کے اسلام سے پھر جانے کا اندیشہ بھی نہ رہے تو اسے ان سے ملاقات میں حرج نہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے'' **عن اسماء قالت قدمت امی وھی مشرکۃ فی عھد قریش و مدتھم اذا عاھد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مع ابیھا فاستفتیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقالت ان امی قدمت وھی راغبۃ قال نعم صلی امک**''،یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ جس زمانے میں قریش نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جومشرکہ تھی میرے پاس آئی میں نے عرض کی یارسول اللہ میری ماں آئی ہےاوروہ اسلام کیطرف راغب ہے کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں ارشادفرمایا اس کے ساتھ سلوک کرو یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائیگا ۔اھ ۔(بخاری ج:۲ رص:۸۸۴)اورحدیث مذکور کی شرح میں حضرت ملا علی قاری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج:۹ رص:۱۳۴ ر پرتحریرفرماتے ہیں'' **فیہ جواز صلۃ القریب المشرک** یعنی اپنے قریبی مشرک کیساتھ صلہ رحمی جائز ہے۔**واللہ سبحانہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۰ر ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ جلوس نکالنے کا ثبوت

قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں اور جلوس نکالنا کیسا ہے فقہ وفتاوی کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : بارہ ربیع الاول کو جلوس نکال کر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ذکر جمیل کرنا اور اس نعمت عظمی کا چرچا کرنا جسے مبعوث فرما کر اللہ تعالی نے تمام مومنوں پر احسان جتایا اور اس نعمت عظمی یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تشریف آوری کے دن اظہار خوشی کرنا جائز و مستحسن ہے اور ایسا کرنا شرع کے موافق اور حکم الہی کے عین مطابق ہے کہ یوم ولادت کے موقع پر جلوس نکالنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی عظمت وبڑائی کا اظہار مقصود ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿و تعذروه وتؤقروه﴾ (سورہ فتح آیت:۹) ﴿و قال تعالی قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا﴾ (سورہ یونس آیت:۵۸) ﴿و قال تعالی وذكر هم بايام الله﴾ (سورۂ ابراہیم آیت:۵) ﴿وقال تعالی واما بنعمة ربك فحدث﴾ (سورہ ضحیٰ آیت:۱۱) اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو) وہ طریقہ جو زمانۂ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد رائج ہوا اگر وہ مقصود شرع کے موافق ہے تو اسے رائج کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے سبھی مستحق اجر وثواب ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئی". انتهی۔ (مسلم شریف کتاب العلم ج:۲/ص:۳۴۱) اور عارف باللہ تعالی حضرت سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ العزیز کشف النور میں تحریر فرماتے ہیں "قدسی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)" ما تحدثه الامة بعده مما هو غير مخالف مقصود شرعية سنةمع انه لم يكن له وجود فی زمنه صلی الله تعالی عليه وسلم فالبدعة الحسنةالموافقة مقصود الشرع تسمی سنة". انتهی۔ (بحوالہ فقیہ ملت) اور خاتم المحدثین

حضرت علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ منظّم میں تحریر فرماتے ہیں "تعظیم النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم بانواع التعظیم اللتی لیس فیها مشارکة اللہ تعالی فی الالوهیة امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارهم". انتهی ۔(بحوالہ فتاوی رضویہ ج:۱۱ص:۸۷)اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۱۱ص:۶۸ پر رقم طراز ہیں "اللہ کا کون سا فضل ورحمت کون سی نعمت اس حبیب کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں،تمام رحمتیں،تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں اللہ کا کون سا دن اس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ظہور پرنور سے بڑا ہے بلا شبہ ہمیں قرآن حکیم حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو مسلمانوں کے سامنے اسی کا چرچا خوب زور وشور سے کرو"۔اھ .واللہ سبحانه تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــــہ** : محمد ناظم اختر رضوی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۱/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

مسـئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ شرعا ہبہ کیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟بینوا وتوجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب :بغیر عوض کے دوسرے کو اپنے مال کا مالک بنا دینا شرعا ہبہ کہلاتا ہے اور موہوب کے قبضہ سے ہبہ تام ہوجاتا ہے جیسا کہ عالم گیری ج:۴ص:۳۷۴ پر ہے" اما تفسیرها شرعا فهی تملیک بلا عوض کذا فی الکافی اما رکنها فقول الواهب وهبت لانه تملیک واما یتم بالمالک وحده والقبول شرط ثبوت الملک للموهوب له".انتهی ۔اورفتاوی رضویہ ج:۸ص:۳۷ پر ہے" تملیک عین بلا عوض ہبہ ہے اور ہبہ بعد قبضہ تام پھر بعد موت احد العاقدین

مطلقا لازم اگر چہ موہوب لہ اجنبی ہو وارثان واہب کا اس پر دعوی باطل ہے"۔اھ ملخصا۔اور بہار شریعت حصہ:۱۴رص:۶۴ر پر ہے"کسی چیز کا دوسرے کو بلا عوض مالک کر دینا ہبہ ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ واہب(مالک)جس کو ہبہ کرنا چاہتا ہے اس سے کہے کہ چیز میں نے تم کو ہبہ کر دی تم اس کے مالک ہو جو چاہو کرو اور موہوب لہ اس پر قبضہ بھی کر لے اب موہوب لہ اس کا مالک ہو گیا اس پر غیر کا تصرف صحیح نہیں حتی کہ وارثین واہب بھی اس کا دعوی نہیں کر سکتے"۔اھ. واللہ تعالی اعلم

کتبــــــــــــه : سید محمد مونس علی ہاشمی

۴ر ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئله : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک دینی مدرسہ ہے جو تقریبا ایک سال سے بند ہے اس مدرسے کے علاوہ کوئی دوسرا دینی مدرسہ نہیں ہے جس کی بنا پر ہمارے گاؤں کے بچے کلمہ ونماز اور دیگر شرعی ارکانوں سے دور ہوتے جارہے ہیں اور مدرسہ کے فنڈ میں تقریبا ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہے اور اس کے بعد بھی لوگ اپنا فطرہ وزکاۃ وچرم قربانی مدرسہ میں جمع کرتے ہیں کیا ان لوگوں کا فطرہ وزکاۃ اس مدرسہ میں دینے سے ادا ہوتا ہے یا نہیں؟اور مدرسہ کے صدر روپیہ جمع ہونے کے باوجود کوئی مدرس متعین نہیں کر رہے ہیں اور جب رمضان،عید الفطر،عید الاضحیٰ آتا ہے تو صدر مدرسہ مائک پر لوگوں سے فطرہ وزکاۃ ادا کرنے کے لئے کہتے ہیں تو ایسے صدر کے لئے کیا حکم ہے اور مدرسہ کے فنڈ کے روپیہ کے بارے میں کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العلام :جب مدرسہ چلانے میں کوئی شئی مانع نہ ہو اور ساری سہولیات مہیا ہوں اس کے باوجود بھی مدرسہ میں مدرس متعین نہ کرنا فروغ دین وطلب علم دین کو نقصان پہونچانا ہے اور مدارس فروغ دین اور اشاعت علم دین ہی کے لئے وقف ہوتے

ہیں انہیں نہ چلانے والا متولی وصدر ضرور وقف کی ضروری خدمات کو انجام نہ دیکر قابل معزول ہے ایسے صدر و متولی کو معزول کیا جائے اور اس کی جگہ کسی دوسرے لائق شخص کو متولی بنایا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" انالن نستعمل علی عملنا من اراہ". انتھی ۔ہم اپنے معاملات پر کبھی بھی خواستگار کو مقرر نہیں کریں گے (رواہ الشیخین) اور شامی ج:۶/ص:۵۷۸/پر ہے "بان المقصود رفع ضررہ عن الوقف فاذا ارتفع بضم آخر الیہ حصل المقصود" انتھی ۔ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"اور ضروری خدمتوں میں تقصیر یا بر بنائے عجز ہوگی یا بر بنائے بے پروائی دونوں صورتوں میں لائق عزل ہے"۔اھ۔(فتاویٰ رضویہ ج:۶/ص:۵۰۷) اور دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں"اور خیانت یا انکے باعث وقف پر ضرر ثابت ہو تو فوراً نکال دئے جائیں"۔اھ۔(فتاویٰ رضویہ ج:۶/ص:۵۲۵) اور جو روپیہ مدرسے کے فنڈ میں ہے وہ مدرسے کے لئے وقف ہے اور وقف اپنی ہیئت سے نہیں بدلتا اور وہ روپیہ ہمیشہ مدرسے کا ہی رہیگا جیسا کہ شامی میں ہے" لان الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ". انتھی ۔(شامی ج:۶/ص:۵۸۹) اور فتح القدیر شرح ہدایہ شریف ج:۶/ص:۲۱۲/پر ہے" لان الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ". انتھی. اور وہ روپیہ مدرسے ہی کے کسی کام میں صرف ہوگا علامہ ابن عابدین شامی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں" ان کان ما یاخذہ منھم تکملۃ اجر المثل یجب صرفہ فی مصارف الوقف" انتھی۔(شامی:۶/۶۷۲) اور صدقہ فطر و زکاۃ مدرسے میں دینے سے ادا ہو جائے گی بشرط منتظم اسے شرعی طور پر صرف کرے البتہ اگر صدر مذکور نہ معزول ہو اور نہ دیانت داری کے ساتھ مدرسہ چلائے تو واقف حال لوگ اسے ہرگز زکاۃ وغیرہ نہ دیں اور نہ مساجد وغیرہ میں اس کے لئے اعلان کریں۔**وھو تعالیٰ اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبہ** : سید محمد مونس علی ہاشمی

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۱/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کی دماغی حالت بہتر نہیں ہے جس کا علاج چل رہاہے کافی دنوں سے زید پاگل ہے اس دیوانگی میں زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔طلاق ہوئی یانہیں جواب عنایت فرمائیں؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب بعون الملک العلام : پاگل،دیوانہ مجنون،شرع مطہر میں اس کوکہاجاتا ہے جس سے جواقوال وافعال صادر ہوں اس کوخود علم نہ ہوں کہ وہ کیا کہہ رہاہے،کیا کررہا ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں" **العاقل من یستقیم کلامه وافعاله الا نادرا والمجنون ضده**".انتھی ۔(شامی:ج:۴/ص:۴۵۳)اور شیخ امام فرید الدین عالم بن علاء ہندی علیہ الرحمہ ایک دوسرا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں"**وقیل ایضا المجنون من یفعل هذه الافعال لا عن قصد**".انتھی ۔(فتاوی تاتارخانیہ ج؛۴/ص:۳۹۲)اگرصورت مسئولہ میں بشرط صدق سوال زید کی حالت ایسی ہی ہےتو طلاق واقع نہ ہوگی جیسا کہ تاتارخانیہ ج:۴/ص:۳۹۱/پر ہے" **طلاق الصبی غیرواقع و کذلک طلاق المجنون والمعتوه**".انتھی. اوراعلی حضرت امام احمد رضاعلیہ الرحمہ فرماتے ہیں"مجنون کی طلاق باطل ہے وہ لاکھ دفعہ طلاق دے ہرگز نہ ہوگی نہ عورت کودوسرے سے نکاح جائز ہوگا"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۳۳)اوردوسرے مقام پرتحریر فرماتے ہیں"کہ اس سے عقل زائل ہوجائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہےتوبیشک ایسی حالت کی طلاق ہر گز نہ ہوگی"۔انتہی ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۳۰)اوراگراس پرجنون کامفہوم شرعی صادق نہ آتا ہوبلکہ سائل نے جھوٹ مجنون لکھ دیایامحض گھبراہٹ یادماغ کی گرمی کوجنون سمجھا تونہ یہ مجنون ہےاور نہ زید پرحکم مجنون وہ لامحالہ جتنی طلاقیں دے گاواقع ہوجائیں گی اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضاعلیہ الرحمہ فرماتے ہیں"فقط گھبراہٹ یادماغ پرگرمی کانام جنون نہیں اگرواقعی مجنون نہ تھا توطلاق

ہوگئی اگر تین بار کہی تو تین بار"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۳۰)وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــــــہ** : سید محمد مونس علی ہاشمی

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۲/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

مسـئـلـہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید ہر مہینے اپنی تنخواہ میں سے زکاۃ کی نیت سے ڈھائی پر سینٹ رقم غریبوں فقیروں کو دے دیتا ہے اب جب رمضان شریف کا مہینہ آیا تو انہیں جمع کیے ہوئے رقموں میں سے کیا زید پھر زکاۃ نکالے گا یا ہر مہینے زکاۃ کی نیت سے رقم بانٹنے کی وجہ سے زید بری الذمہ ہوگیا؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العلام :صورت مسئولہ میں زید کی زکاۃ ادا ہوگئی اور وہ فریضہ سے بری الذمہ ہوگیا جیسا کہ عالمگیری ج:۱/ص:۱۷۶/پر ہے"**ویجوز تعجیل الزکاۃ بعد ملک النصاب ولایجوز قبلہ کذا فی الخلاصہ**" .انتھی۔اور صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"مالک نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکاۃ دے سکتا ہے لہذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاۃ میں دیتا رہے ختم سال پر حساب کرے اگر زکاۃ پوری ہوگئی فبہا اور کچھ کمی ہو تو اب فورا دیدے،تاخیر جائز نہیں اس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کرلے بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فورا ادا کردے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں مجرا کردے"۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:۵/ص:۲۲)وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــــــہ** : سید محمد مونس علی ہاشمی

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۰/ربیع الغوث ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ اگر تیل کی کنٹری میں نجاست(ناپاک چیز) گرگئی تو اس تیل کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العلیم ۔تیل یا کسی بھی رقیق شئی میں نجاست حلول کر جائے تو اس کو پاک کرنے کے چار طریقے ہیں۔(اول):جس قدر تیل میں نجاست حلول کی ہے اسی قدر اس میں پانی بھی ملائیں اور اس کو آگ پر رکھ دیں یہاں تک کہ سارا پانی جل جائے گا اسی طرح تین مرتبہ کریں تیل پاک ہو جائے گا جیسا کہ علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"و یطھر لبن و عسل و دبس و دھن یغلی ثلاثا". انتھی. (درمختار ج:۱رص:۵۴۳)اور بزازیہ میں ہے"و عن الثانی ان الدھن النجس یصب علیھا الماء فیطفو الدھن فیرفع ثلاث مراۃ فیطھر و کذا العسل والدبس یموت فیہ فارۃ یطبخ الماء ثلاثا حتی یعود فی کل مرۃ الی ما کان علیہ فی الاول لکن یخرج من حیز الانتفاع" انتھــــی۔(فتاوی بزازیہ مع عالمگیری ج:۴رص:۱۹)اور حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائیگا"۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:۲ر ص:۹۳)(دوم):جس قدر تیل ہو اسی قدر رقیق شئی کو ملائیں اور اس کو تیزی سے ہلائیں یہاں تک کہ سارا تیل اوپر آجائے،تیل کو اتار لیں یا اس کے نیچے سوراخ کر کے پانی نکال دیں جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"فقد صرح فی مجمع الروایۃوشرح القدوری انہ یصب علیہ مثلہ ماء ویحرک".انتھی۔(شامی ج:۱رص:۵۴۴)اور عالمگیری ج:۱رص:۴۲رپر ہے"الدھن النجس ثلاثا بان یلقی فی الخانیۃثم یصب فیہ مثلہ ماء ویحرک ثم یترک حتی یعلو الدھن فیؤخذاو ینقب اسفل الخانیۃحتی یخرج الماء ھکذاثلاثافیطھر کذا فی الزاھدی".انتھی۔اور اعلی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں"ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں

یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے اسے اتارلیں اور دوسرا پانی اسی قدر ملا کر یوں ہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے اسی طرح دھوئیں''۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۲رص:۱۳۳)اورصدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''ناپاک تیل کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں پھراوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں یوں ہی تین بار کریں یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہہ جائے اور تیل رہ جائے یوں بھی تین مرتبہ پاک ہوجائے گا''۔اھ۔(بہارشریعت حصہ:۲رص:۹۳)

(سوم)جس قدر تیل ہواسی مقدار میں پانی وغیرہ لیں پاک وناپاک دونوں کسی اونچی جگہ مثلاتخت وغیرہ سے چھوڑیں کہ دونوں کی دھاریں باہم ایک ہوکر تیسرے برتن میں گریں اگر پاک ختم ہوجائے تو اس بڑے برتن سے لے لیں کیونکہ وہ جو تیسرے برتن میں پہنچا ہے پاک ہو گیاہے اور پھر دونوں کو ملا کر ڈالیں یا کسی پرنالے وغیرہ سے دونوں ملا کر ڈالیں مگراس میں احتیاط یہ ہے کہ ناپاک کی کوئی بھی بوند پاک سے پہلے یا پاک سے جدا ہوکر نہ پہونچے ورنہ پاک نہ ہوگا جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں''دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاتخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کی مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اس کے بعد یہ ناپاک گھی اس پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہوکر پرنالے سے ہوکر برتن میں گریں اسی طرح پاک وناپاک دونوں گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے ایک دھار ہوکر برتن میں پہونچ جائے سب پاک ہوگیا خزانہ میں ہے''**اناء ان ماء احدھما طاھر والآخر نجس فصبا من مکان عال فاختلطا فی الھواء ثم نزلا طھر کلہ**''۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۲رص:۱۳۴)اور دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں''یا دونوں کو ملا کر مثلا پاک پکی چھت پر بہایا کہ ایک دھار ہوکر بہے سب پاک ہوگیا''۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۱رص۳۵۳)اورصدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''اور یوں بھی کہ پاک تیل

یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہونچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا اور ایک طریقہ ان چیزوں کے پاک کرنے کا یہ بھی ہے کہ پرنالے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے اسی جنس کی پاک چیز یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنالے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا یا اسی جنس یا پانی سے ابال لیں پاک ہو جائے گا"۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:۲ ص:۹۳)(چہارم) چوتھا آسان طریقہ یہ ہے کہ تیل کسی تھالی کٹورے وغیرہ میں کر لیں اور تیل کو ناپاک تیل میں ایک کنارے سے ڈالیں یہاں تک کہ ابل کر بہنے لگے جب کچھ بہہ جائے تو سارا تیل پاک ہو جائیگا یہ تب ہے جب کہ نجاست غیر مرئیہ ہو اور اگر نجاست دلدار ہو تو اتنا بہنے دیں کہ نجاست باقی نہ رہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"اور ویسا ہی پگھلا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر ابل جائے سب گھی پاک ہو جائے جامع الرموز میں ہے"**المائع کالماء و الدبس وغیرهما طهارته باجزائه مع جنسه مختلطا به**"۔انتہی ۔(فتاوی رضویہ ج:۲ ص:۱۳۳) اور دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں"اس جریان کے تین رکن ہیں دخول، خروج، معیت مثلا پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف کچھ حصہ خارج ہو اور وہ نکلنا اسی داخل ہونے کی حالت میں ہو اگر چہ ابتدائی دخول میں نہ ہو لوٹے میں ناپاک پانی ہے اس پر پاک پانی نہ ڈالے ٹوٹی سے وہی ناپاک پانی نکال دیجئے تو صرف خروج بلا دخول ہوا یا آدھے لوٹے میں ناپاک پانی ہے پاک پانی سے بھر دیجئے کہ کچھ نکلے نہیں تو محض دخول بلا خروج ہوا یا پاک پانی بھرنے کے بعد جھکا کر ٹونٹی سے کچھ نکال دیجئے تو خروج بحالت دخول نہ ہوا ان تینوں صورتوں میں طہارت نہ ہوگی بلکہ پاک پانی ڈالتے رہیئے یہاں تک کہ بھر کر ابلنا شروع ہو اس وقت پاک ہوگا ایک وقت وہ آیا کہ خروج

ودخول کی معیت ہوگی اگرچہ برتن بھرنے تک صرف دخول بلاخروج تھا"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۱/ص:۳۴۵)وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــــہ** : سید محمد مونس علی ہاشمی

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۵/ربیع الغوث ۱۴۳۴ھ

مسئلــــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ عید کے موقع پر مسلمانوں کا ہندوؤں کے ساتھ مل کر عید ملاپ کے لئے کوئی کمیٹی بنانا اور کمیٹی کا لوگوں سے عید ملاپ کرنا کیسا ہے ؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :مسلمانوں کا اس امر مذکور کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دینا اور کفار سے عید ملاپ کرنا جائز نہیں، خدائے تعالی کا ارشاد ہے ﴿واما ینسینک الشیطا ن فلا تقعد بعد الذکر ی بعد القوم الظالمین﴾ یعنی اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔اور کافر سے بڑھ کر ظالم کون ہے دوسری جگہ رب تعالی فرماتا ہے ﴿یایھا الذین آمنو الا تتخذو اعدوی و عدو کم اولیاء من دون المؤمنین﴾ اوررب تعالی فرماتا ہے ﴿ومن یتولھم منکم فانہ منھم﴾(سورہ مائدہ آیت:٦) جوتم میں ان سے دوستی کریگا انہیں میں سے شمار کیا جائیگا۔اوررسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "انا بریء من کل مسلم مع مشرک" (رواہ ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ باسنادحسن عن علقمۃ) اورفتاوی رضویہ ج:۹/ص:۱۲۰/پر اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں"کہ بے شک کفار سے ایسی مخالطت اوران کے ساتھ ہم پیالہ ہونا، ہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرنا چاہئے کتنی شرم کی بات ہے اگر کوئی ماں باپ کو گالی دے تو اس کی صورت دیکھنے کو

روادارنہ رہے اور خدااور رسول کو گالی دینے والے کو اپنا یار غار بنائے“۔اھ ملخصا۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــــہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۲/ذی القعدہ ۱۴۳۴ھ

مسـئلـہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید قرآن کا ناظرہ خواں ہے اور اردو پڑھا ہوا ہے علماء اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے جس سبب سے زید کو مسائل ضروریہ کا کچھ حد تک علم ہے جیسے نماز، روزہ، عقائد اہل سنت وغیرہ اور زید امام کی غیر موجودگی میں نماز بھی پڑھا دیتا ہے لوگ اس کے پیچھے پڑھتے بھی ہیں زید کی خوش کلامی کو دیکھتے ہوئے دیگر مساجدوں کے ائمہ کرام زید کو میلاد شریف کی محفلوں میں بلاتے ہیں اور اپنے ساتھ لے جاتے ہیں زید نعت بھی پڑھتا ہے اور بیان بھی کرتا ہے زید یہ کام فی سبیل اللہ کرتا ہے جس وجہ سے دین دار لوگ زید کو اچھا سمجھتے ہیں مگر جامع مسجد کے امام صاحب کا کہنا ہے کہ سالے امام بھی اس جاہل کو لے جاتے ہیں حسد اور بغض کی بنا پر امام جامع مسجد علی گنج ایک جھوٹا سوال دارالافتاء میں لایا وہ جھوٹا سوال یہ ہے کہ زید مسائل میں تو بالکل کورا ہے جب کہ زید اصل میں مسائل ضرویہ کا کچھ حد تک جانکار ہے اور اس جھوٹے سوال کا جواب لے جاکر جمعہ کے دن عوام کو سنایا اور چھپوا کر بانٹا جس سبب سے امام وعوام میں اشتعال وانتشار پیدا ہو گیا جامع مسجد کے امام کا اماموں کو سالے کہنا کیسا ہے یہ فعل ان کا کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں شرع کا جو حکم ہو مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:اگر واقعی زید بقدر ضرورت مسائل شرعیہ یعنی مسائل نماز وروزہ وطہارت وغیرہم کو جانتا ہے اور ما یجوز بہ الصلاۃ کے مطابق

قرأت کرلیتا ہے تو امام کی غیر موجودگی میں اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے میں اور اسے اپنے گھر میلاد میں نعت خوانی کے لئے لے جانے میں کوئی حرج نہیں اور جامع مسجد کے امام صاحب کا اور اماموں کو یہ کہنا کہ ''سالے امام بھی اس جاہل کو لے جاتے ہیں'' اور زید کے تعلق سے دارالافتاء سے جوٹھے سوال کا جواب لے کر علانیہ جامع مسجد میں اعلان کرنا سخت شنیع اور دل آزاری کی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''**من آذی مسلما فقد آذانی و من آذانی فقد اذی الله**'' اس حدیث پاک میں بندۂ مؤمن کی ایذا کو اللہ و رسول کی ایذا بتایا گیا ہے جامع مسجد کے امام مذکور پر لازم ہے کہ اپنے جوٹھے قول سے رجوع کرے اور زید اور اماموں سے معافی طلب کرے اور توبہ واستغفار کرے اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے﴿**هو الذی يقبل التوبة عن عباده و يعفوا عن السيئات**﴾(سورہ:شوری/آیت ۲۵)

جو انسان بھی خلوص نیت کے ساتھ دین کا کام کرے گا لوگ اسے اچھا جانیں گے اور وہی اچھا بھی ہوتا ہے امام مذکور کو اس طرح کہہ کر اپنے آپ کو شریعت اسلامیہ کا مجرم بننے سے بچنا چاہیے اور جملۂ مذکور کی وجہ سے اس کے اوپر توبہ و رجوع لازم۔ **و الله تعالى اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــه** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۴/ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

مسـئلـه : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے شادی کے ایک سال بعد ہندہ کو ایک طلاق رجعی دی پھر اس نے عدت کے اندر ہی رجعت کرلی اور سات سال کے بعد دوسری ایک طلاق رجعی دی پھر رجعت کرلی اب ہندہ زید کی اجازت کے بغیر اپنے میکے جا بیٹھی اور کہتی ہے کہ میری طلاق ہوچکی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ زید کے نکاح میں ہے یا نہیں، ہندہ کا شوہر کی اجازت بغیر اپنے میکے میں رہ کر زید کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرنا، اسکو پریشان کرنا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: صورت مسئولہ میں زید نے اپنی بیوی ہندہ کو انفرادی طور پر طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر رجعت کرلی تو زید کی بیوی زید کے نکاح سے نہیں نکلی وہ اب بھی زید کے نکاح میں مثل سابق باقی ہے جیسا کہ خدائے تعالی کا ارشاد ہے ﴿وبعولتھن احق بردھن فی ذٰلک ان ارادوا صلاحا ولھنّ مثل الذی علیھن بالمعروف﴾ (سورہ بقرہ آیت: ۲۲۸) اسی آیت کے تحت حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" طلاق رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کر سکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو"۔اھ۔اور ھدایہ میں مرقوم ہے" اذا طلق الرجل امرأة تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله عليه السلام فامسكوهن بمعروف بغير فصل ولابد من قيام العدةلان الرجعية استدامةالملك"۔انتھی۔(ھدایہ ج: ۱/ص: ۳۷۴) اوراسی میں ہے " المطلقة الرجعية تتشوف و تتزين حلال للزوج اذالنكاح قائم بينهما .انتھی.(ھدایہ ج: ۱/ص: ۳۷۸)

اورامام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ" اگر طلاق رجعی دی تھی اور عدت کے اندر رجعت کر لی تو عورت اس کے نکاح میں ہے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۹۴) اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں" طلاق رجعی تھی اور بلا نکاح واپس کرلیا تو گناہ نہیں"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۶۷۳) اور ہندہ بغیر اذن شوہر اپنے میکے میں رہ کر زید پر جھوٹے مقدمات قائم کر کے زید کو پریشان کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار اور مستحق عذاب نار ہوئی لہذا ہندہ پر لازم ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے، جھوٹے مقدمات واپس لے۔اور ہندہ کا زید کو ایذا رسانی کی وجہ سے ہندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ زید سے معافی مانگے مشکوٰۃ شریف میں ہے" من

اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ".وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۰/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ نابالغ بچہ کی اذان کا کیا حکم ہے؟بینوا توجروا

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : اگر نابالغ عاقل ہے اور اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو جائز ہے اور اگر نابالغ غیر عاقل ہے تو اس کی اذان جائز نہیں اور اگر پڑھ دے تو اس کا اعادہ کیا جائے جیسا کہ فتاوی شامی ج ۲:/ص:۵۹/پر ہے"یجوز بلا کراھۃ اذان صبی مراھق وعبد .المراد به العاقل" انتھی. اورفتاوی عالمگیری ج:۱/ص:۵۴/پر مذکور ہے "اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراھۃ فی ظاھر الروایۃ و لکن اذان البالغ افضل ".انتھی.(ج: ۱ / ص : ۲۷۳).

اور مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "اگر نابالغ عاقل ہے اور اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو جائز ہے"۔اھ۔اور حضرت صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں "پاگل اور ناسمجھ بچے ان سب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے" ۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:۳/ص:۲۶) اور اسی میں صفحہ ۲۷/پر ہے "سمجھ والا بچہ اور غلام اور اندھے اور ولد الزنا اور بے وضو کی اذان صحیح ہے"۔اھ۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبــــہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۶/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک گائے خریدی لیکن سینگ ٹوٹا ہوا ہے تو کیا ایسے جانور کی قربانی کی جائیگی؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : اگراس جانور کا سینگ پیدائشی نہیں ہے یا جڑ تک نہیں ٹوٹا ہے تو قربانی جائز ہے اوراس جانور کے سینگ جڑ سے ٹوٹے ہو ں تو جائز نہیں جیسا کہ ردالمحتار ج:۹رص:۴۶۷ر پر مذکور ہے'' و یضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة و کذاالعظماء التی ذهب بعض قرنهابالکسر وغیره فان بلغ الکسر الی المخ لم یجزوفی البدائع ان بلغ الکسر المشاش لایجزی والمشاش رؤوس العظا م مثل الرکبتین والمرفقین''. انتهی. اورفتاوی عالمگیری ج:۵رص:۲۹۷ر پر یہی مذکور ہے اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز تحریرفرماتے ہیں کہ'' کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں سب بالکل سلامت ہوں سینگ کا ٹوٹنا اس وقت قربانی سے مانع ہوتا ہے جب کہ سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے اگراوپر کا حصہ ٹوٹ جائے تو مانع نہیں''. انتهی ملخصا. والله تعالی اعلم بالصواب

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۵رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی مدخولہ بیوی سے کہا تو جا میں تجھے نہ رکھونگا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں بیان فرمائیں؟

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : صورت مستفسرہ میں زید کا یہ کہنا کہ تو جا الفاظ کنایہ میں سے ہے اوران کنایات میں سے ہے جورد کا احتمال رکھتے ہیں ان سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے خواہ حالت رضا ہو یا حالت غضب یا مذاکرہ طلاق جیسا کہ فتاوی شامی ج:۵رص:۵۳۳ر پر ہے'' الحاصل ان الاول یتوقف علی النیة فی

حالۃ الرضاو الغضب والمذاکرۃ ".انتھی ۔لہذا زید نے تو جا سے اگر طلاق کی نیت نہ کی تھی تو حکم طلاق نہ ہوگا اور اگر نیت طلاق تھی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی جبکہ اس لفظ سے تین کی نیت نہ کی ہو جیسا کہ ھدایہ اولین ص:۳۵۴؍ پر مذکور ہے "ان نوی ثلاثا کان ثلاثا ".انتھی. اور اس کا یہ لفظ میں تجھ کو نہ رکھونگا یہ آنے والے وقت میں نہ رکھنے کا اظہار عزم ہے،اس کا کوئی اثر نہ ہوگا جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "لفظ ہم تجھکو نہ رکھیں گے متمحض للاستقبال والابعاد ہے ایسا لفظ اگر صریح بھی ہو تب بھی اصلا مؤثر نہیں اگر ہزار بار بھی کہے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵؍ص:۵۳۳)

لہذا ایک طلاق بائن واقع ہونے کی صورت میں زید کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اب وہ بعد عدت زید یا کسی اور جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور زید تو عدت کے اندر بھی اس کی مرضی سے نکاح کرسکتا ہے لیکن اب یہ صرف دو طلاق کا مالک رہیگا پھر جب کبھی اسے دو طلاق دیگا وہ مغلظہ ہو جائیگی کہ بے حلالہ جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۳؍صفر ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر دو سال سے غائب تھا اب معلوم ہوا ہے کہ چار ماہ پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے ہندہ دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کو کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں اگر وہ کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے تو اس کی عدت کے بابت کیا حکم ہے؟بینو اتو جروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : صورت مسئولہ میں اگر زید کی موت ثابت ہے اور ہندہ وقت موت حاملہ نہ تھی تو زید کی موت سے چار ماہ دس دن عدت پوری

کرے گی پھر وہ جس سے چاہے نکاح صحیح کرسکتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے﴿ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشرا ﴾سورۂ بقرہ/آیت ۲۲۸)اور فتاوی شامی ج:۵/ص:۱۸۸/ پر ہے" والعدة للموت اربعة اشهر و عشرا مطلقاوطئت او لا ولو صغيرة او كتابية ".انتہی ۔اور فتح القدیر ج:۱/ص:۱۳۷/ پر ہے "وروى مالك فى المؤطأعن عمر ابن الخطاب رضى الله عنه قال ايّما امرأة فقدت زوجها فلم تدر اين هو فانها تنتظر اربعة سنين تعتد اربعة اشهرثم تحل".
انتہی ۔اور فتاوی عالم گیری ج:۲/ص:۳۰/ پر ہے"اذا حكم بموته اعتدت امرأته عدةالوفاة عن ذلك الوقت ".انتہی ۔اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نوراللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں"وفات کی عدت غیر حامل پر مطلقا چار مہینے دس دن ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۸۳۴) پھر اگر انتقال پہلی تاریخ کو ہوا تو چاہیے کہ چاند کے اعتبار سے چار ماہ دس دن پورے کرے ورنہ ایک سوتیس دن پورے کرلے جیسا کہ صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ نوراللہ مرقدہ بہار شریعت حصہ:۸/ص:۱۲۵/ پر تحریر فرماتے ہیں"موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گذر لے"۔اھ۔ پھر موت پہلی تاریخ کو ہو تو چاند سے مہینے لئے جائیں ورنہ حرہ کے لئے ایک سوتیس دن اور باندی کے لئے ۶۰/دن"۔اھ۔
(بہار شریعت حصہ:۸/ص:۱۲۶)والله تعالى اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم	**کتبہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ	۲/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ آبادی میں ایک حاکم فیصلے کے لئے بیٹھتا تھا جو لوگوں کے مقدمات سن کر ان کے فیصلے کرتا تھا اس بستی میں نماز جمعہ ادا کرنا کیسا ہے آیا وہاں جمعہ پڑھنے سے فرض ظہر ذمہ سے ساقط ہوگا یا نہیں (۱) جس آبادی میں جمعہ کے

شرائط پائے جاتے ہوں اور وہاں جمعہ قائم کرلیا گیا ہو بعد میں وہاں حاکم کا بیٹھنا بند ہو گیا ہو کہ وہ تحصیل و پرگنہ نہ رہا ہو اب وہاں نماز جمعہ کا کیا حکم ہے؟ (۲) وہ آبادی جہاں متعدد کوچے بازار تو نہیں لیکن وہاں بڑا حاکم فیصلہ مقدمات کے لئے بیٹھتا ہو ایسی آبادی میں نماز جمعہ فرض ہے یا نہیں؟ بینو ا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : صورت مسئولہ میں مذکورہ آبادی میں جمعہ جائز نہیں کیونکہ وہ آبادی جہاں متعدد کوچے، دوامی بازار ہوں اور وہاں سامان ضرورت ہر وقت فراہم ہوں مگر وہاں کوئی ایسا بااختیار حاکم نہ ہو جو مقدمات کا فیصلہ کرے اور ظالم سے مظلوم کو انصاف دلا سکے تو وہ جگہ بھی مصر سے خارج ہے اور غیر مصر میں جمعہ پڑھنے کی اجازت نہیں جیسا کہ بدائع الصنائع ج:۱/ص:۵۸۳/ پر ہے ”فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة ادائها عند اصحابنا حتی لا تجب الجمعة الاعلی المصر ومن کان ساکنا فی توابعه و کذا لا یصح اداء الجمعة الا فی المصر وتوابعه فلا تجب علی اهل القریٰ التی لیست من توابع المصر ولا یصح اداء الجمعة“۔ انتھی . اور البحر الرائق ج:۲/ص:۲۴۵/ پر ہے” شر ط صحتها ان تؤدی فی مصر حتی لا تصح فی قرية فلامفازة لقول علی رضی الله تعالی عنه لا جمعةولا تشریق ولا صلاةفطر ولااضحی الافی مصر جامع او فی مدینة عظیمة“۔ انتھی ۔ اور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ ”صحیح تعریف شہر کی یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد کوچے ہوں، دوامی بازار ہوں نہ وہ جسے پیٹھ کہتے ہیں وہ پرگنہ ہے جس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور اس میں کوئی حاکم مقدمات رعایہ فیصل کرنے پر مقرر ہو جس کی حشمت وشوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے جہاں یہ تعریف صادق ہو وہی شہر ہے اور وہیں جمعہ جائز ہے“۔ اھ۔ (فتاوی رضویہ ج:۳/ص:۶۷۲) اور حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی نور اللہ مرقدہ بہار شریعت

حصہ:۴/ص:۹۳/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ”جمعہ پڑھنے کی چھ شرطیں ہیں ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو جمعہ ہوگا ہی نہیں (۱) مصر یا فنائے مصر، مصروہ آبادی ہے جہاں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو جو اپنے دبدبے سطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے“۔اھ۔لہذا مذکورہ آبادی میں جمعہ جائز نہیں کیونکہ جواز جمعہ کی جو شرطیں ہیں ان میں سے حاکم با اختیار کا ہونا بھی ہے جو وہاں پر نہیں پائی گئی حاکم کا پہلے بیٹھنا کچھ مؤثر نہ ہوگا تو ثابت یہ ہوا کہ وہ آبادی جہاں صرف حاکم ہے اور متعدد کوچے دوامی بازار نہیں۔اور وہ آبادی جہاں متعدد کوچے، دوامی بازار تو ہوں مگر کوئی با اختیار بڑا حاکم نہیں جو ظالمین سے مظلومین کا انصاف لے سکے تو وہاں جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگی لوگوں کو اس آبادی میں ﴿ارأیت الذی ینھی عبدا اذا صلی﴾ سے روکا نہ جائے البتہ انہیں مسئلہ بتایا جائے کہ بھائیو یہاں جمعہ پڑھ لینے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی اس لئے دو رکعت بنام جمعہ پڑھ لینے کے بعد نماز ظہر بھی پڑھ لیا کریں۔اھ۔ **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۸/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید نے خالی مرغی فارم بنوایا اور بکر نے زید سے مرغی فارم کرائے پر لیا بکر نے اس میں مرغی کے بچے ڈالے یہ فارم کئی مہینے کرائے پر چلا اور ایک عرصے کے بعد فارم میں سلینڈر سے آگ لگ گئی یہ سلینڈر روشنی کے واسطے جلتا تھا آگ لگنے سے مرغی کے بچے جل کر مر گئے اور فارم کی چھت جل گئی فارم میں جو نقصان ہوا زید بکر سے اس کی قیمت لینے کا شرعاً حقدار ہے یا نہیں جب کہ کرائے پر دیتے وقت یہ طے نہ ہوا تھا کہ اگر فارم میں کوئی نقصان ہوا تو بکر کو اس کی قیمت دینا پڑیگی بیان فرمائیں؟

بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : صورت مسئولہ میں زید اپنے ہلاک شدہ فارم کی قیمت بکر سے لینے کا شرعا حقدار نہیں کیونکہ بکر نے اس کو قصدا نہیں جلایا جیسا کہ فتاوی شامی ج:۹/ص:۸۹/ پر مذکور ہے" ولا یضمن اعلم ان الھلاک اما بفعل الاجیر اولا والاول اما بالتعدی او لا والثانی اما ان یمکن الاحتراز عنہ اولا ففی الاول بقسیمہ یضمن اتفاقا و فی الثانی لا یضمن اتفاقا "انتھی ۔اوراسی کتاب کے ص:۹۹/ پر مذکور ہے" لا ضمان علیہ لان ھذا انتفاء بظاھر الدار علی وجہ لا یغیر ھیئتہ الباقی الی النقصان" انتھی ۔اور بدائع الصنائع ج:۴/ص:ف۲۷/ پر مذکور ہے"ان الاصل ان لا یجب الضمان الا علی المتعدی بقولہ تعالی ﴿فلا عدوان الا علی الظالمین﴾ولم یوجد التعدی من الاجیر لانہ ما دون فی القبض والھلاک لیس من صنعہ فلا یجب الضمان علیہ "انتھی . اورالبحر الرائق ج:۷/ص:۵۱۴/ پر مذکور ہے" لا ضمان علی صاحب الدار اذا احترق شئی من المکان فی الدار لانہ لم یکن متعدیا فی ھذا السبب "انتھی . اورحضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی نوراللہ مرقدہ بہار شریعت حصہ:۱۴/ص:۱۰۸/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ"اسی طرح کرائے دار سے اگر مکان جل جائے تو تاوان نہیں کہ اس نے قصدا ایسا نہیں کیا"۔اھ۔پس جب بوقت معاہدہ طے نہیں تھا اور نہ زید نے ایسی کوئی شرط بکر کے سامنے رکھی جسے بکر نے قبول کیا ہو اور نہ بکر نے خود اسے جلایا بلکہ وہ ایک حادثہ تھا تو اب زید کا بکر سے مطالبہ کرنا شرعا جائز و درست نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

۳/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ جو برائے قربانی لوگوں

سے حصوں کے پیسے لیکر جانور خرید کرقربانی کرتا ہےاوروہ شرکاء زید سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ کا دل جہاں چاہے گوشت دے دینا دریافت طلب امر یہ ہیکہ یہ قربانی ہوئی کہ نہیں اگر ہوئی تو اس طرح گوشت دینا کیسا ہے؟ بینوا توجروا .

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : قربانی نام ہے اراقۃ دم کا اگر وہ ساتوں شرکاء سنی صحیح العقیدہ تھے تو ان سب کی طرف سے قربانی ہوگئی اور رہی قربانی کے گوشت کی بات تو قربانی کے گوشت کا صاحب قربانی کو لینا واجب ولازم نہیں بلکہ یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے چاہے کل گوشت اپنے ہی صرف میں لے لے، چاہے کل گوشت عزیز واقارب کو دے دے اور چاہے تو کل گوشت غرباء وفقراء و مساکین میں تقسیم کرا دے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۵/ص:۳۰/ پر مرقوم ہے" ویستحب ان یأکل من اضحیة ویطعم منها غیره والافضل ان یتصدق بالثلث و یتخذالثلث ضیافةلاقاربه واصدقاءه ویدخر الثلث و یطعم الغنی والفقیر جمیعا کذا فی البدائع "انتهی ۔اور فتاوی شامی ج:۹/ص:۴۷۳/ پر مرقوم ہے" ویأکل من لحم الاضحیة ویوکل غنیا ویدخر وندب ان لاینقص التصدق عن الثلث وندب ترکه لذی عیال توسعة علیهم "انتهی ۔اوراعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۸/ص:۳۳۲/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ" تین حصے کرنا صرف استحبابی امر ہے کچھ ضروری نہیں چاہے سب اپنے صرف میں لے لے یا سب عزیزوں واقاربوں میں دے دے یا سب مساکین کو بانٹ دے"۔اھ۔ اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت حصہ:۱۵/ص:۱۴۴/ پر تحریر فرماتے ہیں" قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے، کھلا سکتا بلکہ اس سے کچھ کھالینا قربانی کرنے والے کو مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقیر کے لئے ایک دوست واحباب کے لئے اور ایک حصہ

اپنے گھر والوں کے لئے ،ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کو بھی صدقہ کر دینا جائز ہے اور کل گوشت گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے بعض احادیث میں جو ممانعت آئی ہے وہ منسوخ ہے۔ اگر اس شخص کے اہل وعیال بہت ہوں تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں کے لئے چھوڑ رکھے۔

وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم　　**کتبــــہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　۱۳ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ

مسئلــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کے پچاس ہزار روپئے پانچ سال سے بکر پر قرض ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس پچاس ہزار روپئے پر زکاۃ واجب ہوگی یا نہیں پھر یہ بھی واضح فرمائیں کہ ہر سال کی زکاۃ واجب ہوگی یا جب ملے تب واجب ہوگی؟ **بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : صورت مسئولہ میں آج کل ساڑھے باون تولہ چاندی کی کل قیمت تقریبا ۳۲۰۰۰/روپئے ہے لہٰذا زید کے پچاس ہزار روپئے پر زکاۃ واجب ہے مگر جب بقدر نصاب یا خمس نصاب قرض وصول ہوجائے تو سالہائے گذشتہ کا حساب لگا کر ادا واجب ہوگی اگر حصول قرض کے بعد ادا میں تاخیر کریگا تو گنہگار ہوگا جیسا کہ البحر الرائق ج:۲/ص:۵۳۰/پر مذکور ہے" **وشرط وجوب العقل و البلوغ والاسلام والحریۃ وملک النصاب حولی فارغ عن الدین وحاجتہ الاصلیہ**" . انتھی . اور ردالمحتار ج:۳/ص:۱۹۱/پر مذکور ہے" **واجب علی الفور وعلیہ الفتوی کما فی شرح الوھبانیہ**" اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۳۲۰/پر تحریر فرماتے ہیں" جو روپیہ قرض میں پھیلا ہوا ہے اس کی بھی زکاۃ لازم ہے مگر

جب بقدر نصاب یا خمس نصاب وصول ہو اس وقت ادا واجب ہوگی جتنے برس گذرے ہوں سب کا حساب لگا کر"۔اھ۔اور حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت حصہ:۵رص:۱۲؍ پر تحریر فرماتے ہیں "اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا ہو یا وہ منکر ہے مگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا سالہائے گذشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہے"۔اھ۔**وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک زمیں دار نے دعوی کیا ہے کہ اس بستی کی جامع مسجد اور عیدگاہ میرے باپ دادا کی بنوائی ہوئی ہے اس لئے دونوں جگہوں کا میں اپنے باپ دادا کا تنہا وارث ہوں اور میں ہی متولی کا حق رکھتا ہوں اصل میں یہ جامع مسجد جب تعمیر ہوئی تھی تو وہاں کے مسلمانوں کی خوش نصیبی سے پہلا جمعہ مجدد اعظم امام احمد رضا نے پڑھایا تھا چونکہ بانی مسجد کی متولی وغیرہ کے معاملے میں کوئی شرط نہیں تھی اس لئے ان کے وارثین اور دوسرے مسلمین نے مل جل کر مسجد کی ضرورتوں کو پورا کیا اب ایک پھر مسئلہ اٹھا اور مسجد کی ضرورتیں اور مسجد کے کام کاج کس کے سپرد کئے جائیں تو لوگوں نے ایک صحیح ذمہ دار کو جو متولی کی اولاد سے نہیں مسجد کی ذمہ داریوں کے لئے چن لیا اب یہ موجودہ زید زمیں دار دعوی کرتا ہے کہ میں مسجد کے بانی کی اولاد سے ہوں متولی میں ہی رہونگا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید زمیں دار کا دعوی کہاں تک درست ہے اور متولی کسے بنایا جائے؟ **بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : صورت مسئولہ میں اگر واقف نے نہ کوئی تعیین کی تھی اور نہ کوئی شرط لگائی تھی تو مسجد کا متولی دین دار متقی و متبع سنت کو بنایا

جائے گا تو اگر واقف اور بانی کے وارثین واولاد میں کوئی ان مذکورہ صفات کا حامل ہے تو وہ متولی بننے کا زیادہ حق دار ہے جیسا کہ فتاوی شامی ج:۶ / ص:۶۳۷ / پر مذکور ہے "مادام احد یصلح للتولیۃ من اقارب الواقف لایجعل المتولی من الاجانب" انتھی ۱۔ اور فتاوی عالمگیری ج:۶ / ص:۴۱۲ / پر مذکور ہے "وفی اصل الحاکم لایجعل القیم من الاجانب مادام من اهل بیت الواقف من یصلح لذالک وان لم یجد منهم من یصلح ونصب غیرهم ثم وجد منهم من یصلح صرفه عنه الی اهل بیت الواقف". انتھی ۔ اور اگر واقف کے وارثین میں سے کوئی اس کا اہل نہ ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ مشورہ سے امانتدار دیندار خدا اور رسول کے فرماں بردار کو اس کام کے لئے چن لیں جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶ / ص:۵۲۴ / پر مذکور ہے "وارثان متولی مذکور کو تولیت پر کوئی دعوی نہیں پہونچتا تولیت ترکہ نہیں کہ وارثوں پر ترکہ تقسیم کیا جائے بلکہ حتی الامکان وارثان وقف میں سے جو لائق ہوں متولی کیا جائے گا اگر ان میں کوئی نہ ہو تو اہل الرائے اہل علم مسلمانوں کے مشورہ سے کوئی دیندار ہوشیار کارگزار متولی کیا جائے گا"۔ اھ۔

پھر چونکہ زید تولیت کا طلبگار ہے اسے متولی نہیں کیا جائیگا بلکہ واقف کی اولاد سے کوئی اولاد دین دار دیانت دار اہل ہو تو اسے ورنہ کسی اور اہل ولائق تولیت متولی مقرر کریں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی نور اللہ مرقدہ بہار شریعت حصہ:۱۰ / ص:۹۵ / پر تحریر فرماتے ہیں "جو شخص اوقاف کی تولیت کی درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہئے اور متولی ایسے کو مقرر کرنا چاہئے جو امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے نائب سے کرائے اور متولی ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے"۔ اھ۔ **وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم | **کتبہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ | ۶ / ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید کے پانچ لڑکے اور

دولڑکیاں ہیں زید نے اپنی حیات صحت میں لڑکوں کو الگ الگ مکان دئے ہیں اور زمین ابھی تقسیم کی ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے جو مکان لڑکوں کو اپنی حیات میں دیدئے ہیں زید کے انتقال کے بعد زید کی بیٹیوں کا اس میں حصہ ہوگا یا نہیں جواب عنایت فرمائیں؟

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : زید نے پانچوں لڑکوں کو الگ الگ مکان تقسیم کردیا اور ان کو ان مکانات پر قبضہ دلا دیا ہے تو یہ زید کی طرف سے ان مکانوں کا ہبہ تام ہوگیا وہ سب ان کے مالک ہوگئے جیسا کہ البحر الرائق ج:۷/ص ۴۸۶/ پر ہے"لا بد له من القبض فيها لثبوت الملک" اور یہاں پر قبضہ ہوچکا اور اسی جلد کے صفحہ:۲۸۸/ پر ہے"ان وهب ماله کله لواحد جائز".انتهی ۔اور فتاوی عالمگیری ج:۴/ص:۳۷۷/ پر ہے"ولا يتهم حکم الهبة الا مقبوضة و يستوی فيه الاجنبی والوالد اذا كان بالغا هكذا فی المحيط والقبض الذی يتعلق به تمام الهبة و ثبوت حكمها انقبض باذن المالک .انتهی ۔اور بہار شریعت میں ہے کہ اگر ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اسے خود یا اس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کرکے قبضہ دیدیا یا موہوب لہ کو حکم دیا کہ تقسیم کرکے قبضہ کرلو اور اس نے ایسا کیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہوگا۔اھ۔(بہار شریعت حصہ:۱۴/ص:۷۵/مکتبۃ المدینہ)لہذا ثابت ہوا کہ زید کی بیٹیوں کا ان مکانات میں کوئی حصہ نہیں اس لئے کہ زید نے ان مکانات کو الگ الگ کرکے سپرد کردیا اور اس صورت میں ہبہ تام ہوگیا اور بیٹے ان مکانات کے مالک ہوگئے۔والله تعالی اعلم

کتبه : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

۱۲/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور چین کی گھڑی ہمہ وقت پہنتا ہے اور اسی کو پہن کر نماز بھی پڑھاتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا

حکم ہے اور وہ نمازیں جو اس کے پیچھے پڑھیں گئی ہیں ان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : چین کی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے"۔اھ۔(احکام شریعت حصہ:۲ ص:۱۷۰) اور حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر گھڑی کسی دھات سونے چاندی پیتل وغیرہ سے بندھی ہے تو نماز مکروہ ہوگی اسے اتار کر نماز پڑھنی چاہئے"۔اھ۔(فتاوی امجدیہ ج:۱ ص:۱۳۷) اور حضرت فقیہ ملت علامہ جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "چین والی گھڑی پہننا اور اسے لگا کر نماز پڑھنا جائز نہیں اور جو امام چین والی گھڑی پہنتے ہیں اور نماز کے وقت نکال کر رکھ دیتے ہیں ان کی اقتدا میں حرج نہیں" اھ ملخصا۔(فتاوی فقیہ ملت ج:۱ ص:۱۸۱) لہذا فقہ وفتاوی کی ان تمام عبارات سے ثابت ہوا کہ چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے تو جو نمازیں اس حالت میں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ واجب ہے. واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ** : محمد نفیس احمد مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۶ / ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ رات میں قربانی کرنے کا کیا حکم ہے؟ خصوصا ان جگہوں میں جہاں گائے وغیرہ کی قربانی دن میں نہیں کی جاسکتی اگر رات میں کی جائے تو کوئی حرج تو نہیں؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیز الوھاب : رات میں قربانی کریگا تو ہو

جائیگی مگررات کوذبح کرنا مکروہ ہے جیسا کی فتح القدیرج:۹/ص:۵۲۸/ پر ہے ''ویجوز الذبح فی لیالیھا الا انہ یکرہ''. انتھی .ھکذا فی تاتار خانیہ ج:۱۷/ص:۴۲۰۔اور فتاوی عالمگیری ج:۵/ص:۲۹۵/ پر ہے''الا انہ یکرہ فی اللیل'' انتھی ۔اور بہار شریعت حصہ:۱۵/ص:۱۳۶/ پر ہے ''دسویں کے بعد کی دونوں راتیں ایام نحر میں داخل ہیں ان میں بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر رات میں ذبح کرنا مکروہ ہے''۔اھ۔

البتہ جن جگہوں میں گائے کی قربانی قانونی جرم ہو وہاں اگر رات کو بھی قربانی کی جائے گی تو اس کی اطلاع حکام تک پہونچنے کا امکان ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنا خود کو ذلت کے لئے پیش کرنا ہے لہذا ایسی جگہوں میں رات کو بھی گائے کی قربانی نہ کی جائے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۸/ص:۴۴۷/ پر ہے ''جن مواضع میں مثل بازار و شارع عام وغیرھما گاؤکشی کی قانونا ممانعت ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کریگا البتہ اثارت فتنہ وفساد اس کی طرف منسوب ہوسکتی ہے اور قانونا مجرم قرار پائیگا اور اس امر کو ہماری شریعت مطہرہ بھی روا نہیں رکھتی''۔اھ۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم **کتبہ** :رضوان نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۱۹/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ بعد اذان صلاۃ پکارنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صلاۃ سے اذان کی اہمیت گھٹ جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے ؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :بعد اذان صلاۃ پکارنا فقہ حنفی میں تثویب ہے اور تثویب کو علماء متاخرین نے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ درمختار ج:۲/ص:۴۶/ پر ہے ''ویثوب بین الاذان والاقامۃفی الکل للکل بما تعارفوہ''.انتھی . اور البحر الرائق ج:۱/ص:۴۵۳/ پر ہے ''و یثوب ای المؤذن والتثویب العود الی الاعلام بعد الاعلام ''

.انتھی . اوربدائع الصنائع ج:۱رص:۳۶۸ر پر ہے'' ان مشائخنا قالو ا لا بأس بالتثویب المحد ث لفرط غلبة الغفلة علی الناس فی زماننا و شدة ر کونهم الی الدنیا و تهاونهم بامور الدین ''.انتھی ۔اورھدایہ اولین ص:۷۲ر پر ہے'' والمتاخرون استحسنوه فی الصلوٰت کلها لظهور التوانی فی الامور الدینیه ''.انتھی . اورفتاوی عالمگیری ج:۱رص:۵۶ر پر ہے''و التثویب حسن عند المتاخرین فی کل صلاة الا فی المغرب'' .انتھی۔اورفتاوی رضویہ ج:۲رص:۳۹۴ر پر ہے''سوائے مغرب ہرنماز میں صلاۃ پکارنا یعنی دوبارہ اعلان کرنے کوائمہ متاخرین نے مستحب فرمایا ہے''۔اھ۔اورتثویب کہنے کے کوئی معین الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ ہرجگہ کے عرف پر ہے مثلاًاگرکہیں الصلاۃ والسلام علیک یا رسو ل اللہ کے الفاظ اذان کے بعد کہے جاتے ہیں تو وہی تثویب کے الفاظ ہیں اوراگراس کے علاوہ کوئی دوسرے الفاظ اذان کے بعدلوگوں کونماز کے لئے بلانے کے لئے ہوں تو وہی تثویب ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری ج:۱رص:۵۶ر پر ہے''و تثویب کل بلدة علی ماتعارفوه'' .انتھی . اور بہارشریعت حصہ:۳رص:۳۲ر پر ہے'' متاخرین تثویب مستحسن رکھی ہے یعنی اذان کے بعدنماز کے لئے دوبارہ اعلان کرنا اوراس کے لئے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقررنہیں کئے بلکہ جو وہاں کا عرف ہو مثلاً الصلاۃ الصلاۃ یا قامت قامت یا الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' ۔اھ۔اوربعض لوگوں کا یہ کہنا کہ صلاۃ سے اذان کی اہمیت گھٹ جاتی ہے یہ کہنا بالکل غلط ہے اس لئے کہ اذان کی اہمیت صلاۃ سے بڑھ جاتی ہے کہ صلاۃ سے لوگوں کواذان کے جواب بالعمل کی یا ددلائی جاتی ہے تبھی توشرع مطہرنے اسے مستحسن قراردیا ہے۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم | **کتبہ** : رضوان نوری مصباحی منظری

محمدافروزعالم نوری بریلوی غفرلہ | ۱رجمادی الاول ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زیدنے ایک دکان

کرائے پر لی اب دس برس ہوئے مالک اس سے اس دکان کے خالی کرنے کا تقاضہ کرتا ہے لیکن زید کرایہ دار اس دکان پر اپنا مالکانہ حق ثابت کرنے پر لگا ہوا ہے پھر بستی کے چند ذمہ دار لوگ جمع ہوئے انہوں نے بیٹھ کر فیصلہ کی بات کی زید نے کہا اگر میں دکان ختم کر دیتا ہوں تو میرا کاروبار ختم ہو جائیگا۔ بستی کے لوگوں نے زور دیا زید نے کہا! ٹھیک ہے اگر آپ حضرات زور دیتے ہیں تو بس اتنا ہو سکتا ہے کہ دو لاکھ روپئے لیکر دکان خالی کر دونگا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا اس کرایہ کی دکان پر مالکانہ قبضہ کرنا کیسا ہے پھر اسے خالی کرنے کے لئے دو لاکھ روپئے کا مطالبہ کرنا شرعا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : اگر مالک یعنی کرایہ پر دینے والے نے مدت اجارہ کو متعین کر کے دوکان کرایہ پر دی تھی تو مالک کو مدت سے پہلے اجارہ کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے جیسا کہ عالم گیری ج:۴/ص:۴۱۶/ پر ہے "**ولو قال اجرتک هذه الدار سنة کل شهر بدرهم جاز بالاجماع لان المدة معلومة والاجرة معلومة فتجوز فلا یملک احدهما الفسخ قبل تمام السنة بغیر عذر**" .انتهی ۔

اور اگر مدت اجارہ متعین نہیں ہے اور ماہانہ کرایہ طے ہے تو ایک ماہ کے بعد مالک دوکان اور زید دونوں کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہیں فسخ کر دیں مالک دوکان بھی فسخ کر سکتا ہے اور زید بھی۔ جیسا کہ عالمگیری ج:۴/ص:۴۱۶/ پر ہے "**و ان اجر دار کل شهر بدرهم صح العقد فی شهر واحد و فسد فی بقية الشهور واذا تم الشهر الاول فلکل واحد منهما ان ینقضی الاجارة لانتهاء العقد الصحیح**" .انتهی ۔

اور زید کرایہ دار کا اس پر مالکانہ حق ثابت کرنا بہت شنیع فعل ہے اور یہ فعل غصب ہے حدیث شریف میں اس کی بہت سخت وعید آئی ہے۔ بخاری شریف ج:۱/ص:۳۳۲/ پر ہے "**قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه یطوقه یوم القیمة من**

سبع ارضین ''اسی طرح دکان واپس کرنے کے لئے دولاکھ روپے طلب کرنا بھی ناجائز وحرام ہے زید کو چاہئے کہ وہ اپنے اس فعل قبیح سے توبہ کرے۔البتہ مالک دکان کو چاہئے کہ از راہ ہمدردی زید کو کچھ مہلت دے تاکہ وہ دوسری دکان کا انتظام کرکے اپنے کاروبار کو جاری رکھ سکے۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم　　**کتبــہ** : محمد رضوان نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　۲۹ر ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

مسـئلــہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ جو مخنث (ہجڑے) کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہے اور وہ پیدائشی ہجڑے نہیں تھے بلکہ کسب مال کی خاطر آپریشن کرا کر ہجڑے بن گئے۔اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں؟ اور وہ مسلمین کے قبرستان میں دفن کیے جائیں گے یا نہیں؟

(۲) اور جو پیدائشی ہجڑے ہوتے ہیں اور ان کے پیشہ کسب مال کو اختیار کر لیتے ہیں ان کی نماز جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : جو پیدائشی ہجڑے نہیں ہیں اور مسلمان ہیں اور کسب مال کی خاطر ہجڑے بن جاتے ہیں وہ فاسق اور فاجر ہیں۔اور فاسق وفاجر کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ہے لہذا مصنوعی ہجڑے کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور ان کو مسلمین کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیث ہے ''صلو اعلی کل بر وفاجر ''.واللہ تعالی اعلم

(۲) اور جو پیدائشی ہجرے ہوتے ہیں ان کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور مسلمین کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا جیسا کہ حبیب الفتاوی ج:۱رص:۵۷۹ر پر ہے ''جو مخنث یعنی ہجڑا ہو اور مسلمان ہونا اس کا معلوم ہو اس کو بعد موت غسل دیا جائے گا،ان کو کفن بھی دیا جائے گا اور اس کو

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا"۔اھ۔لہذا عوام میں جو مشہور ہے کہ ہجڑے کی نماز جنازہ نہیں اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے یہ غلط ہے۔**واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم **کتبہ**: محمد رضوان نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۴/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید اپنے حقیقی تاؤ کے نواسہ کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو کیا شرعی اعتبار سے اس کی شادی جائز ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟**بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : اگر کوئی اور وجہ شرعی مانع نکاح نہ ہو تو زید کا اپنے حقیقی تاؤ کے نواسہ کی لڑکی سے نکاح کرنا درست ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے﴿**واحل لکم ما وراء ذالکم**﴾(سورہ نساء)**واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم **کتبہ**: محمد رضوان نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ ۹/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ موجودہ امام حرمین شریفین کے پیچھے سنیوں کی نماز ہوگی یا نہیں ؟**بینوا توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : سعودی حکومت جو محمد ابن عبدالوھاب نجدی کی پیروکار بلکہ اس کے کفری عقائد کی علم بردار ہے اس کے تمام منتخب امام بھی اسی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کفریہ کے متبع ومبلغ ہیں۔لہذا محمد بن عبدالوھاب نجدی کے متبع،حرمین شریفین وغیرہ تمام مساجد کے ائمہ شرع مطہر کی رو سے یقیناً کفار ومرتدین ہیں وہابیت کے پیشوا

محمد بن عبدالوھاب نجدی کی کتابیں بہت سے کفریات سے بھری ہوئی ہیں۔اس کی تصنیف کتاب التوحید کے بعض عقائد کفریہ یہ ہیں۔(۱)''فمن اعتقد النبی وغیرہ ولیہ فھو و ابو جھل فی الشرک سواء''(کتاب التوحید) یعنی جس نے یہ اعتقاد کیا کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وغیرہ اس کے والی ومددگار ہیں تو وہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں (۲)''من اعتقد انه اذاذکر اسم نبی فیطلع ھو علیه صار مشرکا ،وھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع النبی او ولی''یعنی جس نے یہ اعتقاد کیا کہ نبی کا نام لیا جائے تو وہ اس پر مطلع ہوجاتے ہیں تو وہ مشرک ہوگیا اور یہ اعتقاد شرک ہے چاہے نبی کے ساتھ ہو یا ولی کے ساتھ (۳)''من حلف بغیر اللہ ،او سمی ولدہ عبد الرسول و عبد النبی و نذر بغیر اللہ ،او تصدق بغیر اللہ ا و قال نذر اللہ و رسولہ و صدقہ الی اللہ و رسولہ فقد صار مشرکا کافرا''(کتاب التوحید) ترجمہ: جس نے اللہ کے علاوہ قسم کھائی۔یا اپنے فرزند کا نام عبدالرسول یا عبدالنبی رکھا یا غیر اللہ کے لئے نذر مانی یا غیر اللہ کے لئے صدقہ کیا یا کہا یہ نذر اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے یا صدقہ اللہ ورسول کے لئے ہے تو وہ مشرک وکافر ہوگیا۔(۴)السفر الی قبر محمد و مشاھدہ، ومساجد آثارہ ،وقبر ای نبی وولی ،وسائر الاوثان وکذا طوافه و تعظیم حرمه ،و ترک الصید و التحرز عن قطع الشجرة وغیرھا شرک اکبر'' یعنی رسول کی قبر کی طرف سفر کرنا ،اس کا مشاہدہ کرنا ، پرانی مساجد کی طرف سفر اور کسی نبی یا ولی کی قبر کی طرف سفر کرنا اور تمام بتوں کی طرف سفر کرنا اور ایسے ہی اس کا طواف ، اس کے حرم کی تعظیم ،ترک صید اور درخت کاٹنے سے بچنا یہ سب شرک اکبر ہے۔

لہٰذا یہ عقائد رکھنا اوران کی تبلیغ کرنا سب کفر ہے لہذا حکومت سعودیہ کے مقرر کردہ تمام ائمہ کے پیچھے سنی کا نماز پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ﴿وارکعوا مع الراکعین﴾ (سورہ بقرہ:۴۳) اس کے تحت تفسیر جلالین ص:۹ پر ہے''و صلوا مع المصلین

محمد و اصحابه صلی الله تعالی علیه وسلم ".انتھی ۔اللہ تعالی بنی اسرائیل سے فرماتا ہے کہ ایمان لاؤ اور میرے محبوب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ وہ ایمان والوں کے ساتھ نماز پڑھے اور جو سید عالم صلی اللہ تعالی وسلم کے گستاخ ہیں وہ مومن نہیں ان کے پیچھے نماز بھی نہیں اور حدیث پاک میں ہے "عن انس رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم لاتجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواکلوهم ولا تناکحوهم ولاتصلوا علیهم ولا تصلوا معهم "(مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ) تو بدعقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا کب جائز ہوگا۔اور اعلی حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اب کبرائے وہابیہ نے کھلے کھلے ضروریات دین کا انکار کیا اور تمام وہابیہ اس میں ان کے موافق یا کم از کم ان کے حامی یا انہیں مسلمان جاننے والے ہیں اور یہ صریح کفر ہے تو اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہوں یا بظاہر مقلد۔نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔نماز ان کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۳ص:۱۷۰) اور مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں "یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو شخص خود تو حضور کی شان میں گستاخی نہیں کرتا لیکن گستاخ مولویوں اور دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور اس کو یہ اطلاع ہے کہ دیوبندیوں نے حضور کی شان میں گستاخی کی ہے تو ایسا شخص بھی اسلامی قانون کی رو سے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے اور ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز ہرگز جائز نہیں"۔اھ۔(فتاوی فیض الرسول ج:۱ص:۳۰۹) **والله تعالی اعلم**

کتبہ:محمد رضوان نوری مصباحی منظری

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

۳؍رجب ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے جس کی اقتدا میں محلے کے اکثر لوگ نماز نہیں پڑھتے صرف دس پانچ لوگ اس کی اقتدا کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے اس مسجد میں بکر امامت کرتا تھا اچانک ایک دن زید جماعت کے وقت آیا اور

بکر سے آکر بلاوجہ شرعی کہا کہ مصلے سے ہٹو یہاں پر ہماری جماعت ہوگی۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں لوگوں کا زید کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور زید کا بکر کو مصلے سے ہٹانا کیسا ہے اور جو لوگ اس معاملہ میں زید کا ساتھ دیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔مفصل تحریر فرمائیں.بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : اگر بکر سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القراءۃ امام تھا اور اس میں کوئی شرعی خرابی نہ تھی تو زید کا اس کو امامت سے ہٹانا اس کو ایذا دینا ہے اور ایذاء مسلم ناجائز وحرام ہے کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿والذين يوذون المومنين والمومنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملو ابهتانا و اثمامبينا﴾(الاحزاب:۵۸)اور رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے"من اذى مسلما فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله"یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

لہذا زید پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور بکر سے معافی مانگے اور تقلیل جماعت کا سبب نہ بنے بکر کو اس کی ذمہ داری واپس دلائے اور اگر زید ایسا نہ کرے تو اسے امامت سے برخاست کر دیا جائے اور جو لوگ زید کی حرکت جاننے کے باوجود اس کا ساتھ دیں وہ بھی گنہ گار ہیں توبہ کریں اور باز آئیں۔والله تعالى اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ:محمد رضوان نوری مصباحی منظری
۳/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید نے مدرسہ میں کئی سال پڑھایا اور سال پورا ہونے پر وہ تعطیل کلاں میں اپنے گھر چلا آیا اور اب وہ شوال سے پڑھانے نہیں گیا اور وقت تقرری یہ طے ہو گیا تھا کہ وہ چندہ نہیں کرے گا اور اگر کوئی بات ہوگی تو ناظم

اعلی زید سے اور زید ناظم اعلی سے کہے گا لہٰذا زید تعطیل کلاں کا مستحق ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب بعون الملک الوهاب : سال بھر میں جو چھٹیاں مقرر ہیں مدرسین ان کی تنخواہ کے مستحق ہیں اوران کو وہ تنخواہ ملے گی جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فتاوی رضویہ ج:۸/ص:۱۴۱/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "تعطیلات معہودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان وعیدین وغیرہا کی تنخواہ مدرسین کو بے شک دی جائے گی، فان المعهود عرفا كالمشروط مطلقا، اشباہ میں ہے" البطالة فی المدارس کأیام الاعیادویوم عاشوراء وشهر رمضان فی درس الفقه علی وجهین ان مشروطةلم يسقط من المعلوم شئی،والاينبغی أن يلحق ببطالةالقاضی ،ففی المحيط انه ياخذفی يوم البطالةوقيل لا ،وفی المنيةيستحق فی الاصح،واختاره فی منظومةابن وهبان وقال انه الاظهر.انتهی ملخصا.اقول .هذه الترجيهان حيث لم يشترط فكيف اذاشرط هٰذاليس محل النزاع وقد علمت أن المعروف كالمشروط اور کسی شخص کو اصلا اختیار نہیں کہ بے اطلاع اجیر جب چاہے بطور خود عقد اجارہ فسخ کردے مگر جب کوئی عذر بین واضح ظاہر پیدا ہو جس میں محل اشتباہ نہ ہو جب تک ایسا نہ ہو اجیر بے شک مستحق تنخواہ ہوگا فی الدرالمختار الاجارة تفسخ بالقضاء والرضاء الخ،وفی رد المحتار الاصح ان العذران كان ظاهراينفرد وان مشتبها لاينفرد "۔انتهی ۔لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر چندہ نہ کرنا طے ہو گیا تھا اس پر چندہ نہ کرنے کی وجہ سے ایام تعطیل کی تنخواہ نہ دینا جائز نہیں کہ وہ تنخواہ اس کا حق ہے جس کا دینا لازم. والله تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــه**: محمد رضوان نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۵/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کسی جگہ پر زبردستی قبضہ کر کے اس جگہ پر کوئی مسجد، مدرسہ، امام باڑہ یا مزار شریف بنانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: کسی کی زمین غصب کرنے کے متعلق رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”من اخذ شیئا من الارض بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین “یعنی جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائیگا۔ اھ۔(بخاری شریف ج:۱ رص: ۴۵۳) اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ غصب کی زمین پر مسجد تعمیر کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”باجماع مسلمین وہ ہرگز مسجد نہیں بلکہ وہ ایک زمین ہے بدستور اپنے مالکوں کی ملک پر باقی“۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۶ رص:۱۳۱)

لہذا غصب کی ہوئی زمین پر مسجد، مدرسہ، مزار شریف بنانا جائز نہیں اور واضح رہے کہ امام باڑہ ہمارے بلاد میں اس عمارت کو کہا جاتا ہے جس میں لوگ تعزیہ وغیرہ رکھتے اور بناتے ہیں اور مروجہ تعزیہ داری شرعا ناجائز وحرام ہے تو اگر مالک زمین امام باڑہ بنانے کی اجازت دیدے تب بھی اس کی تعمیر جائز نہیں بلکہ گناہ ہے پھر غصب کردہ زمین پر اس کی تعمیر دوہرا گناہ۔ واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد رضوان نوری مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۵ر رجب ۱۴۳۳ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں (۱) کہ کسی میدان میں ایک عورت کی لاش ملی اور یہ نہیں معلوم کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں (۲) بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہوجاتے ہیں تو کیا اس حالت میں ان کی نماز ہوجائیگی جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا؟

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العلام :(۱)مذکورہ صورت کے بارے میں حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے ”کہ مردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہونا ثابت ہو یا مسلمانوں کے محلے میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں“ (بہار شریعت حصہ :۳/ص:۸۱۵/مکتبۃ المدینہ)اور فتاوی عالمگیری ج:۱/ص:۱۵۹/ پر ہے ”**ومن لا یدری انہ مسلم او کافر فان کان علیہ سیما المسلمین او فی بقاء دار الاسلام یغسل والا فلا** “.انتھی. بہر حال ذکر کی گئی صورتوں میں سے اگر کوئی پالی جائے تو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کریں ورنہ نہیں۔

(۲)اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۴/ص:۸۷/ پر فرماتے ہیں ”کہ اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھیں کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے“۔اھ۔اور ردالمحتار ج:۳/ص:۱۲۹/ پر مذکور ہے” **قد توضع فی بعض المواضع خارج المسجد فی الشارع فیصلی علیھا و یلزم منہ دفسادھا عن کثیر من المصلین لعمو م النجاستو عدم خلعھم نعالھم المتنجسہ** “ .انتھی. اور حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں ”اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ بھی پہن کر ہی پڑھنے لگیں گے“۔اھ۔(فتاوی امجدیہ ج:۱/ص:۳۱۸) **واللہ تعالی اعلم**

کتبـــــہ:محمد ابوالکلام مصباحی منظری ۲۳/ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسـئلـہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مطلقہ عدت کہاں

گزارے میکے میں،شوہر کے گھر میں یا کسی تیسرے گھر میں جواب عنایت فرمائیں ؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب: مطلقہ عورت کے لیے حکم ہے کہ وہ عدت شوہر کے گھر گزارے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے﴿لا تخرجوھن من بیوتھم ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃمبینۃ﴾یعنی طلاق والی عورتوں کوان کے گھر سے نہ نکالواور نہ وہ خود نکلیں مگر جب کہ وہ بے حیائی کی بات کریں ۔(الطلاق :آیت :۱)اوراس تعلق سے فتاوی تاتارخانیہ ج:۵/ص:۲۴۵/پر ہے’’ولو طلقھا وھی غائبۃ کان علیھا ان تعود الی منزلھا فتعتد فیہ‘‘.انتھی. اورحضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ’’عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لیے کہیں اورگئی تھی اس وقت شوہر نے طلاق دی تو فوراًبلاتوقف وہاں سے واپس آئے‘‘۔اھ ملخصا۔(بہارشریعت حصہ:۸/ص:۱۳۳)لہٰذاصورت مسئولہ میں مطلقہ عدت شوہر کے گھر گزارے گی۔وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــــــہ**:محمدابوالکلام مصباحی منظری

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۷ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلـــہ:کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ چچازادخالہ سے نکاح کرنا کیساہے؟بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :صورت مسئولہ میں اس چچازادخالہ کے ساتھ نکاح میں حرج نہیں جب کہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع جواز نہ ہواس لیے کہ چچازادخالہ ان عورتوں میں سے نہیں کہ جن سے نکاح حرام ہے کہ آیت کریمہ﴿حرمت علیکم امھتکم وبنتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنت الاخ وبنت

الاخت﴾ کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان کے ص:۱۱۹ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ ”یہ سب سگی یا سوتیلی“۔اھ۔اس سے پتہ چلا کہ سگی یا سوتیلی خالہ سے نکاح حرام ہے نہ کہ چچازاد خالہ سے، بلکہ چچازاد خالہ اللہ رب العزت کے ارشاد﴿واحل لکم ماوراء ذلکم﴾ کے تحت داخل ہے اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اس بابت ایک قاعدۂ کلیہ تحریرفرماتے ہیں ”اپنی فرع اوراصل کتنی بعید ہو مطلقا حرام ہے اوراپنی اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو حرام ہے اوراپنی اصل بعید کی فرع قریب حرام ہے اوراپنی اصل بعید کی فرع بعید حلال ہے“۔ اھ۔(فتاویٰ رضویہ:۵رص:۱۹۸)اوراسی صفحہ پرنقایہ سے نقل فرماتے ہیں ”حرم علی المرء اصلہ وفرعہ وفرع اصلہ القریب وصلبیۃ اصلہ البعید“ انتھی. واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبــــــہ**:محمدابوالکلام مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۳۰ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ ہندہ کواس کے میکے سے جہیز کے طور پر کچھ زیورات دیے گئے تھے اوروہ زیورات زیداور ہندہ نے اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے بیچ دیے تھے اب جب کہ زید نے ہندہ کوطلاق مغلظہ دے دی ہے ان زیورات کا کیاحکم ہے؟اورہندہ کازید سے ان زیورات کامطالبہ کرنا کیسا ہے؟بینو اتوجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک العزیزالوھاب :جب زید نے ہندہ کوطلاق مغلظہ دے دی تو ہندہ کے جوزیورات اسے اس کے میکے سے جہیز کے طور پر ملے تھے وہ ہندہ کوواپس کیے جائیں گے کہ وہ اسی کی ملک ہیں جیسا کہ ردالمختار میں ہے ”ان الجھاز للمرأۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ“. انتھی ۔یعنی جہیز سب عورت کا ہے جب مرد اس کوطلاق دیدے تو پورے کا پورا لے لیگی۔اور درمختار ج:۴رص:۳۰۶ر پر ہے ”جھز ابنتہ بجھاز وسلمھا ذلک لیس لہ الا ستر داد منھا

ولا لورثته بعده". انتھی. اوراعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں " زیور وغیرہ جہیز کہ باپ نے اپنی بیٹی کو دیا خاص ملک دختر ہے شوہر کو کسی طرح کا استحقاق مالکانہ اس میں نہیں نہ اس کا تصرف بے رضاواذن زوجہ نافذ ہو سکے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵رص:۵۲۹)

ہاں وہ زیورات جو زید و ہندہ نے باہمی رضامندی سے کسی ضرورت کے تحت بیچ دیے تھے تو اگر ہندہ نے وہ زیورات زید کو ہبہ کر دیے تھے اور اس نے قبضہ بھی کرلیا تھا تو مطالبہ کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس کا مالک ہو گیا کہ البحر الرائق ج:۷رص:۴۸۶ر پر ہے "**لا بد له من القبض فيها لثبوت الملك**". انتھی. اور اگر ہندہ نے وہ زیورات زید کو بطور قرض دیے تھے جیسا کہ آج کل عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں کو مال میں تصرف کی اجازت دے دیتی ہیں لیکن ہبہ نہیں کرتی ہیں جیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں " مرد بلکہ بحالت ہم خانگی ان کے والدین بھی بعض اشیاء جہیز مثل ظروف وفروش وغیرھا اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور عرفا اس سے ممانعت نہیں ہوتی کہ اس کی بنا ملک شوہر یا والدین شوہر پر نہیں بلکہ باہمی انبساط کہ زن وشوہر کے املاک میں تفاوت نہیں سمجھا جاتا جیسے عورتیں بے تکلف اموال شوہر استعمال میں رکھتی ہیں اس سے وہ ان کی ملک نہ ہو گئے"۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵رص:۵۳۰) ٹھیک اسی طرح یعنی بطور قرض ہندہ نے زید کو اپنے زیورات بیچنے کی اجازت دی جیسا کہ اسکے مطالبہ سے ظاہر ہے کہ اس نے ہبہ نہ کئے تھے لہذا زید پر لازم وضروری ہے کہ اسکے زیورات واپس کرے کہ وہ اسی کا حق ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے "**علی الید ما اخذت حتی تودی**". انتھی. (رواہ ترمذی) **واللہ تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد ابوالکلام مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۹رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت ان مسئلوں میں کہ (۱) زید نے اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق، طلاق، طلاق، کیا طلاق ہوگئی یا نہیں اگر ہوگئی تو کونسی طلاق مانی جائے گی؟

(۲) ہندہ طلاق شدہ ہے اور ہندہ کا نکاح ثانی ہوتا ہے اور شوہر ثانی بغیر تعلقات قائم کیے یعنی دخول کیے بغیر ہندہ کو طلاق دیدیتا ہے اب ہندہ عدت گزارنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور اگر کرسکتی ہے تو کس صورت میں؟ (۳) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ساتھ میں سارا مہر بھی دیدیا تو کیا زید کے ذمہ سے ہندہ کا خرچہ جاتا رہا؟ (۴) ہندہ کو دوران عدت زید پر خرچہ دینا واجب ہے یا نہیں؟ (۵) اگر ہندہ مطلقہ ہے تو اس کے لئے عدت کی بابت کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں. بینوا توجروا

باسمه تعالی والصلاة والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب: از (۱) تا (۵)۔ صورت مسئولہ زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ ہوگئی اور اب وہ زید کے لئے حلال نہ رہی ہاں اگر زید دوبارہ ہندہ کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو عدت طلاق کے بعد ہندہ کسی دوسرے سے نکاح صحیح کرے اور کم از کم ایک بار وہ ہندہ کے ساتھ ہمبستری بھی کرے پھر شوہر ثانی اس کو طلاق دے یا فوت ہوجائے تو عدت کے بعد ہندہ زید کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره﴾ اور حدیث میں ہے "حتی تذوقی عسیلة و یذوق عسیلتک" (بخاری شریف ج:۲ ص:۸۰۱) اور فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۴۷۳ پر ہے "ان کان الطلاق ثلثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها". انتهی۔ اور اگر شوہر ثانی ہندہ کے ساتھ وطی نہ کرے تو وہ شوہر اول کے لئے ہرگز حلال نہ ہوگی جب زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور اس کا مہر بھی ادا کردیا تب بھی عدت کا خرچ اسی پر واجب ہے جیسا فتاوی تاتارخانیہ ج:۵ ص:۲۴۴ پر ہے "واما المطلقة فنفقتها فی مال الزوج". انتهی۔ اور خانیہ میں ہے "المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسکنی کان الطلاق رجعیا او بائنا او ثلثا". انتهی. اور اعلی

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”تمام عدت تک نان ونفقہ زید کے ذمہ ہے“۔اھ۔(فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۸۴۵)اور جب زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور ہندہ مدخولہ ہے تو ہندہ پر لازم وضروری ہے کہ عدت گزارے جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ ج:۵/ص:۲۲۶/پر ہے”والعدة تجب على المطلقة“ .انتھی .

پھر جب زوج ثانی نے ہمبستری کے بعد طلاق دیدی تو جب تک عدت نہ گزر لے زید کا ہندہ سے نکاح جائز نہیں ہوگا اور عدت طلاق یہ ہے کہ حائضہ تین حیض کامل گزار دے یا حاملہ ہونے پر وضع حمل ہولے یا آئسہ ونابالغہ ہونے پر عربی مہینے کے اعتبار سے تین ماہ کامل گزر لیں جیسا کہ خدائے تعالی کا ارشاد ہے﴿والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء﴾اور ارشاد باری تعالی ہے﴿واو لات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن﴾اور ارشاد ہے﴿والآئى يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعد تهن ثلثه اشهر﴾.والله تعالى اعلم بالصوا ب

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــــه**:محمد ابوالکلام مصباحی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۹/صفر ۱۴۳۴ھ

مسئلــه : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص صرف جانگھیا پہن کے ستر کھول کر غسل کے پورے ارکان کے ساتھ لوگوں کے سامنے نہائے تو کیا اس کا غسل ادا ہو جائیگا اور ستر کھول کر لوگوں کے سامنے نہانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب: غسل کے فرائض کی پوری ادائیگی کے ساتھ وضو وغسل میں احتیاطی جگہوں پر اچھی طرح پانی بہاتے ہوئے غسل کرنے سے پاکی حاصل ہو جائیگی جیسا کہ ھدایہ اولین ص:۲۹/پر ہے” فرض الغسل المضمضة والاستنشاق و غسل سائر البدن “.انتھی . اور جوھرہ نیرہ ج:۱/ص:۱۴/پر ہے” غسل

سائر البدن و تمضمض واستنشاق ".انتهی ملخصا. اورجیسا کہ البحر الرائق ج:۱رص:۸۶ پر ہے" فرض الغسل غسل فمه و انفه وبدنه" .انتھی۔اوراسی صفحہ پر ہے" اما رکنه فھو اسالة الماء علی جمیع ما یمکن اسالته علیه من البدن من غیر حرج مرة واحدة حتی لو بقیت لمعة لم یصبھا الماء لم یجز الغسل وان کانت یسیرة " .انتھی . اورردالمحتار ج:۱رص:۲۸۴ر پر ہے" رکن الغسل وھو اسالة الماء علی جمیع ما یمکن اسالته علیه من البدن من غیر حرج ".انتھی .

مگراس کالوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام وناجائز ہے کیونکہ مرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ستر ضروری ہے جیسا کہ قدوری کتاب الحظر و الاباحة ص:۲۴۷ر پر ہے" ینظر الرجل من الرجل فی جمیع بدنه الا مابین سرته الی تحت رکبتیه" .انتھی ۔اورشرح وقایہ ج:۱رص:۱۳۷ر پر ہے" العورة للرجل من تحت سرته الی تحت رکبتیه ".انتھی ۔اوردرمختار ج:۲رص:۶۷ر پر ہے" ھی للرجل ما تحت سرته الی ما تحت رکبته ".انتھی ۔اورجیسا کہ اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ ج:۳رص:۱ر پر تحریر فرماتے ہیں" کہ مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک عورت ہے"۔اھ۔اور حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی بہار شریعت حصہ:۱۶رص:۵۷ر پر تحریر فرماتے ہیں" کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصۂ بدن کا چھپانا فرض ہے"۔اھ۔اورردالمحتار ج:۲رص:۵۷ر پر ہے"اذا کان خارج الصلاة یجب الستر بحضرة النا س اجماعا ".انتھی . اورصدرالشریعہ علیہ الرحمہ بہار شریعت حصہ:۲رص:۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں" لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے۔لہذا لوگوں کے سامنے ستر کھول کر نہانے سے اجتناب ضروری ہے ورنہ گنہگار رہوگا"۔اھ۔.وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبـــــــــه :غلام علی منظری

۱۴ رمحرم الحرام ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زید امام نے ظہر کی نماز پڑھائی جس میں قعدۂ اولی میں زید سے تاخیر ہوگئی پیچھے سے کسی مقدی نے لقمہ دیا امام نے نہ لقمہ لیا اور نہ سجدۂ سہو کیا اور سلام پھیر دیا کیا امام ومقتدی کی نماز ہوگئی ؟ بکر نے زید سے کچھ احباب کی موجودگی میں معلوم کیا کہ قعدۂ اولی میں تاخیر کے سبب مقتدی نے آپ کو لقمہ دیا آپ نے لقمہ نہ لیا اور ایسے ہی نماز کو پورا کیا اس صورت میں مقتدی کی نماز پوری ہوئی یا نہیں زید نے بکر کو جواب کیا کہ بیس سال سے ایسے مسئلہ میں جو جھ رہا ہوں ہم کیا نماز پڑھتے ہیں؟ ہماری کیا نماز ہے؟ نماز تو وہ پڑھتے تھے (بہن....) یہ جملہ اکابرین کے لئے استعمال کیا۔ کیا یہ جملہ زید کا اکابرین کے لئے استعمال کرنا صحیح ہے؟ (۳) کیا اس جملہ کے قائل کو امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (۴) جو لوگ جان بوجھ کر اس جملہ کے قائل کو امام بنائیں اور خوشی سے اس کے پیچھے نماز ادا کریں اور زید کی حمایت کریں ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا

باسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الاعلى

الجواب اللهم هداية الحق والصواب : زید امام نے اگر قعدۂ اولی میں تاخیر کی تو مقتدی کو اس وقت تک لقمہ دینا جائز نہیں جب تک سلام نہ پھیرے ہاں اگر مقتدی امام کے اتنا قریب ہو کہ اس کی آواز کو سنتے ہوں اور امام نے تشہد کے بعد اللھم صل علی کہہ لیا آگے نہیں بڑھا ہے تو لفظ سبحان اللہ کہہ کر بتانا جائز ہے ھکذا فی فتاوی رضویہ ج:۳/ص:۶۴۴۔ جب زید امام نے قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد اتنی دیر تاخیر کی کہ اللھم صل علی محمد تک پڑھ لیا جائے سجدۂ سہو واجب تھا۔ پس گر سجدۂ سہو نہ کیا ہو تو امام ومقتدی سب کی نماز مکروہ تحریمی ہوئی اس نماز کا اعادہ واجب ہے جیسا کہ درمختار مع تنویر الابصار ج:۲/ص:۵۴۴/پر ہے "وتاخير قيام الى الثالثه بزيادة على التشهد بقدر ركن وقيل بحرف وفي الزيلعي الاصح وجوبه باللهم صل على محمد .انتهى .وهو تعالى اعلم

(۲/۳/۴)سوال میں مذکورہ جملہ عرف عام میں صریح گالی ہے لہذا اگر یہ بزرگان دین کی طرف نسبت کر کے کہا ہوتو کفر ہے تجدید ایمان وتجدید بیعت ، بیوی والا ہوتو تجدید نکاح بھی کرے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۶/ص:۱۱۹/ پر اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”کہ علماء اور سادات کی توہین کفر ہے کمافی مجمع الانھر ،**الاستخفاف بالعلماء والاشراف کفر**“ .انتھی ۔اور اگر مذکورہ جملہ بزرگان دین کی طرف نسبت کر کے نہ کہا بلکہ حاضرین کے لئے یا بے ارادہ زبان سے نکل گیا تو سخت ناجائز ہے توبہ واستغفار کرے اور رجوع بھی کرے توبہ اور رجوع کے بعد زید کو امام بنانے نیز اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنے اس کی حمایت کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ بدائع الصنائع ج:۵/ص:۳۹۸/ پر ہے ”**ثم بلغ الصبی و عتق العبد و اسلم الکافر وتاب الفاسق فشھدوا عند القاضی تقبل شھادتھم**“.انتھی . **وھو تعالی اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم　　**کتبــــــــــــــــہ** :غلام علی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　۲۱/شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ہمارے محلّہ میں ایک چھوٹی مسجد ہے اب ہم سب اس مسجد کو بڑی کرنا چاہتے ہیں اور مسجد کو بڑی کرنے میں کافی رقم کی ضرورت ہے فی الحال ہم لوگوں کے پاس چرم قربانی کی قیمت ہے تو کیا چرم قربانی کی قیمت مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟بینوا توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :چرم قربانی بنیت تصدق بیع کر کے اس کی قیمت کو مسجد میں لگانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب ہے کیونکہ وہ صدقۂ نافلہ ہے اور صدقہ نافلہ کی رقم ہر دینی کام میں صرف کی جاسکتی ہے جیسے مسجد ، مدرسہ محتاج وغیرہ جیسا کہ حدیث شریف میں قربانی کے گوشت و پوست کے بارے میں ہے”**کلوا وادخروا وائتجروا**“یعنی

کھاؤاوراٹھارکھواوروہ کام کروجس میں ثواب ہو۔(ابوداؤدحصہ:۲رص:۳۸۹)اوراسی حدیث کے تحت اعلی حضرت امام احمدرضا محدث بریلوی فتاوی رضویہ ج:۸رص:۴۷۵ر پرتحریرفرماتے ہیں" کہ قربانی کی کھال ہراس کام میں صرف کرسکتے ہیں جوقربت وکارخیروباعث ثواب ہو"۔اھ۔اورفتاوی عالم گیری ج:۵رص:۳۰۱ر پرہے" **ولو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز،لانه قربة كالتصدق** ".انتھی ۔اوردرمختارج:۹رص:۴۷۵ر پرہے" **و يتصدق بجلد ها او يعمل منه نحو غربال و جراب و قربة وسفرة ودلو**".انتھی۔اورہدایہ ج:۲رص:۴۵۰ر پر ہے"**ويتصدق بجلدها لانه جزء منها**" .انتھی ۔اورھدایہ کےاسی صفحہ پرہے" **ولو باع الجلد او اللحم بالدراهم او بما لا ينتفع به الا بعد استهلا كه تصدق بثمنه لا ن القربة انتقلت الىٰ بدله**". انتھی. جوہرہ نیرہ ج:۲رص۱۴۱ر پرہے"**ويتصدق بجلدها لانها جزء منها**" .انتھی۔اورجوہرہ نیرہ کےاسی صفحہ پرہے"**فان باع الجلد او اللحم بالفلوس او الدراهم او الحنطة تصدق بثمنه لا ن القربة انتقلت الىٰ بدله**". انتھی ۔اوران ہی عبارتوں کےتحت اعلیٰ حضرت امام احمدرضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ جلد۸رصفحہ۴۷۶ر پرتحریرفرماتے ہیں" کہ قربانی کے چمڑوں کومسجد میں دے دینا یااسکی قیمت کومسجد کے کام میں لگانا بلا شبہ جائزوباعث اجروکارثواب ہے". **وھو اعلم بالصواب**

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم — **کتبــــــــــــــــہ** :غلام علی منظری

محمدافروزعالم نوری بریلوی غفرلہ — ۷رمحرم الحرام۱۴۳۴ھ

مسئلہ: کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ زیدایک تجارتی آدمی ہےاس نے اپنی زمین میں دکان بنواکرکاروبارشروع کردیاہے بکرنے اسے کاروبارمیں شرکت کے لیے پچاس ہزارروپیے دے دیے ہیں بکرنہ اس کے ساتھ دکان پربیٹھتاہےاورنہ اس کام میں لگتاہے البتہ بکرنفع ونقصان دونوں میں برابرکاشریک ہےزیدوبکرکے درمیان مذکورہ معاملہ کیساہے

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب : زیدوبکردونوں کااس طرح کی شرکت تجارت کرنا کہ نفع ونقصان میں دونوں برابر کے شریک ہوں جائز ہے جیسا کہ حضرت صدرالشریعہ علامہ امجدعلی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”کہ اگر دونوں نے اس طرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کرے گا اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوگی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے تو شرکت ناجائز۔ یوں ہی اگر یہ ٹھہرا کہ کل نفع ایک شخص لے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کرے گا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کرے گا نفع میں اس کا حصہ زیادہ قرار پایا یہ بھی جائز ہے“ ۔اھ۔(بہارشریعت حصہ :۱۰رص:۲۹)اور فتاوی عالم گیری ج:۲رص:۳۲۰ر پر ہے”لو کان المال منھما فی شرکۃ العنان والعمل علی احدھما ان شرط الربح علی قدر روؤس اموالھما جاز.انتھی.وھو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبــــــــــــــــہ** :غلام علی منظری

محمدافروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۹رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

مسئلــــــہ: کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کے پیسے دوسری مسجد میں لگانا کیسا ہے اور اگر کوئی شخص کسی ایک مسجد کے نام سے چندہ لائے اور اسکو دوسری مسجد میں دے دے تو کوئی حرج تو نہیں جو سامان جس مسجد میں رکھا ہوا ہے اس سامان کو دوسری مسجد میں رکھنا جائز ہے کہ نہیں مثلاً مصحف، مصلی، چٹائی، لوٹا، جھاڑو، وغیرہ؟ بینوا توجروا.

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :جو چندہ، روپیہ، پیسہ یا سامان جس مسجد کے لئے لوگوں نے دیا وہ اسی میں صرف ہوگا دوسری مسجد کو دینا جائز نہیں جیسا کہ

فتاوی شامی ج:۶رص:۵۴۸ر پر ہے”لا یجوز نقله و نقل ماله الی مسجد آخر“.انتھی.

اور فتاوی عالمگیری ج:۲رص:۴۹۰ر پر ہے” ولا یجوز تغییر الوقف عن هیئته “.انتھی ۔اور فتاوی رضویہ ج:۶رص:۳۶۸ر پر اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ”کہ وقف مسجد کی آدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہوسکتی“۔اھ۔ اور اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ میں اسی جلد کے ص:۳۸۴ر پر مسجد کے سامان کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں”کہ ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں لوٹے ضرورت سے زائد ہوں اور دوسری مسجد میں نہیں تو اس مسجد کے لوٹے دوسری مسجد میں بھیجنے کی اجازت نہیں“۔اھ۔لہذا صورت مسئولہ میں وہ پیسے اور سامان جس مسجد کا ہے اسی میں رہے گا دوسری مسجد کو دینے کی شرعا اجازت نہیں۔و هو تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم　　　**کتبــــــــــه** :غلام علی منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ　　　۱۲ر ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید کے گھر میت ہوئی اور زید کے گاؤں والے کچھ حضرات جنازہ میں شامل ہونے کی غرض سے قبرستان میں گئے مگر زید کے گروپ والے میں سے چند اشخاص نے ان لوگوں کو جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ اگر تم لوگ جنازہ پڑھوگے تو دھکا دیکر بھگاؤں گا یہ لوگ خیریت سے واپس آ گئے جب کہ زید کے گاؤں میں سب سنی صحیح العقیدہ لوگ ہیں اور آپس میں دو فریق میں بٹے ہوئے ہیں عیدین کی نمازیں اور دیگر نماز بھی الگ الگ پڑھتے ہیں زید نے ن حضرات کی واپسی پر کوئی ایکشن نہیں لیا کہ آپ لوگ جنازہ پڑھ لیں یا جائیں اس نے خاموشی برتی لہٰذا جن لوگوں نے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو جنازہ پڑھنے سے روکا تو ان کے متعلق کیا حکم ہے ۔ بروئے شرع مدلل جواب سے نوازیں عین کرم ہوگا.بینوا و توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ ہر مسلمان کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے حدیث پاک میں ہے۔"صلوا علیٰ کل بر و فاجر". انتھیٰ ۔اور در مختار ج:۳/ص:۱۰۲/ پر ہے" والصلاۃ علیہ فرض کفایۃ بالاجماع فیکفر منکرھا لانہ انکر الاجماع ". انتھیٰ۔ لوگوں کا بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو نماز جنازہ سے روکنا فرض سے روکنا ہے۔ یہ روکنے والے، اس عمل سے راضی رہنے والے سب لوگ گنہ گار ہوئے توبہ کریں کہ بلا وجہ شرعی ایذاء مسلم ہے اور ایذائے مسلم حرام ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ"جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ اھ۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ ج:۴/ص:۱۲۰/ پر تحریر فرماتے ہیں کہ" بہت برا کیا کہ مسلمان کو ناحق ایذا دی"۔ اھ۔ اور فتاویٰ امجدیہ ج:۱/ص:۳۱۱/ پر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" کہ نماز جنازہ سے منع کرنا فرض روکنا ہے ایسا شخص گنہ گار مستحق غضب جبار ہے"۔ اھ۔ مسلمانوں پر لازم ہے آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا. انتھیٰ۔ (سورۂ آل عمران آیت :۱۰۳) ترجمہ اور اللہ تعالیٰ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ اھ۔ اور اسی آیت کریمہ کی تفسیر حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان۔ ص:۹۲ پر تحریر فرماتے ہیں" کہ اس آیت کریمہ میں ان افعال وحرکات کی ممانعت کی گئی جو مسلمانوں کے درمیان تفریق کا سبب ہوں"۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ: محمد جاوید القادری منظری

۸/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید نے اپنی زمین کاشتکاری کا سودا کر کے بکر کو بیچ دی طے ہوا کہ بکر روپیہ کا انتظام کر کے جلد رجسٹری کرائیگا اس کے بعد زید نے درمیان میں کئی بار بکر سے اور اسکے بھائی سے کبھی پانچ ہزار، کبھی دس ہزار، کبھی پندرہ ہزار، کبھی بیس ہزار روپئے اپنی ضرورت کے لئے لیتا رہا اسکے بعد زید نے بکر کو آ کر کہا کہ میری زمین کا سودا کسی دیگر فرد سے ہو رہا اور وہ آپ سے زیادہ روپئے دے رہا ہے بکر نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ کو فائدہ ہو رہا ہے تو اسکے ہاتھ بیچ دے ہمارا روپیہ ہمیں واپس دے ابھی ہم رجسٹری جلدی نہیں کرا پائیں گے اور زید بکر کا روپیہ واپس نہیں کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہم نے وہ روپیہ بیعانہ لیا تھا بیعانہ واپس نہیں کریں گے جبکہ ہماری کوئی بات اس طرح طے بھی نہیں تھی زید کی نیت میں بے ایمانی آ گئی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں شریعت مطہرہ کے مطابق کیا حکم ہے زید کا یہ عمل جائز ہے یا نہیں ان حالات میں زید کو کیا کرنا چاہئے اور بکر کو کیا کرنا چاہئے بیعانہ واپس نہ کرنا جائز ہے یا حرام تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا و توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔صورت مسئولہ میں اگر زید وبکر دونوں نے بیع کو فسخ کر دیا تو زید پر واجب ہے کہ بیعانہ واپس کر دے بیعانہ ضبط کرنا ظلم ہے قرآن پاک میں ہے ﴿لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل﴾ (سورہ بقرہ) اور فتاوی رضویہ ج:۷/ص:۷/پر اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”بیشک واپس پائیگا بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے ظلم صریح ہے“ ۔اھ۔لہذا زید پر لازم ہے کہ جلد بیعانہ واپس کر دے اگر واپس نہیں کرے گا تو گنہ گار حق العبد میں گرفتار مستحق عذاب نار ہوگا۔اھ۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

کتبہ: محمد جاوید القادری منظری
۲۳/ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ مہر مجھ پر اتنا باندھا جائے جیسے سات سو چھیاسی روپیے جس کو میں فورا ادا کردوں اس سے زیادہ نہیں ۔بکر کا کہنا ہے کہ ہم تمہاری بات کیسے مان لیں اس مہنگائی کو دیکھو سونا چاندی غلہ سبزی کیا بھاؤ ہے اور قاضی صاحب کم از کم ۱۵۰۰/روپیے نکاح پڑھانے کے لیتے ہیں عمرو کا کہنا ہے کہ لڑکے والے جہیز کے لئے منھ پھیلائے رہتے ہیں کم سے کم موٹر سائیکل تو ہو اور مہر شرع پیمبری یا بیوی فاطمہ جیسا ہو جب کہ مہر کا حق بیوی کو ہے اور طلاق کا حق شوہر کو تو پھر بیوی کو اتنا حقیر کیوں سمجھتے ہیں ۔ایسی صورت حال میں شریعت مطہرہ کا حکم واضح فرمائیں؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب بعون الملک الوہاب :شریعت مطہرہ میں مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے جیسا کہ ہدایہ اولین ص:۳۰۴/پر ہے"واقل المهر عشرة دراهم ".انتہی ۔اور فتاوی رضویہ ج:۵/ص:۵۰۰/پر ہے"کم سے کم مہر دس درہم ہے یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی یا چاندی کے سوا اور کوئی شئی اتنی ہی چاندی کی قیمت کی"۔اھ۔اور فتاوی فقیہ ملت ج:ا/ص:۴۲۱/پر ہے"دس درہم کی موجودہ حیثیت دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی کے برابر جو کہ موجودہ وزن کے حساب سے ۳۰/گرام ۶۱۸/ملی گرام ہے"۔اھ۔آج کل وزن مذکور کی قیمت تقریباً دو ہزار روپئے ہوتی ہے لہٰذا زید کا یہ کہنا کہ مجھ پر مہر سات سو چھیاسی روپئے رکھیں یہ صحیح نہیں بلکہ نکاح کے وقت اتنی چاندی بازار میں جتنی قیمت کی ہو کم سے کم اتنی مالیت کے کسی سامان کو مہر قرار دیا جاسکتا ہے اور فی زمانا سات سو چھیاسی روپئے مہر شرعی کی مقدار کو نہیں پہونچتے اور لڑکے والے کا جہیز کے لیے منھ پھیلائے رہنا اور موٹر سائیکل وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام و ناجائز ہے اس لیے کہ یہ رشوت ہے فتاوی عالمگیری ج:ا/ص:۳۲۷/پر ہے"ولو اخذ اهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة كذافي بحر الرائق "انتہی ۔یعنی عورت کے گھر والوں نے رخصتی کے

وقت کچھ لیا تھا تو شوہر کو اس کے واپس لینے کا شرعاً حق ہے اس لئے کہ وہ رشوت ہے اور جب لڑکے سے لینا رشوت ہے تو لڑکی سے نکاح پر لینا بدرجۂ اولی رشوت ہے اور حدیث پاک میں ہے " **لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الراشي والمرتشي** " یعنی رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی لعنت سے بچیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔اور فتاوی برکاتیہ ص:۲۶۷/ پر ہے " لڑکا یا اس کے گھر والوں کا شادی کرنے کے لئے نقد روپیہ اور سامان جہیز مانگنا یا موٹر سائیکل اور جیپ و کار وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام و ناجائز ہے اس لئے کہ وہ رشوت ہے"۔اھ۔یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ صراحتاً یا اشارتاً مطالبہ کیا جائے اور اگر لڑکی والا اپنی خوشی سے دے تو لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں اور شرع پیمبری اور حضرت فاطمہ جیسا مہر از روئے شرع ضروری نہیں بلکہ شریعت مطہرہ نے جو اقل مقدار بتائی ہے کم سے کم اتنا مہر ضروری ہے اور اس سے زیادہ خوشی سے جتنا چاہے مقرر کر لے۔کسی مومنہ کو حقیر نہ سمجھیں کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿**ولله العزة وللرسول وللمومنين**﴾ یعنی عزت اللہ کے لئے ہے اور عزت رسول کے لئے ہے اور عزت مومنین کے لئے ہے۔البتہ اگر اسی سات سو چھیاسی سے کم پر نکاح کیا تو نکاح ہو گیا لیکن مہر دس درہم واجب رہے گا جیسا کے ہدایہ اولین ص:۳۰۴/ پر ہے " **ولو سمى اقل من عشرة فلها العشرة عندنا** ". انتهى. یعنی دس درہم سے کم مہر مقرر کیا تو ہمارے نزدیک مہر دس درہم واجب ہوگا۔اور ردالمحتار ج:۴/ص:۲۳۳/ پر ہے " **وتجب العشرة ان سماها او دونها** ". انتهى۔اور بہار شریعت حصہ:۷/ص:۵۵/ پر ہے " نکاح میں دس درہم سے یا اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درہم واجب اور زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا واجب "۔اھ. **والله تعالى اعلم**

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبہ**: محمد جاوید القادری منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۲۰/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید ایک دیہاتی آدمی ہے وہ گوبر کی خرید وفروخت کرتا ہے اور اپلے بنا کر اس پر کھانا بھی پکاتا ہے زید کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے اور اس سے بنائے ہوئے کھانے پر فاتحہ دلانا کیسا ہے؟ **بینوا و توجروا**

باسمہ تعالی والصلاۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب :صورت مسئولہ میں زید کا یہ فعل جائز ہے۔جیسا کہ ردالمحتار ج:۷/ص:۲۴۵/ پر ہے''**و یجوز بیع السرقین والبعر والانتفاع بہ والوقود بہ**'' .انتھی۔اور بہارشریعت حصہ:۱۱/ص:۸۰/ پر حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں''کہ گوبر،مینگنی،لید،کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی ان میں آمیزش نہ ہو لھذا اپلے کا بیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں''۔اھ۔اور جب اپلے پر کھانا پکا کر کھانا جائز ہے تو اس میں پکے ہوئے کھانے پر فاتحہ دلانا بھی جائز ہے۔**واللہ تعالی اعلم**

کتبہ:محمد جاوید القادری منظری
۲۵/ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم
محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

مسئلہ : کیافرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس بارے میں کہ زید امام نے قرأت میں غلطی کی اس کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے بکر عالم دین نے اسے لقمہ دیا۔زید نے پھر دوبارہ اس آیت کو پڑھا لیکن اس غلطی کو ٹھیک نہیں کیا نماز سے فارغ ہونے کے بعد زید نے بکر سے کہا کہ ہر بات پر لقمہ نہیں دیا جاتا اور ایسی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر لقمہ دینا صحیح نہیں پھر چونکہ غلطی تین آیت پڑھ لینے کے بعد ہوئی اس لئے لقمہ دینے کی اور بھی ضرورت نہ تھی۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نماز ہوئی یا نہیں بکر کا لقمہ دینا صحیح تھا یا نہیں نماز کے بعد زید کا بکر سے مذکورہ گفتگو کرنا کس حد تک صحیح ہے دلائل کے ساتھ تحریر فرمائیں؟ **بینوا توجروا**

باسمه تعالی والصلاۃ والسلام علی رسوله الاعلی

الجواب اللهم هداية الحق والصواب:صورت مسئولہ میں اگر اعرابی غلطی ایسی ہو کہ جس سے معنی فاسد نہ ہوتا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسا کہ فتاوی عالم گیری ج:۱رص:۸۱ر پر ہے"اذا لحن فی الاعراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا ترفعوا اصواتکم برفع الثاء لاتفسد صلاته بالاجماع "۔انتھی۔اوردرمختارج:۲رص:۳۹۴ر پر ہے" فلو فی اعراب او تخفیف ،شدد و عکسه لم تفسدوا ان غیر المعنی به یفتی" .انتھی۔اورشامی ج:۲رص:۳۹۴ر پر ہے"لا تفسد فی الکل وبه یفتی "۔انتھی۔اورتاتارخانیہ ج:۲رص:۱۰۸ر پر ہے"اذالحن لحنا ،وهو علی وجھین اما ان لا یغیر المعنی ،بان قرألا ترفعوا اصواتکم او قرأ ان الذین یغضون اصواتھم ففی الوجه لا تفسد الصلاة بالاجماع "۔انتھی ۔اور بہارشریعت ج:۱رص:۹۱ر پر ہے"اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہوگئی ورنہ نہیں"۔اھ۔اور دوسری جگہ بہارشریعت حصہ:۳رص:۹۱ر پر ہے اعرابی غلطیاں اگرایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں اوراگر اعرابی غلطی ایسی ہوجس سے کہ معنی میں فساد آئے تو ایسی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی اوراس باب میں متقدمین کے قول پر ہی فتوی ہے جیسا کہ عالمگیری ج:۱رص:۸۱ر پر ہے"و ان غیر المعنی تغیرا فاحشا وان قرأ و عصی آدم ربه بنصب المیم و رفع الرب وما اشبه ذلک مما لو تعمد به یکفر اذا قرأ خطأفسدت صلاته فی قول المتقدمین وما قاله المتقدمون احوط۔انتھی ملخصا۔اورردالمحتارج:۲رص:۳۹۴ر پر ہے ما یغیر وھو مفسد عنه المقدمین واختلف المتاخرون فذھب ابن مقاتل ومن معه الی انه لا یفسد ،والاول احوط وھذا اوسع کذا فی زاد الفقیر لابن الھمام تلخیصا ۔انتھی ۔اورتاتارخانیہ ج:۲رص:۱۰۹ر پر ہے" واما ان تغیر المعنی بان قرأ ھو الله الخالق الباری المصور

بفتح الواؤ و رفع الراء فی الخانیه و الاعادة احوط ''۔انتھی ملخصا ۔

اور فتاوی رضویہ ج:۳؍ص:۹۳؍ پر ہے ''اگر چہ علماء متقدمین وہ خود ائمہ مذہب رضی اللہ تعالی عنہم درصورت فساد یعنی فساد نماز مانتے ہیں اور یہی من حیث الدلیل اقوی اور اسی پر عمل احوط''۔اھ۔اور بہار شریعت حصہ:۳؍ص:۹۱؍ پر ہے ''اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو احوط یہ ہے کہ اعادہ کرے''۔اھ۔چونکہ آیت میں کیا غلطی کی سوال میں واضح نہیں لہذا اگر غلطی قرأت میں ایسی تھی کہ جس سے نماز کے اعادے کا حکم ہے تو اس نماز کا اعادہ کیا جائے اور بکر کا لقمہ دینا صحیح تھا اگر امام غلطی کرے تو مقتدی کو جائز ہے کہ امام کو لقمہ دے جیسا کہ فتاوی رضویہ ج:۳؍ص:۱۴۴؍ پر ہے کہ ''امام جہاں غلطی کرے مقتدی کو جائز ہے کہ اسے لقمہ دے اگر چہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو یہی صحیح ہے ردالمحتار میں ہے الفتح علی امامه غیر منها عنه''۔اھ۔زید کا بکر سے مذکورہ گفتگو کرنا خلاف شرع ہے لہذا زید کو چاہیے کہ وہ بکر سے معافی مانگے اور توبہ کرے۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالی اعلم — **کتبـــــــہ**:محمد جاوید القادری منظری

محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ — ۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ کے اغراض ومقاصد

(۱) علمائے کرام کی ایک ٹیم سے مسلسل رضویات اور مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق کام لیا جائے۔نو جوان علمائے کرام کو باضابطہ قرطاس وقلم کی جانب توجہ دلاکر اس کام میں تربیت دے کر لگایا جائے۔

(۲) اکابر علمائے اہلسنت خصوصا سرکار سیدی اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کومختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ ضرورت کے مطابق شائع کیا جائے

(۳) جن یتیم بے سہارا نادار بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے انکی عمدہ تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔

(۴) مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت اور بدمذہبوں کے ردوابطال میں اردو ہندی اورانگریزی زبان میں کتابیں لکھ کر مفت یا قیمت کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کی جائیں۔

(۵) اکابر علمائے اہل سنت کی وہ کتابیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوسکی ہیں یا شائع ہوکر کم یاب و نایاب ہوچکی ہیں انہیں جدید تقاضوں کے مطابق جلد از جلد شائع کیا جائے تاکہ قوم مسلم اس سے نفع حاصل کرے اور ہمارے بزرگوں کا چھوڑا ہوا قیمتی سرمایہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے۔

(۶) علمائے اہل سنت وجماعت کی کتابوں کوسوشل میڈیا کے ذریعہ عام کرنے کے لئے ان کتابوں کو ادارے کی ویب سائٹ پر اپ لوڈ کیا جائے۔

(۷) انٹرنیٹ پر اسلام مخالف اور اہل سنت و جماعت پر چھینٹا کشی اور اہل سنت پر اعتراضات کی شکل میں جو کتابیں پڑی ہیں ان کا ردو ابطال کیا جائے اور ہم پر جو بے بنیاد اعتراض یا الزام تراشی کی گئی ہے اسکو آشکارا کیا جائے۔

(۸) سنی علمائے کرام کی کتابوں کو سافٹ ویئر کی شکل میں پیش کیا جائے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کا الگ سافٹ ویئر ہو، ردوہابیہ پر جو کتابیں علمائے اہل سنت نے تحریر کیں ان کا الگ، اسی طرح سے قادیانیوں، رافضیوں وغیرہ فرقۂ ضالہ کے رد میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ہر ایک فرقہ سے متعلق کتابوں کا الگ الگ سافٹ ویئر بنایا جائے۔

(۹) مختلف ممالک اور ہندوستان میں مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق کام کرنے کے لئے علمائے کرام کو تیار کیا جائے اور ضرورت کے مطابق ان کو ملک اور بیرون ملک خدمت دین متین کے لئے مقرر کیا جائے۔

(۱۰) علم دین حاصل کرنے والے غریب بچوں کی امداد کی جائے تا کہ وہ بنا کسی رکاوٹ کے اپنا تعلیمی سفر جاری رکھ سکیں۔

(۱۱) دور حاضر کے اعتبار سے طلبہ کو علم دین کے ساتھ ساتھ سائنس وانگلش اور کمپیوٹر کی بھی بقدر ضرورت تعلیم دی جائے۔

محمد شاہد رضا بریلوی

ناظم تعلیمات دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف